يا ايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله

اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

مکمل مدلل

دینی مدارس سکول و کالجز کے طلبہ و طالبات اور عامۃ المسلمین کیلئے
عقائد اسلامیہ پر مشتمل ایک انتہائی مفید نادر اور مدلل مجموعہ

پسند فرمودہ

شیخ المحدثین، استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث

حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہم

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مولانا مفتی محمد طاہر مسعود

شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

المیزان ناشران و تاجران کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور پاکستان فون: ۰۴۲-۳۷۱۲۲۹۸۱,۳۷۲۱۲۷۶۲

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

سلسلہ مطبوعات - ۳۱۵

سن اشاعت ۲۰۱۰ء

محمد شاہد عادل نے

حاجی حنیف پرنٹرز سے چھپوا کر

المیزان اردو بازار لاہور سے شائع کی۔

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	عرض مصنف	۲۱
۲۔	اظہار تشکر	۲۰
۳۔	تصدیقات و تقریظات' اکابرین و مشائخ دامت برکاتہم وعمت فیوضہم	
۴۔	رائے گرامی شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہم خانقاہ سراجیہ کندیاں' میانوالی	۲۵
۵۔	رائے گرامی فخر السادات، جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد ارشد مدنی صاحب مدظلہم ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند' انڈیا	۲۷
۶۔	پیش لفظ شیخ المحدثین' استاذ الاساتذہ' شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان	۲۸
۷۔	رائے گرامی آیۃ الخیر، فاضل اجل، جامع المحاسن حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان	۳۲
۸۔	رائے گرامی محقق العصر، ترجمان اہل السنۃ حضرت مولانا محمد ابو بکر صاحب غازی پوری مدظلہم مدیر دوماہی زمزم، غازی پور، یوپی، انڈیا	۳۴

۹۔ رائے گرامی امام اہل السنۃ، شیخ الحدیث
حضرت مولانا سرفراز خان صاحب مدظلہم ---------- ۳۵
۱۰۔ رائے گرامی استاد المناظرین، امام اہل السنۃ
حضرت مولانا علامہ عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہم
سرپرست تنظیم اہل السنۃ پاکستان ---------- ۳۹
۱۱۔ رائے گرامی فقیہ العصر، (ر) جسٹس، شیخ الحدیث
حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم
نائب صدر جامعہ دار العلوم کراچی ---------- ۴۱
۱۲۔ رائے گرامی مبلغ اسلام، قاطع الشرک والبدعۃ فضیلۃ الشیخ
حضرت مولانا محمد مکی حجازی حفظہ اللہ تعالیٰ
المدرس بالمسجد الحرام، مکۃ المکرمہ زادھا اللہ شرفاً ---------- ۴۲
۱۳۔ رائے گرامی محقق العصر، ترجمان اہل حق
حضرت مولانا حافظ محمد انوار الحق حقانی صاحب مدظلہم
نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان و
نائب مہتمم جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ---------- ۴۳
۱۴۔ رائے گرامی محقق العصر، شیخ الحدیث
حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب مدظلہم
نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان ---------- ۴۵
۱۵۔ رائے گرامی نامور محقق وادیب، فاضل جلیل
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری مدظلہم
مدیر ماہنامہ "بینات" کراچی ---------- ۴۷
۱۶۔ رائے گرامی حکیم العصر، شیخ الحدیث

حضرت مولانا عبد المجید صاحب لدھیانوی مدظلہم
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم، کہروڑپکا ---------- ۵۰
۱۷۔ رائے گرامی فاضل جلیل، محقق دوراں
حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مدظلہم
شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی ---------- ۵۱
۱۸۔ رائے گرامی مفکر اسلام شیخ الحدیث
حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب مدظلہم،
شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ ---------- ۵۴
۱۹۔ مقدمہ مفکر اسلام، حضرت العلام
حضرت علامہ جسٹس ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہم
پی۔ ایچ۔ ڈی، لندن ---------- ۵۵
۲۰۔ ایمانیات ---------- ۶۵
۲۱۔ ایمان کا لغوی معنیٰ ---------- ۶۵
۲۲۔ ایمان کا اصطلاحی معنیٰ ---------- ۶۵
۲۳۔ ضروریات دین ---------- ۶۵
۲۴۔ ضروریات دین کی وضاحت ---------- ۶۵
۲۵۔ ایمان دل کی تصدیق کا نام ہے ---------- ۶۶
۲۶۔ اعمال صالحہ ایمان کے اجزائے تزیینی ہیں اجزائے ترکیبی نہیں ---------- ۶۶
۲۷۔ اعمال صالحہ کی کمی بیشی سے ایمان میں کمی بیشی کا مطلب ---------- ۶۷
۲۸۔ ایمان تحقیقی اور ایمان تقلیدی ---------- ۶۷
۲۹۔ ایمان میں شک کرنا کفر ہے ---------- ۶۸
۳۰۔ ایمان اور اسلام میں فرق ---------- ۶۸

۳۱- آیا بد عملی اور فسق موجب کفر ہے ---------- ۶۹
۳۲- ایمان و کفر کا مدار خاتمہ پر ہے ---------- ۶۹
۳۳- قبولیت اعمال کی شرائط ---------- ۷۰
۳۴- اعمال کی قبولیت وعدم قبولیت ---------- ۷۰
۳۵- **کُفر** ---------- **۷۱**
۳۶- کُفر کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ ---------- ۷۱
۳۷- کُفر کی اقسام ---------- ۷۱
۳۸- کُفر انکار ---------- ۷۱
۳۹- کُفر جحود ---------- ۷۱
۴۰- کُفر عناد ---------- ۷۱
۴۱- کُفر نفاق ---------- ۷۲
۴۲- کُفر زندقہ ---------- ۷۲
۴۳- آیا اہل قبلہ اور مؤول کافر ہے ---------- ۷۲
۴۴- تکفیر میں احتیاط ---------- ۷۳
۴۵- قوانین غیر شرعیہ کو قوانین شرعیہ سے افضل سمجھنا کفر ہے ---------- ۷۴
۴۶- اسلامی احکام کا مذاق اڑانا کُفر ہے ---------- ۷۴
۴۷- **شرک** ---------- **۷۴**
۴۸- شرک کا معنیٰ ---------- ۷۵
۴۹- شرک کی اقسام ---------- ۷۵
۵۰- شرک فی الذات ---------- ۷۵
۵۱- شرک فی الصفات ---------- ۷۵
۵۲- شرک فی العبادات ---------- ۷۵

۵۳- شرک فی الحکم ---------- ۷۶
۵۴- شرک فی العلم ---------- ۷۶
۵۵- شرک فی القدرت ---------- ۷۷
۵۶- شرک فی السمع والبصر ---------- ۷۷
۵۷- کفر وشرک بدترین جرم ہے ---------- ۷۸
۵۸- آیا کافر ومشرک کی دعا قبول ہو سکتی ہے ---------- ۷۸
۵۹- وجود باری تعالیٰ ---------- ۷۹
۶۰- ذات باری تعالیٰ واجب الوجود ہے ---------- ۷۹
۶۱- اللہ تعالیٰ کے ذاتی وصفاتی نام ---------- ۷۹
۶۲- صفت قدرت ---------- ۸۰
۶۳- صفت ارادہ ---------- ۸۰
۶۴- صفت سمع ---------- ۸۰
۶۵- صفت بصر ---------- ۸۱
۶۶- صفت خلق اور صفت تکوین ---------- ۸۱
۶۷- حق جل مجدہ کا عرش پر مستوی ہونا ---------- ۸۲
۶۸- صفت معیت ---------- ۸۲
۶۹- رازق باری تعالیٰ ہیں ---------- ۸۲
۷۰- نیکی اللہ تعالیٰ سے قرب برائی بعد کا ذریعہ ہے ---------- ۸۲
۷۱- وجود باری تعالیٰ کا منکر کافر ہے ---------- ۸۳
۷۲- حق تعالیٰ ہر نقص وعیب اور لوازمات وعادات بشریہ سے پاک ہے ---------- ۸۴
۷۳- رویت باری تعالیٰ ---------- ۸۵
۷۴- توحید باری تعالیٰ ---------- ۸۶

۷۵- وحدانیت باری تعالیٰ ---------- ۸۶
۷۶- باری تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے ---------- ۸۶
۷۷- صفات باری تعالیٰ نہ عین ذات باری تعالیٰ ہیں نہ غیر ذات باری تعالیٰ ---------- ۸۶
۷۸- صفات باری تعالیٰ ---------- ۸۶
۷۹- صفت کلام ---------- ۸۷
۸۰- باری تعالیٰ بندوں کے افعال کے بھی خالق ہیں ---------- ۹۰
۸۱- باری تعالیٰ جسم واعضاء سے پاک ہیں ---------- ۹۱
۸۲- اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب ولازم نہیں ---------- ۹۱
۸۳- اللہ تعالیٰ بداسے پاک ہیں ---------- ۹۲
۸۴- **رسالت** ---------- ۹۳
۸۵- نبی اور رسول کی تعریف ---------- ۹۳
۸۶- نبی اور رسول میں فرق ---------- ۹۳
۸۷- انبیاء ورسل کی تعداد ---------- ۹۳
۸۸- اوصاف نبوت ورسالت ---------- ۹۳
۸۹- تمام انبیاء ورسل پر ایمان لانا ضروری ہے ---------- ۹۴
۹۰- سب سے پہلے نبی اور سب سے پہلے رسول کون تھے ---------- ۹۵
۹۱- انبیاء کرام علیہم السّلام تمام مخلوق سے افضل ہیں ---------- ۹۵
۹۲- نبوت پر ایمان کے بغیر توحید پر ایمان معتبر نہیں ---------- ۹۶
۹۳- نبوت ورسالت کسبی چیز نہیں ---------- ۹۶
۹۴- نبی منصب نبوت سے کبھی معزول نہیں ہوتا ---------- ۹۶
۹۵- ہر نبی معصوم ہے ---------- ۹۷

٩٦- ختم نبوت ---------- ٩٨
٩٧- نبی کی تعظیم و توقیر ضروری ہے ---------- ٩٨
٩٨- انبیاء کرام علیہم السلام میں باہمی فرق مراتب ہے ---------- ٩٨
٩٩- نبی کریم ﷺ کی بعض خصوصیات ---------- ٩٩
١٠٠- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صحیح اور غلط عقیدے ---------- ٩٩
١٠١- حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں ---------- ١٠٠
١٠٢- فرشتے ---------- ١٠١
١٠٣- فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ---------- ١٠١
١٠٤- فرشتوں کا انکار کفر ہے ---------- ١٠١
١٠٥- فرشتوں کی چند صفات ---------- ١٠١
١٠٦- فرشتوں میں باہمی فرق مراتب ---------- ١٠١
١٠٧- مقرب فرشتے اور ان کی تکوینی ذمہ داریاں ---------- ١٠١
١٠٨- دیگر فرشتوں کی بعض تکوینی ذمہ داریاں ---------- ١٠٢
١٠٩- چار مشہور فرشتوں کے علاوہ بعض دوسرے فرشتوں کے نام ---------- ١٠٢
١١٠- فرشتوں کے متعلق صحیح اور غلط نظریہ ---------- ١٠٥
١١١- آسمانی کتابیں ---------- ١٠٦
١١٢- تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے ---------- ١٠٦
١١٣- آسمانی کتابوں اور صحیفوں کی تعداد ---------- ١٠٦
١١٤- قرآن کریم کے علاوہ کوئی آسمانی کتاب اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں -- ١٠٧
١١٥- قرآن کریم کے امتیازات ---------- ١٠٧
١١٦- قرآن کریم کے نام ---------- ١٠٩

۱۱۷- قیامت ---------- ۱۱۱

۱۱۸- قیامت کا ایک دن مقرر ہے ---------- ۱۱۱

۱۱۹- قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے ---------- ۱۱۱

۱۲۰- کیفیت قیام قیامت ---------- ۱۱۱

۱۲۱- مقصد قیامت ---------- ۱۱۲

۱۲۲- علامات قیامت ---------- ۱۱۳

۱۲۳- علامات صغریٰ ---------- ۱۱۳

۱۲۴- علامات کبریٰ ---------- ۱۱۳

۱۲۵- قیامت کی علامات صغریٰ ---------- ۱۱۴

۱۲۶- حضور اکرم ﷺ کی بعثت ورحلت ---------- ۱۱۴

۱۲۷- قیامت کی علامات کبریٰ ---------- ۱۱۸

۱۲۸- ظہور مہدی ---------- ۱۱۸

۱۲۹- خروج دجال ---------- ۱۲۱

۱۳۰- نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ---------- ۱۲۴

۱۳۱- یاجوج ماجوج ---------- ۱۲۶

۱۳۲- دھویں کا ظاہر ہونا ---------- ۱۲۸

۱۳۳- زمین کا دھنس جانا ---------- ۱۲۸

۱۳۴- سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ---------- ۱۲۹

۱۳۵- صفا پہاڑی سے جانور کا نکلنا ---------- ۱۳۰

۱۳۶- ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور مسلمانوں کا وفات پاجانا ---------- ۱۳۱

۱۳۷- حبشیوں کی حکومت اور بیت اللہ کا شہید ہونا ---------- ۱۳۱

۱۳۸- آگ کا لوگوں کو ملک شام کی طرف ہانکنا ---------- ۱۳۲

۱۳۹- صور پھونکا جانا اور قیامت کا قائم ہونا ---------- ۱۳۲

۱۴۰- عالم آخرت ---------- ۱۳۴

۱۴۱- میدان حشر ---------- ۱۳۴

۱۴۲- تجلی حق تبارک وتعالیٰ ---------- ۱۳۷

۱۴۳- اعمال ناموں کی تقسیم ---------- ۱۳۸

۱۴۴- حساب وکتاب کا آغاز ---------- ۱۳۸

۱۴۵- وزن اعمال ---------- ۱۳۹

۱۴۶- پُل صراط ---------- ۱۴۲

۱۴۷- حوض کوثر ---------- ۱۴۳

۱۴۸- ۱۳۶-شفاعت ---------- ۱۴۳

۱۴۹- اقسام شفاعت ---------- ۱۴۴

۱۵۰- جنّت ---------- ۱۴۷

۱۵۱- جنّت حق ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے ---------- ۱۴۷

۱۵۲- جنّت سے متعلقہ ضروری عقائد ---------- ۱۴۹

۱۵۳- جنّت کی بعض قطعی اور بعض ظنی نعمتیں اور ان پر ایمان لانے کا حکم -- ۱۵۰

۱۵۴- اعراف ---------- ۱۵۲

۱۵۵- اعراف کی تعریف ---------- ۱۵۲

۱۵۶- اصحاب الاعراف کون لوگ ہونگے ---------- ۱۵۲

۱۵۷- اصحاب الاعراف آخر کار جنّت میں داخل کردیئے جائیں گے ---------- ۱۵۳

۱۵۸- جہنم ---------- ۱۵۴

۱۵۹- جہنم حق ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے ---------- ۱۵۴

۱۶۰- جہنم سے متعلقہ ضروری عقائد ---------- ۱۵۴

۱۶۱- کافر کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں کیوں ڈالا جائے گا ---------- ۱۵۶

۱۶۲- جہنم کے بعض قطعی اور بعض ظنی عذاب اور ان پر ایمان لانے کا حکم --- ۱۵۷

۱۶۳- تقدیر ---------- ۱۶۰

۱۶۴- تقدیر کا معنٰی ---------- ۱۶۰

۱۶۵- تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے ---------- ۱۶۰

۱۶۶- قضاء و قدر میں کیا فرق ہے ---------- ۱۶۰

۱۶۷- عقیدہ تقدیر پر ایمان سے آدمی کا ارادہ واختیار ختم نہیں ہوتا ---------- ۱۶۱

۱۶۸- تقدیر کی اقسام ---------- ۱۶۱

۱۶۹- تقدیر مبرم ---------- ۱۶۱

۱۷۰- تقدیر معلق ---------- ۱۶۱

۱۷۱- مراتب تقدیر ---------- ۱۶۲

۱۷۲- تقدیر پر بھروسہ کی بناء پر ترک اعمال جائز نہیں ---------- ۱۶۳

۱۷۳- تقدیر میں بحث و مباحثہ جائز نہیں ---------- ۱۶۳

۱۷۴- برزخ و عذاب قبر ---------- ۱۶۴

۱۷۵- برزخ کا لغوی و شرعی معنی ---------- ۱۶۴

۱۷۶- مقام برزخ ---------- ۱۶۴

۱۷۷- قبر کا حقیقی معنی ---------- ۱۶۴

۱۷۸- عالم برزخ میں بھی جزاء و سزا کا ملنا ---------- ۱۶۵

۱۷۹- برزخ و عذاب قبر سے متعلقہ ضروری عقائد ---------- ۱۶۷

۱۸۰- حیات انبیاء علیہم السّلام ---------- ۱۶۹

۱۸۱- انبیاء وفات کے بعد قبروں میں زندہ ہیں ---------- ۱۷۰

۱۸۲- انبیاء کرام علیہم السّلام درود و سلام سنتے اور جواب دیتے ہیں ---------- ۱۷۰

۱۸۳- انبیاء کرامؑ اپنی قبور میں مختلف مشاغل و عبادات میں مصروف ہیں ---- ۱۷۰
۱۸۴- انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات برزخی دنیوی حیات کے مشابہ ہے ---- ۱۷۰
۱۸۵- دور سے پڑھا ہوا درود آپ ﷺ تک پہنچایا جاتا ہے ---------- ۱۷۱
۱۸۶- قبر مبارک میں جسم اطہر سے متصل جگہ کائنات کی ہر چیز سے افضل ہے - ۱۷۱
۱۸۷- سفر مدینہ منورہ میں کیا نیت کرنی چاہئے ---------- ۱۷۲
۱۸۸- قبر مبارک پر حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا ---------- ۱۷۲
۱۸۹- قبر مبارک کی زیارت اور صلوۃ و سلام پیش کرنے کا طریقہ -------- ۱۷۳
۱۹۰- قبر مبارک میں نبی کریم ﷺ اسی طرح نبی و رسول ہیں جس طرح دنیوی زندگی میں تھے ---------- ۱۷۳
۱۹۱- سب سے افضل درود' درود ابراہیمی ہے ---------- ۱۷۳
۱۹۲- انبیاء کرام علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے ---------- ۱۷۴

۱۹۳- توسل ---------- ۱۷۵

۱۹۴- توسل کا معنی ---------- ۱۷۵
۱۹۵- برگزیدہ ہستیوں کا توسل بلاشبہ جائز ہے ---------- ۱۷۵
۱۸۴- توسل بالاحیاء اور توسل بالاموات ---------- ۱۷۵
۱۸۵- طریقہ توسل ---------- ۱۷۵
۱۸۶- غیر شرعی اور شرکیہ توسل ---------- ۱۷۶
۱۸۷- توسل کے دیگر جائز طریقے ---------- ۱۷۶
۱۸۸- توسل بالذوات اور توسل بالاعمال ---------- ۱۷۶

۱۸۹- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ---------- ۱۷۷

۱۹۰- صحابی کی تعریف ---------- ۱۷۷
۱۹۱- انبیاء کرامؑ کے بعد سب سے افضل طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا طبقہ ہے --- ۱۷۷

۱۹۲- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باہمی فرق مراتب ---------- ۱۷۷
۱۹۳- تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں ---------- ۱۷۸
۱۹۴- کوئی غیر نبی کسی ادنی صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا ---------- ۱۷۸
۱۹۵- تمام صحابہ رضی اللہ عنہم معیار حق ہیں ---------- ۱۷۸
۱۹۶- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی مشاجرات امانت و دیانت، تقویٰ، خشیت الٰہی،
اور اختلاف اجتہادی پر مبنی ہیں ---------- ۱۷۸
۱۹۷- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید جائز نہیں ---------- ۱۷۹
۱۹۸- تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ عن الخطاء ہیں ---------- ۱۷۹
۱۹۹- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہیں ---------- ۱۷۹
۲۰۰- خلافت راشدہ ---------- ۱۸۰
۲۰۱- خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ---------- ۱۸۰
۲۰۲- خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ---------- ۱۸۱
۲۰۳- خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ---------- ۱۸۱
۲۰۴- خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ---------- ۱۸۱
۲۰۵- اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم ---------- ۱۸۲
۲۰۶- ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ---------- ۱۸۲
۲۰۷- حضور اکرم ﷺ کی اولاد ---------- ۱۸۳
۲۰۸- صاحبزادے اور صاحبزادیاں ---------- ۱۸۳
۲۰۹- فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ---------- ۱۸۴
۲۱۰- فضائل اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم ---------- ۱۸۶
۲۱۱- معجزات ---------- ۱۸۹
۲۱۲- معجزہ کی تعریف ---------- ۱۸۹

۲۱۳- معجزہ کا ظہور برحق ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے ---------- ۱۸۹
۲۱۴- معجزات سے متعلقہ ضروری عقائد ---------- ۱۸۹
۲۱۵- قطعی اور ظنی معجزات اور ان پر ایمان لانے کا حکم ---------- ۱۹۰
۲۱۶- ارہاص کی تعریف ---------- ۱۹۰
۲۱۷- معجزہ علم العقائد کی اصطلاح ہے ---------- ۱۹۲

۲۱۸- کرامات ---------- ۱۹۳

۲۱۹- کرامت کا لغوی معنی ---------- ۱۹۳
۲۲۰- کرامات کا ظہور برحق ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے ---------- ۱۹۳
۲۲۱- کرامات سے متعلقہ ضروری عقائد ---------- ۱۹۴
۲۲۲- قطعی اور ظنی کرامات اور ان پر ایمان لانے کا حکم ---------- ۱۹۴
۲۲۳- شعبدہ بازی ---------- ۱۹۵
۲۲۴- شعبدہ بازی کی حقیقت ---------- ۱۹۵
۲۲۵- شعبدہ باز نبی یا ولی کا مقابلہ نہیں کر سکتا ---------- ۱۹۶
۲۲۶- شعبدہ بازی اختیاری فن ہے ---------- ۱۹۶

۲۲۷- جنات ---------- ۱۹۷

۲۲۸- جنات اور انسانوں میں فرق ---------- ۱۹۷
۲۲۹- جنات کے متعلق بعض اہم معلومات ---------- ۱۹۸
۲۳۰- بعض جنات کو شرف صحابیت حاصل ہے ---------- ۲۰۰
۲۳۱- جنات کا انکار کفر ہے ---------- ۲۰۰

۲۳۲- جادو ---------- ۲۰۱

۲۳۳- جادو کا معنیٰ ---------- ۲۰۱
۲۳۴- جادو میں جنات سے کام لینے کی مختلف صورتیں ---------- ۲۰۱

۲۳۵- جادو اور نظر برحق ہے ---------- ۲۰۲
۲۳۶- جادو کے کلمات کی تاثیر ہے ---------- ۲۰۳
۲۳۷- جادو اور معجزہ میں فرق ---------- ۲۰۳
۲۳۸- جادو اور کرامت میں فرق ---------- ۲۰۴
۲۳۹- جادوگر اگر نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کا جادو نہیں چلے گا ---------- ۲۰۴
۲۴۰- نبی پر بھی جادو ہو سکتا ہے ---------- ۲۰۵
۲۴۱- جادو میں شرکیہ و کفریہ قول و عمل کفر ہے ---------- ۲۰۵
۲۴۲- تعویز وغیرہ میں بھی شیاطین سے مدد مانگنا شرک ہے ---------- ۲۰۵
۲۴۳- جادو اور تعویز میں مشتبہ کلمات استعمال کرنا حرام ہے ---------- ۲۰۵
۲۴۴- ناجائز مقصد کے لئے تعویز گنڈے کرنا حرام ہے ---------- ۲۰۶
۲۴۵- ھاروت و ماروت کا جادو کی تعلیم دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان تھا ---------- ۲۰۶
۲۴۶- تقلید و اجتہاد ---------- ۲۰۷
۲۴۷- تقلید کا معنیٰ ---------- ۲۰۷
۲۴۸- تقلید احکام غیر منصوصہ میں ہوتی ہے ---------- ۲۰۸
۲۴۹- تقلید سے مقصود قرآن و سُنت کی پیروی ہے ---------- ۲۰۸
۲۵۰- تقلید مسائل شرعیہ فرعیہ میں ہوتی ہے ---------- ۲۰۹
۲۵۱- آئمہ مجتہدین کو معصوم سمجھنا قطعی غلط ہے ---------- ۲۰۹
۲۵۲- مجتہد کیلئے تقلید جائز نہیں ---------- ۲۰۹
۲۵۳- عوام کیلئے تقلید ضروری ہے ---------- ۲۱۰
۲۵۴- دورِ حاضر میں تقلید شخصی واجب ہے ---------- ۲۱۰
۲۵۵- آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے ---------- ۲۱۱
۲۵۶- پاک و ہند کے مسلمانوں کیلئے فقہ حنفی کی تقلید لازم ہے ---------- ۲۱۱
۲۵۷- تقلید شرعی کا انکار کرنے والا اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے ---------- ۲۱۱

۲۵۸- اجتہاد ---------- ۲۱۲
۲۵۹- اجتہاد کا معنٰی ---------- ۲۱۲
۲۶۰- امور قطعیہ واجماعیہ میں اجتہاد نہیں ہوتا ---------- ۲۱۲
۲۶۱- اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ---------- ۲۱۲
۲۶۲- اجتہاد کے نام پر تحریف دین جائز نہیں ---------- ۲۱۳
۲۶۳- تصوف وتزکیہ ---------- ۲۱۴
۲۶۴- تصوف کی تعریف ---------- ۲۱۴
۲۶۵- ہر مومن کیلئے تزکیہ نفس ضروری ہے ---------- ۲۱۴
۲۶۶- مقصد تصوف ---------- ۲۱۴
۲۶۷- تصوف کے طرق اربعہ کا سلسلہ ---------- ۲۱۵
۲۶۸- تصوف کا دوسرا نام تزکیہ نفس ہے ---------- ۲۱۵
۲۶۹- طرق اربعہ کے مشائخ ہر زمانہ میں موجود رہے ---------- ۲۱۶
۲۷۰- بیعت کیلئے شیخ کا انتخاب ---------- ۲۱۶
۲۷۱- بیعت کا مقصد ---------- ۲۱۷
۲۷۲- فرق باطلہ ---------- ۲۱۸
۲۷۳- قادیانی ولاہوری ---------- ۲۱۸
۲۷۴- بہائی ---------- ۲۱۹
۲۷۵- اسماعیلی وآغاخانی ---------- ۲۲۰
۲۷۶- ذکری فرقہ ---------- ۲۲۲
۲۷۷- ہندو ---------- ۲۲۴
۲۷۸- سکھ ---------- ۲۲۹
۲۷۹- مجوس ---------- ۲۳۳
۲۸۰- یہود ---------- ۲۳۳

۲۸۱- نصاریٰ ---------- ۲۳۵
۲۸۲- رفض ---------- ۲۳۶
۲۸۳- خوارج ---------- ۲۳۷
۲۸۴- معتزلہ ---------- ۲۳۸
۲۸۵- مشبہ ---------- ۲۴۰
۲۸۶- جہمیہ ---------- ۲۴۰
۲۸۷- مرجیہ ---------- ۲۴۱
۲۸۸- جبریہ ---------- ۲۴۱
۲۸۹- قدریہ ---------- ۲۴۲
۲۹۰- کرامیہ ---------- ۲۴۲
۲۹۱- اہل تناسخ ---------- ۲۴۲
۲۹۲- **فتنہ انکار حدیث** ---------- ۲۴۴
۲۹۳- حدیث کی تعریف ---------- ۲۴۴
۲۹۴- قولی، فعلی اور تقریری حدیث ---------- ۲۴۴
۲۹۵- خبر متواتر ---------- ۲۴۴
۲۹۶- خبر متواتر کا حکم ---------- ۲۴۴
۲۹۷- خبر مشہور ---------- ۲۴۴
۲۹۸- خبر واحد ---------- ۲۴۴
۲۹۹- خبر واحد کا حکم ---------- ۲۴۴
۳۰۰- خبر متواتر یقین اور خبر واحد ظن کا فائدہ دیتی ہے ---------- ۲۴۴
۳۰۱- خبر واحد کی حجیت کا انکار غلط ہے ---------- ۲۴۵
۳۰۲- خبر واحد حجّت شرعی ہے ---------- ۲۴۵
۳۰۳- احادیث کا مجموعہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس محفوظ تھا ---------- ۲۴۵

۳۰۴- احادیث ہر زمانہ میں محفوظ رہیں ---------- ۲۴۵
۳۰۵- ادلہ اربعہ ---------- ۲۴۵
۳۰۶- احادیث مبارکہ کا موضوع ---------- ۲۴۶
۳۰۷- معتزلہ نے سب سے پہلے خبر واحد کی حجیت کا انکار کیا ---------- ۲۴۶
۳۰۸- منکرین حدیث کے نظریات اور ان کی تردید ---------- ۲۴۷
۳۰۹- اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث دونوں کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے ---------- ۲۴۹

۳۱۰- سُنّت اور بدعات وخرافات ---------- ۲۵۱

۳۱۱- اہل السنّۃ والجماعۃ کی تعریف وعلامات ---------- ۲۵۱
۳۱۲- بدعت کی تعریف ---------- ۲۵۲
۳۱۳- بدعت لغویہ کی اقسام ---------- ۲۵۳
۳۱۴- بدعت شرعیہ کی اقسام اور ان کا حکم ---------- ۲۵۳
۳۱۵- اسباب بدعت ---------- ۲۵۴
۳۱۶- بدعت کا آغاز ---------- ۲۵۴
۳۱۷- عصر حاضر کی بدعات وخرافات ---------- ۲۵۵
۳۱۸- بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ---------- ۲۵۶
۳۱۹- بدعتی کی اقتداء کا حکم ---------- ۲۵۶

۳۲۰- گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ ---------- ۲۵۷

۳۲۱- گناہوں کی اقسام ---------- ۲۵۷
۳۲۲- گناہ کبیرہ کی مختلف تعبیرات ---------- ۲۵۷
۳۲۳- گناہ کبیرہ کی معافی کیلئے توبہ ضروری ہے ---------- ۲۵۷
۳۲۴- گناہ کبیرہ کی فہرست ---------- ۲۵۸

☆☆☆

اظہارِ تشکر

اللہ تبارک و تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور اس کا احسان ہے کہ "عقائد اہل السنۃ و الجماعۃ" اپنی پہلی اشاعت کے تقریباً سات آٹھ ماہ کے قلیل عرصہ میں ہاتھوں ہاتھ نکل گئی، اور اس کے پہلے ایڈیشن کے بائیس سو نسخے ختم ہو گئے، اور دن بدن اس کی مانگ میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

اکابر علماء کرام، اہل علم حضرات، جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور عوام الناس سمیت ہر طبقۂ فکر نے اس سعی کو وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیا ہے۔ بہت سے اہل علم حضرات اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ نے مبارک بادی کے پیغامات بھیجے اور بعض تشریف بھی لائے، جس سے بندہ کی حوصلہ افزائی میں مزید اضافہ ہوا۔ حق تعالیٰ ان حضرات کے حسنِ ظن کو قبول فرمائے اور اپنی بارگاہ عالی سے انہیں بہتر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

شیخ المحدثین استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم کا صمیم قلب سے بندہ ممنون و مشکور ہے کہ حضرت ہی کے حسبِ مشورہ و ایماء کتاب میں حاشیہ کا اضافہ کر کے تمام ضروری حوالہ جات درج کئے گئے ہیں، یعنی کتاب کا حاشیہ حضرت کے حکم کی تعمیل میں لکھا گیا ہے۔ نیز حضرت مدظلہم کی توجہ اور سرپرستی کی بدولت "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" کو ملک بھر میں پذیرائی حاصل ہوئی اور سرگودھا ڈویژن اور صوبہ سرحد کے بعض اربابِ مدارس نے کتاب کو اپنے مدارس میں باقاعدہ شاملِ نصاب کر کے بنین و بنات میں اس کی تعلیم بھی شروع کر دی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

آخر میں اہل علم اور دیگر ذمہ دار حضرات سے التماس ہے کہ اس کتاب کی اشاعت اور تبلیغ کو مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے عقائد کی درستگی کے لئے جہاں تک وسائل و اختیار کی گنجائش ہو، عام فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو ہم سب کی بلندیٔ درجات کا اور اپنی رضا کا ذریعہ بنائیں۔ آمین۔

محمد طاہر مسعود

خادم الحدیث والطلبہ بجامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا

در کن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۲۳ر ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

عرضِ مُصنف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

عقیدہ و نظریہ کسی بھی مذہب کی وہ بنیاد اور اساس ہے جس پر وہ مذہب قائم ہے، اگر عقیدہ متزلزل و مشکوک ہو جائے تو مذہب کی بنیادیں استوار نہیں رہتیں۔

اسلامی تعلیمات میں بھی عقائد کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور قرآن و سُنت میں عقائد کی اصلاح و درستگی پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر آیات قرآنیہ عقائد کی درستگی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ عقائد کی بظاہر معمولی غلطی بسا اوقات دائرہ اسلام سے خروج کا سبب بن سکتی ہے۔ اعمال میں کمی و کوتاہی کا وہ نقصان نہیں ہوتا جو فساد عقیدہ کا ہوتا ہے۔

اسلامی عقائد دو طرح کے ہیں۔ پہلی قسم کے عقائد دلائل قطعیہ سے ثابت ہوتے ہیں جنہیں قطعی عقائد کہا جاسکتا ہے۔ ان عقائد کو دل و جان سے تسلیم کرنا ایک مُسلمان کے لئے ضروری ہے۔ قطعی عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ دوسری قسم کے عقائد دلائل ظنیہ سے ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے عقائد کو تسلیم کرنا اور ان پر ایمان رکھنا ہر اس شخص کے لئے لازمی اور ضروری ہے جو اہل السّنۃ والجماعۃ میں سے ہونے کا دعویدار ہو۔ ایسے عقائد کے انکار سے آدمی اہل السّنۃ والجماعۃ سے خارج ہو جاتا ہے۔

اہل السّنۃ والجماعۃ در حقیقت ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کے اعتقادات اور اعمال و مسائل کا محور حضور اکرم ﷺ کی سُنت صحیحہ ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار مبارکہ ہوں اور وہ اپنے عقائد اور اصول حیات اور اخلاق و عبادات میں اسی راہ پر چلتے ہوں جس پر

حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام عمر چلتے رہے۔ اس راہ کے برخلاف راستے کو بدعت اور اس پر چلنے والوں کو مبتدعین کہا جاتا ہے۔

اہل السنّۃ والجماعۃ کے عقائد سے ناواقفیت اور لاعلمی روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔ عام مُسلمان کجا، خواص بھی علم العقائد سے ناواقف ہیں۔ کالج اور یونیورسٹی میں پڑھنے والوں سے کیا گلہ، دینی مدارس میں پڑھنے والوں کی اکثریت اپنے مسلمہ عقائد سے بے بہرہ ہے۔ حتیٰ کہ کسی شیخ کے مریدین و متوسلین کو اپنے پیر و مرشد اور اپنے شیخ کے عقائد صحیحہ حقہ کا علم نہیں ہوتا کہ وہ اپنے عقائد کی درستگی کی فکر کرے۔

اندریں حالات ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں اہل السنّۃ والجماعۃ کے تمام عقائد اختصار و جامعیت اور قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر کئے جائیں، جس سے عام مُسلمان، خواص اور دینی و عصری علوم کے طلبہ مُستفید ہوسکیں۔

مخدوم زادہ مکرم حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم نے خواجہ خواجگان، شیخ وقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ایماء پر بندہ کو اس موضوع پر لکھنے کا حکم فرمایا۔ بندہ کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اس موضوع پر کچھ لکھوں ، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کام شروع کیا۔ ۱۴۲۵ھ اور ۱۴۲۶ھ کی شعبان و رمضان المبارک کی تعطیلات میں بتوفیق اللہ تعالیٰ و عونہ یہ کام مکمل ہوا۔

اللہ تعالیٰ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ ان حضرات کی توجہ اور فرمان کی بدولت بندہ سے یہ کام لیا گیا۔

کتاب میں پہلے عقائد قطعیہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ جن پر ایمان لانا ہر مُسلمان کیلئے ضروری ہے، ان عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بعد میں عقائد ظنیہ یعنی ان عقائد کو ذکر کیا گیا جو دلائل ظنیہ سے ثابت ہیں۔ اہل السنّۃ والجماعۃ میں سے ہونے کیلئے ان تمام عقائد کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ان میں سے کسی

ایک عقیدہ کا انکار آدمی کے اہل السّنۃ والجماعۃ سے خروج کا سبب بن سکتا ہے۔

عقائد کا معاملہ چونکہ انتہائی اہم و نازک ہے، بندہ نے کتاب کی اشاعت سے پہلے اکابر ومشائخ عُلماء کرام کی تصدیق و توثیق کو ضروری سمجھا، کہ اس حساس اور نازک موضوع پر تنہا اپنی محنت وکاوش پر اعتماد مناسب نہیں، چنانچہ کتاب کا مسودہ تصدیق و توثیق کے لئے اکابر عُلماء کرام ومشائخ عظام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ میں کس زبان سے اپنے ان بزرگوں کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود از اول تا آخر کتاب کو ملاحظہ فرما کر تصدیق و توثیق فرمائی۔ فجزاھم اللہ تعالی احسن الجزاء

بندہ، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کا بے انتہا ممنون ہے کہ حضرت دامت برکاتہم نے اس پیرانہ سالی میں کتاب کے متعدد مقامات ملاحظہ فرمائے اور اپنی تصدیق و توثیق سے کتاب کو مزین فرمایا۔ فجزاھم اللہ تعالی احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ صاحب دامت برکاتہم کا سایۂ عاطفت تا دیر ہمارے سروں پر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین

شیخ المحدثین، استاذ الاساتذہ حضرت الشیخ مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے از اول تا آخر پوری کتاب کا مطالعہ فرما کر اس کی تصدیق و توثیق فرمائی، مفید مشورے عنایت فرمائے اور کتاب کیلئے "پیش لفظ" تحریر فرمایا۔ حضرت دامت برکاتہم کے مشوروں کو حکم کا درجہ دیتے ہوئے کتاب میں شامل کر لیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت دامت برکاتہم کے اس احسان عظیم کا بدلہ دنیا و آخرت میں عطاء فرمائے۔ آمین

بندہ دیگر اکابر عُلماء کرام جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم، ترجمان اہل السّنۃ حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری دامت برکاتہم محقق العصر حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب اسکندر دامت برکاتہم، آیۃ الخیر، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم،

شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب دامت برکاتہم اور فاضل جلیل حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری دامت برکاتہم کا بھی بے حد شکر گزار ہے کہ ان حضرات نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنے قیمتی اوقات میں سے اس کتاب کو وقت عنایت فرمایا، بعض حضرات نے ساری کتاب کو اور بعض نے چیدہ چیدہ اور اہم مقامات کو ملاحظہ فرمایا اور اپنی تصدیق و توثیق کے ذریعہ کتاب پر مکمل اعتماد کا اظہار فرمایا۔ فجزاھم اللّٰہ تعالٰی احسن الجزاء

مفکر اسلام حضرت مولانا علامہ جسٹس ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں بھی کتاب کا مسودہ پیش کیا گیا، حضرت نے کتاب ملاحظہ فرما کر اس کی تصدیق و توثیق فرمائی اور کتاب کئے ایک وقیع مقدمہ تحریر فرمایا۔ فجزاہ اللّٰہ تعالٰی اوفی الجزاء

حضرات علماء کرام و مشائخ عظام کی تقریظات، تصدیقات اور اظہار اعتماد کے بعد یہ کتاب بحمد اللہ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کا "مستند مجموعہ" کہلانے کی حقدار ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں۔ عامۃ المسلمین کے لئے بالعموم اور دینی و عصری علوم حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات کے لئے بالخصوص مفید اور نافع بنائیں اور میرے لئے ذخیرہ آخرت اور صدقہ جاریہ بنائیں، وما ذلک علی اللّٰہ بعزیز

میرے فاضل دوست مولانا محبوب احمد سلمہ' مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا نے اس کام میں میرے ساتھ بھرپور معاونت فرمائی' حوالہ جات کی تلاش اور پروف ریڈنگ میں بہت وقت صرف کیا، اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزاء عطا فرمائے۔

محمد طاہر مسعود

خادم الحدیث والطلبہ بجامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

ورکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۱۶ ربیع الثانی لیلۃ الجمعۃ ۱۴۲۸ھ

رائے گرامی

شیخ المشائخ، خواجہ خواجگان، حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہم

خانقاہ سراجیہ کندیاں' میانوالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
فقیر
ابو الخلیل
خان محمد
عفی عنہ
خانقاہ سراجیہ
نقشبندیہ مجددیہ
کندیاں، ضلع میانوالی
پاکستان

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ

اس کائنات میں انسان کی سعادت اور فرض شناسی احکام خداوندی کی اتباع میں ہے۔ احکام خداوندی میں بعض کا تعلق عقائد سے اور بعض کا اعمال سے ہے۔ عقائد کی اہمیت اعمال سے کئی گنا زیادہ ہے' کیونکہ ابدی نجات کا مدار عقائد ہیں۔ عقائد کے بغیر اعمال جسم بے روح ہیں۔ عمل کی کوتاہی اور فروگزاشت سے چشم پوشی کی بفضل حق جل شانہ اُمید ہو سکتی ہے لیکن عقیدہ کی باز پرس معاف نہیں ہو گی۔

ہر دور میں اسلامی عقائد کے صحیح ترجمان و حاملین اور جادہ حق و اعتدال کے پیروکار اہل السّنۃ والجماعۃ رہے ہیں۔ افراط و تفریط سے اپنا دامن بچا کے سلف صالحین سے وابستگی کو اپنا شعار اور راہ نجات تصور کیا۔

زمانہ حاضر کی ایمان سوز فضاؤں میں عقائد کی درستگی کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ عالم اسلام کو اس وقت عالمی ارتداد کا سامنا ہے' جدید اسلامی فکر و روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے عنوان سے زندیقیت والحاد کی راہیں ہموار ہو رہی ہیں۔ ایسے پر سوز حالات میں اکابر اہل السّنۃ والجماعۃ سے نظریاتی وابستگی کا اہتمام انتہائی اہم ہے۔

میری یہ خواہش رہی ہے کہ عقائد اہل السّنۃ والجماعۃ کا ایک ایسا مجموعہ تیار ہو جو ہر طبقہ فکر کے لئے یکساں مفید ہو' بالخصوص خانقاہ سے وابستہ حضرات کی اعتقادی رہنمائی عمدہ انداز میں ہو۔ وہ اعتقادی طور پر کسی بے احتیاطی کا شکار نہ ہوں۔

عزیزی مولوی خلیل احمد صاحب سلمہ نے اس عظیم کام کے لئے ہمارے مکرم مولانا مُفتی مُحمد طاہر مسعود صاحب سلمہ مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کو منتخب فرمایا۔ انہوں نے ماشاء اللہ اس کو بڑی ہی خوبی اور عمدگی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ عقائد مسلمہ کو مدلل و باحوالہ مرتب کیا ہے۔ اس سے اہل علم بھی مستفید ہونگے۔ میں ان ہر دو حضرات کو اس عظیم جدوجہد پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اس مجموعہ کو ہر طبقہ فکر تک عام کیا جائے۔ دینی مدارس کے طلباء کو اہتمام سے اس کی تعلیم کرائی جائے۔ سکول و کالجز اور دیگر شعبوں سے وابستہ مُسلمانوں کو بھی اس سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے وابستہ حضرات کو بالخصوص تاکیدی گزارش ہے کہ اپنے عقائد کی حفاظت اور درستگی کے لئے اس مجموعہ کو حرز جاں بنائیں۔ غور و خوض سے مطالعہ فرمائیں۔ اپنی اولاد کو بھی انہیں عقائد پر کاربند فرمائیں۔ ان شاء اللہ یہ صراط مستقیم دنیوی و اُخروی فلاح کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ حق تعالیٰ عزیزی مولوی خلیل احمد صاحب سلمہ اور مولانا مُفتی مُحمد طاہر مسعود صاحب سلمہ کی اس سعی عظیم کو قبول فرما کر دارین کی ترقیات کا ذریعہ بنائے۔ گم گشتہ راہ ہدایت کے لئے ذریعہ رہنمائی اور فلاح بنائے۔

والسلام

فقیر دعوی مخلیں خان محمد عفی عنہ

۵ ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ

رائے گرامی

فخر السادات جانشین شیخ الاسلام

حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی صاحب مدظلہم

ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند' انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راقم الحروف نے مفتی محمد طاہر مسعود صاحب کی تصنیف "عقائد اہل السنۃ و الجماعۃ" کو کہیں کہیں سے دیکھا اور اسم با مسمّیٰ پایا۔ یہ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ اس کتاب کو خواص و عوام کے لئے مفید تر بنائے اور اپنی قبولیت سے نوازے۔ آمین

مدنی منزل دیوبند

۱۳/۳/۲۷ھ

ارشد مدنی

مدنی منزل، دیوبند

۱۴/۰۳/۱۴۲۷ھ

پیش لفظ

شیخ المحدثین، استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث
حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

JAMIA FAROOQIA
P.O.Box 11020, KARACHI 25, P.C. 75230 PAKISTAN
الجامعۃ الفاروقیۃ
ص.ب. رقم 11020، بكراتشي رقم 25، الرمز البريدي 75230 باكستان

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ وبعد بسم اللہ وبہ بدینا

اللهم لو لا انت ما اهتدينا   ولا تصدقنا ولا صلينا
فانزلن سكينة علينا   ونحن عن فضلك ما استغنيا
ان الاولى قد بغوا علينا   وبالصياح عولوا علينا
واذا ارادو افتنة   ابينا ابينا

انسان کے پاس اپنا کچھ نہیں ہے۔ وجود اسکا اپنا نہیں، عقل و دانش، علم و فہم اپنا نہیں، سننے دیکھنے اور بولنے کی طاقت اپنی نہیں، یہ سب عطیہ خداوندی ہے۔ اس مسکین کے پاس بس عدم ہے اور یہ عدم بھی اللہ بزرگ و برتر کے ارادے اور مشیّت کے تابع ہے' یہ عدم کا بھی مالک نہیں

در حقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ کا انعام و احسان ہے کہ اس نے انسان کو ان قیمتی نعمتوں سے نوازا ہے عقل کا فیصلہ ہے کہ انعام کرنے والے محسن کا شکر لازم اور ضروری ہے اور ایسا منعم جس نے اتنی فراوانی کے ساتھ بے شمار، بے اندازہ نعمتیں دی ہوں اس کا شکر تو ہر محسن و منعم سے زیادہ لازم اور ضروری ہے۔

﴿ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﴾

شکر ادا کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ خداوند قدوس کی ذات اور صفات کے متعلق عقیدہ صحیح ہو کہ وہی احد و صمد ہے اور عبادت کے لائق ہے، وہی ہمارا اور سب کا خالق و مالک ہے۔ وہی پالنے والا، روزی دینے والا ہے، وہی مارنے والا اور جلانے والا ہے، بیماری، تندرستی اور امیری، غریبی، نفع و نقصان صرف اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، ساری مخلوق اسی کی پیدا کی ہوئی ہے، سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، اس تخلیق میں کوئی اس کا شریک یا مشیر نہیں، نہ اس کے حکم کو کوئی پلٹ سکتا ہے، نہ اس کے کاموں میں کسی کے دخل کی گنجائش ہے، وہ مالک الملک ہے احکم الحاکمین ہے، لہذا ضروری ہے اس کے ہر حکم کو مانا جائے اور اس کے حکم کے مقابلے میں کسی دوسرے کا حکم ہرگز نہ مانا جائے چاہے وہ حاکم وقت ہو یا ماں باپ ہوں یا قبیلے والے یا اپنے دل کی خواہش ہو، لا الہ الا اللہ ہمار اقرار و اعلان ہو، لا الہ الا اللہ ہمار اعتقاد و ایمان ہو، لا الہ الا اللہ ہمارا عمل اور ہماری شان ہو، یہی عقیدہ دین کی اصل بنیاد ہے، تمام انبیاء کا سب سے پہلا اور اہم سبق ہے۔ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان میں موجود ہے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں ہو تو لا الہ الا اللہ کا پلڑ ابھاری رہے گا۔ یہ فضیلت اور وزن اس لئے ہے کہ اس کلمے میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا عہد و اقرار ہے۔ اسی کی عبادت اور بندگی کرنے کا، اسی کے حکموں پر چلنے کا اسی کو مقصود و مطلوب بنانے کا، اسی سے لو لگانے کا فیصلہ اور معاہدہ ہے اور یہ ایمان و اسلام کی روح ہے۔ حدیث میں ہے:

لوگو! اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو۔ عرض کیا گیا ایمان کو کس طرح تازہ کریں؟ فرمایا لا الہ الا اللہ کثرت سے پڑھا کرو۔

(مسند احمد، جمع الفوائد)

وہ اللہ زندہ ہے، علم والا ہے، قادر اور متکلم ہے، ارادے والا اور سننے دیکھنے والا ہے، ایجاد اور تکوین اس کی صفت ہے، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے، عزت وہ دیتا ہے اور ذلت بھی وہی دیتا ہے۔

''محمد رسول اللہ'' کلمے کے اس جزء میں حضرت محمد ﷺ کے رسول خدا ہونے کا اقرار اور اعلان ہے، جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے، آپ ﷺ نے جو کچھ بتلایا اور خبریں دیں وہ سب صحیح اور درست ہیں، مثلاً قرآن مجید کا خدا کی طرف سے ہونا، فرشتوں کا ہونا، قیامت کا آنا اور مُردوں کا پھر سے زندہ ہونا اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق جنّت یا دوزخ میں جانا وغیرہ۔ رسول پر ایمان لانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کی ہر بات کو مانا جائے' اس کی تعلیم وہدایت کو اللہ کی تعلیم اور ہدایت سمجھا جائے اور اس کے حکموں پر چلنے کا فیصلہ کر لیا جائے' اگر کوئی کلمہ تو پڑھتا ہو لیکن اس نے یہ فیصلہ نہ کیا کہ میں آپ کی بتلائی ہوئی ہر بات کو بالکل برحق اور اس کے خلاف تمام باتوں کو غلط یقین کروں گا اور آپ کی لائی ہوئی شریعّت اور حکموں پر چلوں گا تو ایسا آدمی مومن مُسلمان نہیں 'کلمہ دراصل ایک عہد اور اقرار ہے اور اس کا مطلب یہی ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کو خدائے برحق اور معبود ومالک مانتا ہوں اور دنیا و آخرت کی ہر چیز سے زیادہ اسی سے محبّت اور تعلق رکھوں گا اور حضرت محمد ﷺ کو رسول برحق تسلیم کرتا ہوں اور ایک امتی کی طرح ان کی اطاعت اور پیروی کروں گا اور ان کی لائی ہوئی شریعّت پر عمل کرتا رہوں گا۔

عقائد کا معاملہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ عقیدہ دین اسلام کی اصل ہے اور عمل اس کی فرع ہے۔ اگر عقیدہ درست نہیں تو دوزخ کا دائمی عذاب ہوگا، عمل میں کوتاہی ہو تو نجات کی امید ہے چاہے ابتداء ہی میں ہو جائے یا سزا بھگتنے کے بعد

ان العقائد کلها اسّ لاسلام الفتی
ان ضاع امر واحد من بتهن فقدغوی

زیرِ تبصرہ کتاب میں مولانا مُفتی محمد طاہر مسعود صاحب زاد فضلہم نے عقائد کو تفصیل کے ساتھ مدلل و مبرہن انداز میں تحریر فرمایا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کے ساتھ فرق ضالہ کے عقائد اور کفار کے عقائد کو بھی کتاب میں شامل کیا گیا احقر نے از اول تا آخر اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور بعض مقامات پر مشورے بھی دیئے ہیں۔ میرے خیال میں یہ

کتاب مفصل اور مدلل ہونے کی وجہ سے عوام و طلبہ کے علاوہ علماء کے لئے بھی قیمتی اثاثہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سعی کو مبارک بنائیں اور حسن قبول سے سرفراز فرمائیں اور مصنف علام کے لئے صدقہ جاریہ اور عوام و خواص کے لئے زیادہ سے زیادہ استفادے کا ذریعہ بنائیں۔ آمین یارب العالمین۔

سلیم اللہ خان

سلیم اللہ خان
رئیس وفاق المدارس العربیہ والجامعات الاسلامیہ پاکستان
وصدر جامعہ فاروقیہ کراچی
۱۴/ ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ ۵/ جنوری ۲۰۰۷ء یوم الجمعہ

رائے گرامی

آیۃ الخیر، فاضل اجل، جامع المحاسن

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

Muhammad Hanif Jalandhry

- President: Jamia Khair-ul-Madaris Multan, Pakistan
- Sec. General: Wifaq-ul-Madaris-al-Arabia Pakistan
- Sec. Coordination: Itthad Tanzimat Madaris-e-Deenia Paksitan
- Chairman: Punjab Quran Board, Govt. Punjab.
- Editor In-chief: Monthly "Al-KHAIR" Multan
- Chairman: Al-Khair Public School Multan

محمد حنیف جالندھری

- صدر .... جامعہ خیر المدارس ملتان
- ناظم اعلیٰ .... وفاق المدارس العربیہ پاکستان
- رابطہ سیکرٹری .... اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان
- چیئرمین .... پنجاب قرآن بورڈ پاکستان
- چیئرمین .... الخیر پبلک سکول ملتان
- مدیر اعلیٰ .... ماہنامہ الخیر ملتان

Ref No. .... Date ....

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اعمال صالحہ مقبولہ عند اللہ کی بنیاد عقائد صحیحہ پر استوار ہوتی ہے۔ بدعقیدہ شخص کا عمل ظاہراً کتنا خوشنما کیوں نہ ہو، حق جل شانہ کی بارگاہ میں مردود و مطرود ہے۔ قیامت کے دن نجات کا دارومدار بھی اعمال پر نہیں، عقائد پر رکھا گیا ہے۔ اس لئے عقائد کا معاملہ اعمال سے زیادہ نازک ہے۔ عمل میں غلطی کی سزا عقیدے میں غلطی کی نسبت خفیف ہے اس لئے ہر مُسلمان کو اعمال کے ساتھ عقائد کی تصحیح کا اہتمام لازم ہے۔

آج کل بیشتر مُسلمان اپنے بچوں کو ایسے سکولوں، کالجوں اور تعلیمی اداروں میں تعلیم دلواتے ہیں جہاں عقائد دینیہ اور احکام شرعیہ کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے، بلکہ اس کے برعکس عقائد دینیہ پر رفتہ رفتہ ایسی بجلیاں گرائی جاتی ہیں کہ عقائد کی پوری عمارت خاکستر ہو جاتی ہے اور ایمان یا اسلام برائے نام رہ جاتا ہے۔ ایسے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والوں کے بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ نکاح کے وقت ان کے عقائد کی تفتیش بھی کی جائے اس لئے کہ ان میں سے بیشتر کے عقائد کفر کی حد تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔

مولانا عبد الماجد دریابادی مرحوم نے کسی جگہ لکھا ہے کہ میں جب کالج میں پڑھتا تھا تو آنحضرت ﷺ کو دنیا کے دوسرے لیڈروں کی طرح ایک لیڈر سمجھتا تھا، اگر مجھے فراغت کے بعد اہل حق کی صحبت و رہنمائی میسر نہ آتی اور میرا خاتمہ اسی عقیدے پر ہوتا تو میری موت کفر پر آتی۔ اسلئے ظاہر ہے کہ ایک پیغمبر کو لیڈر سمجھنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مزید لکھا کہ میں کیا، سکول و کالج میں پڑھنے والوں کی اکثریت اسی طرح کے کفریہ عقائد میں مبتلا ہوتی ہے۔

اس لئے تمام اہل اسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے عقائد کی تصحیح کے لئے کتاب وسُنّت کا ضروری علم اور اہل حق کی مجالست ومصاحبت اختیار کریں۔

برادرم محترم حضرت مولانا مُفتی محمد طاہر مسعود صاحب زید مجدھم کی تالیف ”عقائد اہل السّنۃ والجماعۃ “عقائد اسلامیہ کو جاننے کیلئے نہایت موزوں ومناسب ہے، جس میں نہ صرف اہل اسلام، اہل السّنۃ والجماعۃ کے عقائد لکھے گئے ہیں بلکہ وبضدھاتتبین الاشیاء کے قاعدے کے تحت، دیگر مذاہب باطلہ وفرق ضالہ کے عقائد بھی باحوالہ درج کئے گئے ہیں۔ یہ تالیف نہ صرف سکول وکالج کے طلبہ وطالبات بلکہ دینی مدارس کے طلبہ وطالبات اور عوام کیلئے بھی نہایت مفید اور قابل مطالعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم مُفتی صاحب کی اس تالیف کو قبولیت خاصہ اور مقبولیت عامہ نصیب فرمائیں۔ آمین یارب العٰلمین!

والسّلام

محمد حنیف جالندھری

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۴/۲/۱۴۲۸ھ، ۳/۳/۲۰۰۷ء
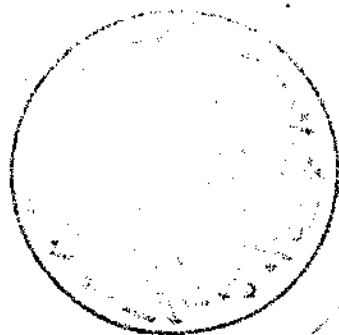
رائے گرامی

محقق العصر، ترجمان اہل السنۃ

حضرت مولانا محمد ابو بکر صاحب غازی پوری مدظلہم

مدیر دوماہی زمزم، غازی پور، یوپی، انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا، پاکستان کی تالیف کردہ کتاب ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' کا جستہ جستہ مطالعہ کیا، فہرست پر تفصیلی نظر ڈالی، بلاشبہ یہ اپنے موضوع پر بڑی جامع کتاب ہے۔ اکابر علمائے دیوبند کی تقاریظ نے اس کتاب کو موثوق بہ بنادیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کا فیض عام کرے۔ زبان و بیان سادہ، عام فہم اور مدلل ہے، کم استعداد طلبہ اور عوام بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

فقط

محمد ابو بکر غازی پوری

۲۶ مئی ۲۰۰۷ء

محمد ابو بکر غازی پوری

۲۶/ مئی ۲۰۰۷ء

رائے گرامی

امام اہل السنۃ شیخ الحدیث

حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم. امابعد:

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں انسان کا مقصد تخلیق معرفتِ الٰہیہ ہے۔ اور معرفتِ الٰہیہ تک رسائی عقائد و افکار کی صحت کے بغیر ممکن نہیں۔ عقائد و افکار کی صحت ہی معرفتِ الٰہیہ تک رسائی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور اسی پر اعمالِ صالحہ کی قبولیت کا مدار ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِہٖ۔ بحالت ایمان عملِ صالح کرنے والے کی کوشش کی عند اللہ ناقدری نہ ہوگی اور ایمان نام ہی عقائد وافکار کی صحت کا ہے۔

اسلامی تاریخ کے اندر عقائد اسلامیہ پر تین طرف سے یلغار ہوئی۔ پہلی یلغار مذاہب سماویہ (یہود و نصاریٰ) کی طرف سے تھی، جن کے جملہ اعتراضات و اشکالات کا جواب خدا تعالیٰ قرآن حکیم میں اور آنحضرت ﷺ اپنے فرامین میں دے چکے تھے، جن کی صداقت سے متاثر ہو کر یہود و نصاریٰ کے بیشتر اصحابِ علم دولتِ ایمان سے سرفراز ہو چکے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جیسے علماءِ یہود ونصاریٰ کا قبول اسلام اس حقیقت کی واضح وبین شہادت ہے۔

عقائد اسلامیہ پر دوسری یلغار یونانی فلسفہ کی طرف سے ہوئی جس نے انسانی قلوب و اذہان کو عقلی بحثوں میں الجھا کر رکھ دیا۔ اور اس طرح اسلامی عقائد کو مجروح کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ حضرت امام ابوالحسن علی اشعری، حضرت امام ابو منصور ماتریدی، حضرت امام فخر الدین رازی اور حضرت امام ابو حامد محمد الغزالی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اسلافِ امت نے اس خوفناک یلغار کو روکا، اور اسی طرز میں ان کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلامی عقائد کا تحفّظ کیا۔

اسلامی عقائد پر تیسری یلغار اسلام کے اندر پیدا ہونے والے ان باطل گروہوں کی طرف سے تھی جنہوں نے بعض منصوص عقائد کی خود ساختہ تعبیر و تشریح کر کے ان کی روح اور مقصد کو فنا کرنے کی کوشش کی۔ چونکہ ان باطل گروہوں کی نشاندہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان نبوت سے فرما چکے تھے اور خبر دے چکے تھے کہ میری امت کے اندر تہتّر فرقے پیدا ہوں گے۔ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ۔ سارے جہنمی ہوں گے صرف ایک ان میں ناجی اور جنتی ہوگا۔ اور ناجی فرقہ کا نام آپ ﷺ نے اہل السنۃ والجماعۃ بتایا۔ (الملل والنحل بعلامہ عبدالکریم شہرستانیؒ، جلد ۱، ص ۲۰)

اس فرمانِ نبویؐ کی روشنی میں اسلاف امت نے ان باطل گروہوں کے مقابلہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے اسی نام و عنوان کو اختیار کیا، اور اسی نام و عنوان سے ان کے افکارِ باطلہ کا ردّ کیا۔ اسی عنوان سے اہل حق کے عقائد و نظریات مرتّب کئے گئے اور ہر دور کے تقاضوں کے مطابق مختلف زبانوں اور زمانوں میں ان پر کتابیں تالیف کر کے ان کی حفاظت کا انتظام کیا گیا۔

برصغیر پاک و ہند کے اندر گزشتہ چار صدیوں میں بے شمار فتنوں نے جنم لیا۔ اہل اسلام کے اندر جاہل و خود غرض مذہبی پیشواؤں کی وجہ سے شرک و بدعت کو فروغ ملا۔ قبر پرستی کا رجحان پیدا ہوا۔ اَن گنت غیر شرعی رسومات نے جنم لیا اور فکری بدعقیدگی نے امت مسلمہ کی وحدت و قوت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ ختم نبوت، حجیت حدیث، حجیت سُنت، حجیت تقلید، حقانیت معجزات و کرامات، عظمتِ صحابہؓ و اہل بیتؓ اور عصمت انبیاء کرامؑ جیسے منصوص و اجماعی عقائد سے انکار کر کے گمراہی کی نئی راہیں کھولی گئیں۔

ان حالات میں امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سراج الہند حضرت امام شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم بزرگان امت نے تمام تر صعوبتیں برداشت کر کے اہل السنۃ والجماعۃ کے متواتر و متوارث عنوان اور عقائد کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔ اور ان کے بعد ان کے حقیقی علمی و روحانی ورثاء اکابرین دیوبند نے یہ ذمہ داری کماحقہ نبھائی، اور ان کی جدوجہد کے اسی پہلو نے انہیں دیگر تمام گروہوں سے ممتاز رکھا۔ بلامبالغہ اس دور میں اہل السنۃ و اہل

الجماعۃ کے متواتر و متوارث عقائد و نظریات کی حفاظت کیلئے بزرگان دیوبند کی نظیر و مثال تلاش کرنا مشکل و محال ہے۔ انہوں نے اپنی تمام تر ذہنی و فکری اور علمی و عقلی صلاحیتیں اس جد وجہد میں صرف کر دیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے متواتر و متوارث عقائد و افکار میں کسی قسم کا کوئی تغیّر و تبدّل رونما نہ ہونے پائے۔ حتی کہ اگر اس جد وجہد میں ان کے بعض اپنے بھی ان کی راہ میں حائل ہوئے تو انہوں نے ان اپنوں کو بھی اپنی صفوں سے علیحدہ کرنے اور خود سے الگ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی، جسکی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

اسلافِ دیوبند کی اسی مُخلصانہ، دیانتدارانہ اور ذمہ دارانہ جد وجہد کا نتیجہ ہے کہ آج ہم پورے یقین و وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہمارے پاس بحمد اللہ تعالیٰ عقائد اہل السنۃ بعینہٖ اسی حالت میں اور اسی تعبیر و تشریح کے ساتھ موجود ہیں، جس حالت اور جس تعبیر و تشریح کے ساتھ قرنِ اوّل اور قرنِ ثانی کے مُسلمانوں کے پاس موجود تھے۔ اور بزرگان دیوبند کے علمی و روحانی وارث تا قیامت ان شاء اللہ العزیز عقائد اہل السنۃ کی حفاظت کا یہ فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔

خدا تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا مُفتی مُحمد طاہر مسعود صاحب زید مجدہم شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کو، کہ انہوں نے اپنے اسلاف کی اس روایت کو زندہ رکھتے ہوئے زیر تقریظ کتاب "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" تالیف فرمائی۔ اصلاح عقائد کے لئے ان کی یہ بے نظیر کاوش فکر اسلاف کی حقیقی ترجمان ہے، اور اس میں ان کا طرز بیان عوام و خواص دونوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ اس میں عقائد کی بحث سے قبل ایمانیات، کفر اور شرک پر جو مدلل اور مفید بحث کی گئی ہے، اس سے قاری کے لئے عقائد کی اہمیت اور ان سے انکار و انحراف کے نتائج اخذ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے اور مقصد تک ذہنی رسائی مشکل نہیں رہتی۔ اسکے علاوہ اسلام کے مقابل مذہب (یہود و نصاریٰ اور ہنود و مجوس و قادیانی وغیرہ) اور اہل السنۃ والجماعۃ سے متصادم گروہوں (روافض و خوارج، معتزلہ، جبریہ، قدریہ، کرامیہ، آغاخانی، ذکری وغیرہ) پر بھی مختصر مگر ضروری بحث کی گئی ہے، تاکہ اسلامی عقائد کے ساتھ ساتھ ان باطل مذہب اور فرقوں کی حقیقت بھی قاری پر اچھی طرح واضح ہو جائے۔ اس کتاب کی سب سے نمایاں خوبی یہ ہے کہ کتاب کے اندر مذکور و منقول عقائد کا اصل ماخذ

پورے متن کے ساتھ حاشیہ میں دے دیا گیا ہے، تاکہ اصحاب علم و ذوق کیلئے اصل کتب و ماخذ کی طرف مراجعت آسان ہو۔

عصر حاضر کی ضرورت اور تقاضوں کے مطابق اہل حق کے لئے یہ ایک نادر و نایاب تحفہ ہے۔ ارباب مدارس کو یہ نصاب میں شامل کرنی چاہیے اور ملک کے اندر فہم قرآن و سُنت کے عنوان اور حوالہ سے اصلاحی و تربیتی کورسز منعقد کرنے والے اداروں کو بھی چاہیے کہ وہ اس کتاب کو اپنے کورسز میں شامل کریں۔ خدا تعالیٰ حضرت مُفتی طاہر مسعود صاحب زید مجدہم کی اس خالص دینی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خلق کی عمومی ہدایت و نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

عبد الحق خان بشیر

امیر پاکستان شریعت کونسل پنجاب

شیخ مکرم سیدی و سندی و مرشدی و مولائی حضرت والد محترم، امام اہل سُنت مولانا مُحمد سر فراز خان صفدر مدظلہ نے مکمل کتاب سماعت فرمائی اور ناچیز کو اس پر ان کی طرف سے تقریظ لکھنے کا حکم فرمایا۔ ان کے حکم کی تعمیل میں مذکورہ چند سطور تحریر کیں۔ اس پوری تحریر کو سُن کر حضرت شیخ مدظلہ نے اس پر دستخط فرمائے۔

بندہ عاجز، ضعیف و کمزور اور بیمار ہے، اس تحریر کی پوری پوری تائید کرتا ہے۔

ابوالزاہد محمد سرفراز

15-12-2008 یوم الاحد ۱۶/۱۲/۱۴۲۹ھ

ابو الزاہد مُحمد سر فراز

یوم الاحد ۱۶/ ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ / ۱۵ دسمبر ۲۰۰۸ء

رائے گرامی

استاد المناظرین، امام اہل السنۃ

حضرت مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہم

سرپرست تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حق تعالیٰ نے دارین کی فلاح وکامیابی دین اسلام کی پیروی میں رکھی ہے۔ دین اسلام میں بعض چیزیں عقائد اور بعض اعمال سے تعلق رکھتی ہیں۔ عقائد کا معاملہ انتہائی نازک ہے اس کے بغیر اخروی نجات ناممکن ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی محنت کا اولین محور عقیدہ کی اصلاح رہا ہے۔ اعمال کی کمی سے درگزر ممکن ہے لیکن عقائد کے حوالہ سے کوتاہی ناقابل معافی جرم ہے۔ جنتی اور جہنمی ہونے کا مدار بھی عقیدہ پر ہے۔ بندہ نے بھی اللہ کے خاص فضل وکرم سے حیات مستعار کے لمحات عقیدہ کی محنت اور تبلیغ میں گزارے ہیں۔ امت کی موجودہ حالت اس حوالہ سے انتہائی قابل رحم ہے۔ عقائد کی تبلیغ کے میدان میں بہت زیادہ سعی وجدوجہد کی ضرورت ہے۔

متقدمین ومتاخرین علماء نے ماشاء اللہ اس موضوع پر تصانیف کا قابل قدر ذخیرہ چھوڑا ہے۔ گزشتہ دنوں بندہ نے اس موضوع پر تازہ شائع ہونے والی کتاب ”عقائد اہل السنۃ والجماعۃ“ دیکھی جو ہمارے عزیز القدر عالم ربانی شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب زید مجدہم مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا نے تصنیف کی ہے۔ مصنف موصوف نے انتہائی شاندار ترتیب وتعبیر کے ساتھ جدید تقاضوں کے عین مطابق عقائد کو اصل حوالوں سمیت تحریر کیا ہے۔ بندہ نے فہرست اور چیدہ چیدہ مقامات کا مطالعہ کیا۔ دل سے

دعائیں نکلیں، خوشی کی انتہا نہ رہی، میرا عرصہ کا خواب پورا ہو گیا۔

میں اولاً اکابر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی خدمت میں ادباً گزارش کروں گا کہ وہ اس اہم کتاب کو عقائد کے درس کے لئے داخل نصاب فرمالیں تو طلباء کی اعتقادی تربیت میں انتہائی معاون ثابت ہوگی۔

ثانیاً عقائد کے حوالے سے محرک تنظیموں اور علماء وواعظین سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کتاب کا خود مطالعہ کریں اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسے عام کریں۔

ثالثاً جدید تعلیم یافتہ طبقہ، سکولز، کالجز کے طلبہ اور عوام الناس سے اپیل کروں گا کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کر کے اپنے عقائد درست کریں۔ یہی راہ نجات واعتدال ہے۔

بندہ اس تصنیف لاجواب پر عزیزم مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے قبولیت کے لئے دعا گو ہے۔ حق تعالیٰ ان کو مزید دین کی اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت کی توفیق عطا فرمائیں۔

محمد عبدالستار تونسوی عفا اللہ عنہ
۵ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ
حال [illegible]

۲۱/۳/۲۰۱۰

رائے گرامی

فقیہ العصر، (ر) جسٹس، شیخ الحدیث

حضرت مولانا مُفتی مُحمد تقی عُثمانی صاحب مدظلہم

نائب صدر جامعہ دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد: برادرِ عزیز و گرامی قدر جناب مولانا مُفتی طاہر مسعود صاحب زید مجدہم کی تالیف لطیف "عقائد اہل السُنّۃ والجماعۃ" نظر سے گزری۔ پوری کتاب پڑھنے کی تو مہلت نہ ملی، لیکن معتد بہ حصہ دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، اور یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ بفضلہٖ تعالیٰ مؤلف موصوف نے بڑے محنت اور استیعاب کے ساتھ اہل السُنّۃ والجماعۃ کے عقائد مستند کتب کے حوالوں سے جمع فرمائے ہیں۔ آج، جبکہ طرح طرح کے نظریات لوگوں میں پھیل گئے ہیں، ان تمام مسائل کو جمع کرنا ایک اہم ضرورت تھی، جسے اِس کتاب نے بڑی حد تک پورا کیا ہے۔ خاص طور سے دینی مدارس کے طلبہ کیلئے یہ کتاب ان شاء اللہ نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو اس کی بہترین جزا دنیا و آخرت میں عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

البتہ یہ بات اس کتاب کے مطالعے کے دوران پیشِ نظر رہنی چاہئے کہ عقائد کے مختلف درجات ہیں۔ بعض عقائد ایسے ہیں جن کا انکار موجب کفر ہوتا ہے، بعض کے انکار سے چاہے کفر کا فتویٰ نہ ہو، مگر گمراہی ضرور ہوتی ہے، اور بعض کا انکار محض غلطی ہے۔ اس کتاب میں چونکہ تمام عقائد کا استقصاء مقصود ہے، اسلئے تمام عقائد کو بیان کیا گیا ہے۔ نیز بعض ایسی باتیں بھی اس میں آگئی ہیں جن کا تعلق عقیدے سے زیادہ واقعے سے ہے، مثلاً جنات کی عمروں کا لمبا ہونا یا شرقی دمشق میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول میں مینار کی تعیین وغیرہ۔

اِن اُمور کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے، ان شاء اللہ! اِس کتاب کا مطالعہ یا تدریس مفید ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے نفع کو عام اور تام فرمائیں۔ آمین ثم آمین

بندہ

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۲۱ / ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ

دار العلوم کراچی نمبر ۱۴

رائے گرامی

مبلغ اسلام، قاطع الشرک والبدعۃ فضیلۃ الشیخ

حضرت مولانا محمد مکی حجازی حفظہ اللہ تعالیٰ

المدرس بالمسجد الحرام، مکۃ المکرّمہ زادھا اللہ شرفاً

(MOHAMMAD MAKKI HIJAZI)
Scholar In Masjid El Haram
(محمد مكي حجازي)
مدرس بمسجد الحرام

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ

آج مورخہ ۲۰/۱۲/۱۴۲۹ھ مسجد الحرام مہبط الوحی و مشرق الوریٰ میں صاحبزادہ خلیل احمد خلف الرشید والدی وشیخی خواجہ خان محمد مدظلہ العالی کے واسطہ سے فضیلۃ الشیخ محمد طاہر مسعود شیخ الحدیث و مفتی جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا کی تالیف ''عقائد اہل السنۃ و الجماعۃ'' نظر نواز ہوئی۔ موسم حج کی مصروفیات کی بنا پر مطالعہ کتاب کاملاً ممکن نہ تھا۔ عنوانات اور بعض مقامات پر نظر ڈالی۔ الحمدللہ! آپ کی تحقیق، اندازِ بیان و سلاست زبان پر قلبی مسرت ہوئی۔ دین اسلام اور ادیان سماویہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اساس و بنیاد عقیدہ ہے۔ اسی لئے علماء کرام الاصول الثلاثہ یا الایمان بالثلاثیات پر مدلل محنت فرماتے ہیں۔ جیسے مشہور قول ہے کہ دین کا خلاصہ صرف دو ہیں: ''العظمۃ للخالق''، ''والشفقۃ علی المخلوق''، یا بقول حضرت احمد علی المغفور لہٗ لاہوری فرمایا کرتے: دین کا خلاصہ خدا کی عبادت، مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت اور خدمت خلق کا نام ہے۔ مؤلف موصوف نے توحید میں توحید الوہیت، توحید ربوبیت، توحید فی الاسماء والصفات پر مدلل بحث فرما کر متلاشیان حق کے لئے صراط مستقیم واضح فرمادی ہے۔

خداوند کریم اس پر خلوص محنت کو قبول فرما کر قبولیت عامہ تامہ نصیب فرمائیں۔

موسم حج اور اس روسیاہ کی ظاہری و باطنی اعراض مانع ہیں، وگرنہ دل کی تمنا تھی کہ کتاب پر مفصّل تبصرہ کرتا۔ خداوند کریم شاید نصیب فرمادیں۔

وماذالک علی اللہ بعزیز۔

رائے گرامی

محقق العصر، ترجمان اہل حق

حضرت مولانا حافظ محمد انوار الحق حقانی صاحب مدظلہم

نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ونائب مہتمم جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

Hafiz
M. Anwar-ul-Haq Haqqani

حافظ محمد انوار الحق حقانی

الحمدللہ وکفی والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء أما بعد

ہر مذہب چاہے سماوی ہو یا ارضی ہر ایک کا قیام عقیدہ اور نظریہ پر ہوتا ہے عقیدہ اور نظریہ ہی اس مذہب کی پہچان ہوتی ہے جب اس مذہب کے پیروکار اس مذہب کے عقائد کو اپنائے ہوئے ہوتے ہیں تو وہی لوگ اس مذہب کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور اس کے ٹھوس اور غیر متزلزل عقائد اور نظریات ہیں، قرآن وسُنت نے ان کی اصلاح اور درستگی پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور قرآن کریم کی بیشتر آیات عقائد کی درستگی کے بارے میں نازل ہو چکی ہیں۔ اس لئے ہر مُسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنا عقیدہ درست کرلے۔

اسلامی عقائد کے موضوع پر زمانہ قدیم سے تقریباً ہر زبان میں کتابیں لکھی گئی ہیں اُردو زبان میں عقائد اسلام کے موضوع پر سب سے پہلے مؤلف تفسیر حقانی حضرت العلامہ مولانا عبد الحق حقانیؒ اور شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے کتابیں تصنیف فرمائی، جن کا فیض اب بھی جاری وساری ہے اور تشنگان علوم دین ان سے استفادہ کرتے ہیں تاہم اس میں جو عقائد دلائل ظنیہ سے مستنبط ہیں پر زیادہ بحث نہیں کی گئی ہے، شیخ الحدیث حضرت العلامہ مولانا مُفتی محمد طاہر مسعود صاحب زید مجد ہم جو ایک صاحب

قلم جید عالم دین ہیں اور بہت ساری عمدہ کتابوں کے مصنف ہیں، نے دورِ حاضر کے عام مُسلمانوں، دینی مدارس، سکول، کالجز کے طلباء اور طالبات کے لئے عام فہم شستہ و شگفتہ انداز میں اہل السنّۃ و الجماعۃ کے عقائد کو مدلل طور پر عقائد اہل السنّۃ و الجماعۃ کے نام سے مرتب فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب نے دلائل قطعیہ سے مستنبط ہونے والے عقائد کے ساتھ ساتھ دلائل ظنیہ سے مستنبط ہونے والے عقائد کو بھی کافی بسط کے ساتھ ذکر کیا اور اُردو زبان میں عقائد اسلام پر مرتب کتابوں میں جو کمی تھی اس کو پورا کر دیا۔

بندۂ ناچیز کو مولانا موصوف کی اس عظیم کاوش کے معتد بہ حصہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا، اس لئے بندۂ ناچیز یہ سمجھتا ہے کہ مولانا موصوف کی یہ تالیفِ لطیف، سکول، کالجز اور مدارس عربیہ کے طلباء کے علاوہ عامۃ الناس کے لئے بے حد مفید ہے اور مسلمانوں کے عقائد کے تحفظ کے لیے بے حد کارآمد ثابت ہو گی۔

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس عظیم کاوش کو قبول فرما کر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں اور مولانا موصوف کے لئے دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کا ذریعہ بنائیں۔ آمین یا ربّ العالمین

(مولانا) محمد انوار الحق

نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

و مرکزی نائب صدر وفاق المدارس العربیہ ملتان۔ پاکستان

رائے گرامی

محقق العصر، شیخ الحدیث
حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب مدظلہم
نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراتشی ۵ - باکستان

Jamiat-ul-Uloom-il-Islamiyyah
Allama Muhammad Yousuf Banuri Town
Karachi, Pakistan.

Ref. No. ____________ Date. ____________

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین

"عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" نام کے اس مجموعہ کو ہمارے ادارہ کے رفیق 'ماہنامہ بینات' کے مدیر اور ہمارے شیخ حضرت اقدس حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے خادم خاص مولانا سعید احمد جلال پوری نے اول تا آخر مطالعہ کر کے اس پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔

میں ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی تحریر سے حرف بحرف متفق ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا مفتی طاہر مسعود سلمہ ربہ کی اس تصنیف کو خواص و عوام کے لئے مفید بنائے اور اپنی بارگاہ عالی میں شرف باریابی نصیب فرمائے۔ بلاشبہ اس پر فتن دور میں ضرورت تھی کہ عام فہم اور سادہ اردو زبان میں مسلمانوں اور نئی نسل کی ہدایت و راہنمائی کا انتظام کیا جائے اور امت کو ضلال و گمراہی سے بچایا جائے۔

میں امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب اس مقصد کے لئے مفید سے مفید تر ثابت ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

عبدالرزاق اسکندر

(حضرت مولانا) عبدالرزاق اسکندر

مدیر جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

رائے گرامی

نامور محقق وادیب فاضل جلیل

حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری مدظلہم

مدیر ماہنامہ بینات کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

بلاشبہ دور حاضر شرور وفتن کا دور ہے، چنانچہ ہر روز ایک نیا فتنہ وجود میں آتا ہے اور ہر فتنہ پہلے سے زیادہ خطرناک اور مہیب ہوتا ہے، جبکہ ان کی رفتار دھاگہ ٹوٹنے پر تسبیح کے گرنے والے دانوں سے زیادہ تیز اور ان کی ظلمت شَب دیجور کی تاریکی سے بڑھ کر ہے۔

اس لئے کہ ارشادات نبوت کی روشنی میں قرب قیامت کے فتنوں میں سے ہر فتنہ اس قدر ہوش ربا ہوگا کہ ہر فتنہ کی آمد پر مُسلمان سمجھے گا کہ یہ پہلے سے بڑھ کر ہے اور یہ مجھے ہلاک کر دے گا، پھر دوسرا اور تیسرا فتنہ آئے گا، تو اس کو ہر وقت یہی خطرہ اور اندیشہ لگا رہے گا، کہ یہ اسے تباہ وبرباد کر دے گا، اس لئے جو شخص چاہتا ہو کہ اسے دوزخ سے نجات ملے اور جنّت میں داخل ہو، تو اس کو اس حالت میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالی پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔

یوں تو ہر باطل پرست اپنے معتقدات کو باعث فوز وفلاح اور ذریعہ نجات جانتا ہے، سوال یہ ہے کہ کن عقائد ونظریات پر نجات آخرت کا مدار ہے؟ اس سلسلہ میں نبی امی ﷺ کی یہ ہدایت پوری پوری ہماری راہنمائی کرتی ہے کہ ''ما انا علیہ واصحابی'' جس طریق پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں باعث نجات ہے۔

اس لئے ضرورت تھی کہ اردو زبان میں اس شاہراہ ہدایت کے خدوخال متعین کئے جائیں، اس کے خطوط کی نشاندہی کی جائے اور جادہ مستقیمہ سے ہٹ کر ضلالت و گمراہی کی پگڈنڈیوں، آئمہ ضلالت کی حقیقت حال اور ان کے نام نہاد ادیان و مذاہب کی راہنمائی کی جائے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے خانقاہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین، رشد و ہدایت کے امام، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کو، جنہوں نے اپنی خصوصی توجہ سے صاحبزادہ گرامی جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب سلمہ اور فاضل محقق مولانا مُفتی طاہر مسعود شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کو، اس طرف متوجہ کیا اور مُفتی صاحب موصوف نے کمال حزم و احتیاط اور گہری تحقیق سے یہ کتاب مرتب فرمائی۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

جس کا خصوص و اختصاص یہ ہے کہ اسے نہایت عام فہم اور شستہ اردو زبان میں مدون کیا گیا ہے، اور کوئی بات بھی بلاحوالہ نہیں، بلکہ ہر ہر اسلامی عقیدہ کو قرآن و سُنت، اجماع امت، اور اکابر اسلاف کے علم و تحقیق کے حوالوں سے مبرہن کر کے ایک مُستند عقیدہ کی کتاب بنادیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے قدیم و جدید فرقوں، ان کے بانیوں اور اسلام سے متصادم ان کے باطل نظریات و معتقدات کو بھی اسلاف امت کی تحقیقات و تصریحات کی روشنی میں ذکر کیا ہے۔

راقم الحروف نے بحمد للہ! ازاول تا آخر اس مقدس صحیفہ کی حرف بحرف خواندگی کا شرف حاصل کیا ہے، اس لئے میں بجا طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب عام مُسلمانوں، اسکول و کالج اور دینی مدارس کے طلبہ کے لئے بے حد مفید اور ان کے دین و عقیدہ کے تحفظ کے لئے تریاق کا کام دے گی۔ اگر وفاق المدارس کے ارباب حل و عقد اس کو وفاق المدارس کے نصاب میں شامل فرمالیں تو ان شاء اللہ طلباء و طالبات نہ صرف ذہنی اور فکری انتشار سے محفوظ رہیں گے، بلکہ باطل پرستوں کے اغواء و اضلال سے بھی محفوظ رہیں گے اور ان کی صحیح اسلامی خطوط پر تربیت ہو گی۔

اللہ تعالیٰ مولانا مُفتی طاہر مسعود صاحب زید علمہ کو اس گراں مایہ خدمت پر اپنی بارگاہ سے بیش از بیش جزائے خیر عطا فرمائے اور اس صحیفہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرما کر امت اور نئی نسل کی ہدایت وراہنمائی کا ذریعہ بنائے، آمین۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

یکے از خدام حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ
سعید احمد جلال پوری
مدیر ماہنامہ بینات کراچی
۱۳؍صفر ۱۴۲۸ھ

رائے گرامی

حکیم العصر شیخ الحدیث

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی مدظلہم

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم، کہروڑپکا

Abdul Majeed

Shaikh-ul-Hadees & Rees-ul-Mudarseen
Jamia Islamia Bab-ul-Uloom (Reg)
Kehror Pacca Distt. Lodhran.
342983

0608-342854
342983

مکرم و محترم مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

آپ کی کتاب عقائد اہل السّنۃ والجماعۃ کا مطالعہ کرنے کی توفیق ہوئی، واقعی نہایت مفید مجموعہ ہے۔ کوئی بات قابل اصلاح نظر نہیں آئی۔

اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے اور آپ کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ کتاب کے مندرجات پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہوں۔

عبدالمجید عفی عنہ
٣٠ محرم الحرام ١٤٢٨
19 فروری ٢٠٠٧

رائے گرامی

فاضل جلیل، محقق دوراں

حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مدظلم

شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

عقیدہ ہر مذہب کی وہ اساس اور بنیاد ہے جس کے بغیر کسی مذہب کا وجود متصور نہیں۔ عقیدہ روح کی طرح ہے، جیسے روح کے بغیر جسم ۔۔۔ خواہ وہ کتنا ہی صحت مند اور خوبصورت ہو۔۔۔ باقی نہیں رہتا، چند ساعتوں میں گلنے سڑنے لگتا ہے، اسی طرح عقیدہ صحیح نہ ہو تو اعمال خواہ بظاہر وہ کتنے ہی خوشنما نظر آتے ہوں۔ سب بے کار اور ناقابل اعتبار ہیں، جہنم کے دائمی عذاب سے نجات کے لیے کافی نہیں ہوسکتے۔

دنیا میں اسلام ہی وہ واحد مذہب اور مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی دنیوی واخروی فوز و فلاح کا ضامن ہے، عقائد و نظریات ہوں یا عبادات و اخلاق، معیشت و تجارت ہو یا معاشرت، اسلام نے انسانیت کو ہر شعبے میں ایسی روشن تعلیمات عطاء فرمائی ہیں کہ دنیا کا کوئی مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ جو قوم بھی ان تعلیمات پر صحیح معنوں میں عمل کرے گی، آخرت میں تو سرخرو ہوگی ہی دنیا میں بھی حکمرانی وترقی سے اسے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

ویسے تو اسلام کے دور اول ہی سے اسلام کے مسلّمہ عقائد کے خلاف سازشیں ہوتی رہی ہیں اور ہر دور میں عُلماء حق نے ہر اٹھنے والی تحریک اور ہر خفیہ ترتیب دی جانے والی سازش کی سنگینی کا بروقت ادراک کر کے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور باطل کے طوفانوں کا رخ موڑ کر حق کا عَلم بلند کئے رکھا، مگر ماضی قریب اور دورِ حاضر میں اہل مغرب نے اپنی مادی ترقی، نیز تعلیم اور دنیا کی معیشت پر قابض ہونے کی بناء پر اہل اسلام کو فکری ارتداد میں

مبتلا کرنے کے لیے جس قدر بے پناہ وسائل خرچ کئے اور کر رہے ہیں، شاید گزشتہ ادوار میں اس کی مثال نہ مل سکے۔

امریکہ اور یورپ نے اپنی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں اسلامی علوم کے باقاعدہ شعبے کھول رکھے ہیں اور ان میں گزشتہ دو صدیوں سے مستشرقین تحقیق و تصنیف کے نام پر اسلامی عقائد و افکار پر تیشہ چلا رہے ہیں، اسلام کے حقائق و احکام میں تحریف کر کے ان کا چہرہ مسخ کر کے پیش کر رہے ہیں۔ مُسلم ممالک کے طبقہ اشرافیہ کے بچے نام نہاد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے انہی یونیورسٹیوں میں جاتے ہیں یہ لوگ جو وہاں سے پڑھ کر آتے ہیں یا انگریزی و فرانسیسی وغیرہ دوسری اقوام کی زبانوں میں اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں، اسلامی حقائق و عقائد کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں، ان کا ایمان متزلزل ہو جاتا ہے، مغربی تہذیب میں رنگ جاتے ہیں۔ یہی لوگ واپس آکر اپنے اپنے ممالک میں سیاست و حکومت تعلیم اور بیوروکریسی وغیرہ میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو جاتے اور انہی مسموم افکار و نظریات کا پرچار کرتے ہیں اور اسلامی اقدار کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھ کر ان کی بیخ کُنی پر کمر کَس لیتے ہیں۔ میڈیا پر دن رات اس طرح کے نام نہاد دانشوروں کے مذاکرے پیش کئے جا رہے ہیں جن سے عوام میں اضطراب و تردد کی فضا عام ہوتی جا رہی ہے۔

ایسے حالات میں عُلماء کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے کہ وہ امت مسلمہ کے ایمان و عقائد کی حفاظت کے لئے بھرپور کردار ادا کریں اور ایسے منصوبے اور تدابیر اختیار کریں جن کے ذریعے اہل مغرب کی اس فکری یلغار کے سامنے بند باندھا جا سکے۔

زیر نظر کتاب "عقائد اہل السُنّۃ و الجَماعۃ" حضرت مولانا مُفتی مُحمّد طاہر مسعود صاحب زید مجدہم کی تصنیف ہے، موصوف نے عقائد اسلامیہ کو مختصر اور شستہ عبارات میں بیان کیا ہے اور حاشیہ میں قرآن و سُنّت اور کتب اہل سُنّت سے دلائل بھی ذکر کر دیئے ہیں جس سے کتاب مُستند اور خواص و عوام کے لیے مفید بن گئی ہے۔

عقائد کا معاملہ انتہائی اہم اور نازک ہونے کے باوجود ہمارے ہاں مدارس دینیہ اور عصری تعلیم گاہوں میں اس سے عموماً بے اعتنائی برتی جاتی ہے، طلبہ کو جماعت اہل حق "اہل السّنۃ والجماعۃ" کے عقائد کا علم ہی نہیں ہوتا یا علم ہوتا ہے تو دلائل معلوم نہیں ہوتے، جس کی بناء پر کوئی بھی گمراہ انہیں گمراہی میں دھکیل سکتا ہے، اس لئے ہماری اکابر وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو داخل نصاب فرما کر طلبہ پر احسان فرمائیں۔

اس کے علاوہ علماء کرام اپنے اپنے حلقوں میں جہاں ممکن ہو اسکولوں، کالجوں کے نصاب میں بھی داخل کروانے کی کوشش کریں۔ اپنے اداروں اور مساجد میں مختلف اوقات میں ضروری شرعی علوم کے مختصر کورسز کے حلقے قائم کرکے ان میں یہ کتاب پڑھائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو حسن قبول عطاء فرمائیں۔ مصنف کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں اور علماء وطلبہ اور عامۃ المسلمین کو اس سے نفع پہنچائیں۔ آمین یارب العالمین۔

[signature]

دارالرشید احسن آباد کراچی

سنہ ۱۴۳۰ھ

۱۸ جمادی الاولیٰ

رائے گرامی

مفکر اسلام شیخ الحدیث

حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب مدظلہم

شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

نحمدہ تبارک و تعالیٰ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

حضرت مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب کی تصنیف عقائد اسلامیہ کے حوالہ سے نظر سے گزری اور بہت خوشی ہوئی کہ آج کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عام فہم انداز میں اسلامی عقائد کی تشریح کی ہے جو جدید تعلیم یافتہ حضرات بالخصوص سکولوں اور کالجوں کے طلبہ و طالبات کیلئے بطور خاص مفید ہے۔ اسلامی عقائد کے حوالہ سے ہر دور میں نت نئے مسائل اور اشکالات جنم لیتے رہے ہیں اور اس دور کے علماء کرام نے ان مسائل اور اشکالات کی روشنی میں عقائد کی تعبیر و تشریح کی ہے۔ مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب کی یہ کوشش بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ جس میں انہوں نے عقائد کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ضروری دلائل کو بھی باحوالہ شامل کر دیا ہے۔ جس سے اس کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ یہ آج کے دور کی اہم ضرورت کو پورا کرتی ہے۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لئے استفادہ اور مصنف کے لئے سعادت دارین کا ذریعہ بنائیں آمین یارب العلمین

ابو عمار زاہد الراشدی
نگران جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

مقدمہ

ترجمان اہل السنۃ، مفکر اسلام، حضرت العلام
مولانا علامہ جسٹس ڈاکٹر خالد محمود صاحب پی۔ایچ۔ڈی لندن

دین اسلام میں عقائد کی اہمیت

دین اسلام میں عقائد و اعمال اور اخلاق و معاشرت خیالات اور ضروریات پر مبنی نہیں، یہ دین کی اپنی مستقل بنیادوں پر قائم ہیں۔ اعمال واخلاق میں تو کہیں کہیں وسعت کی راہیں بھی کھلی ہیں لیکن عقائد میں صحیح بات صرف ایک ہی ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ دونوں طرف کے متوازی عقائد درست تسلیم کر لئے جائیں، عقائد ایسی گرہیں ہیں جو ایک ہی جگہ لگتی ہیں اور ایک ہی جگہ کھلتی ہیں۔ عقائد کے اختلاف کو اصولی اختلاف کہا جاتا ہے اور اعمال کے اختلاف کو فروعی اختلاف کہتے ہیں۔

یہ بات اسلامی عقائد میں قطعی ہے کہ اللہ کے ہاں دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے' یہ نہیں ہو سکتا کہ دوسرے سب ادیان بھی اپنی اپنی جگہ صحیح ہوں اور وہ بھی اپنے نظریات پر چل کر آخرت میں نجات پالیں۔ نجات حضور ﷺ پر ایمان لائے بغیر کسی کی نہ ہو پائے گی۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ کو جب یمن بھیجا تو انہیں اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے کہا اگر وہ ادیان اپنی اپنی جگہ خود لائق نجات ہوتے تو انہیں دین اسلام کی دعوت دینے کی کیا ضرورت تھی۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذاً الی الیمن فقال انک تاتی قوما اہل الکتاب فادعھم الی شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ فان ھم اطاعوا لذلک فاعلم ان اللہ فرض علیھم خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ۔

(متفق علیہ مشکوۃ: ۱/۱۵۵)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں فرمایا: ”تم اہل کتاب کے پاس جارہے ہو انہیں اس بات کی دعوت دیں کہ وہ شہادت دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ یہ بات مان لیں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔“

امام طحاوی نے اپنے عقیدہ طحاویہ میں اسے یوں لکھا ہے۔

ودین اللہ فی الارض والسماء واحد وھو دین الاسلام قال اللہ تعالیٰ ان الدین عند اللہ الاسلام

یہ چوتھی صدی کی آواز آپ نے سن لی اس وقت پوری قلمرو اسلامی میں کسی نے اس سے ذرا بھی اختلاف نہیں کیا' اب اگلی صدی میں حافظ ابن حزم (۴۶۳ھ) سے سنئے:

الاسلام دین واحد وکل دین سواہ باطل (المحلی: ۱/۱۰۴)

حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) نے اپنے دور میں اسے اس طرح پیش کیا:

من لم یقر باطنا وظاھرا ان اللہ لا یقبل دینا سوی الاسلام فلیس بمسلم

(فتاوی ابن تیمیہ: ٢٧/٤٦٣)

ترجمہ: جس نے دل سے اور زبان سے اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی دین ماسوائے اسلام لائق قبول نہیں وہ (باجود اقرار توحید ورسالت) مسلمان نہ مانا جائے گا۔

اس سے واضح ہوا کہ نظریہ وحدت ادیان کے قائلین باوجود اپنے دعوی اسلام کے خود مُسلمان نہیں رہتے، اخروی نجات کے لئے رسالت محمدی کا اقرار ہر حال میں ضروری ہے۔

اب مُسلمانوں میں پھیلنے والے اختلافات پر بھی ایک نظر کریں:

مُسلمانوں میں عقائد کے اختلاف زمانہ تابعین میں پھوٹے اور معتزلہ، جہمیہ، قدریہ وجبریہ اور روافض وخوارج کی تحریکیں بڑے زور سے چلیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں گیا۔ صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین کہلائے، جو صحابہؓ کے نقش قدم پر نہ چلے وہ تابعین نہیں سمجھے جاسکتے۔ صحابہؓ کے نقش پا چھوڑنے والوں کو اہل بدعت کہا گیا ہے، صحابہؓ کی لائن پر چلنے والوں نے اہل السنۃ کا نام پایا۔ اس زمانے میں بس یہ دو ہی نام تھے۔ (۱) اہل سُنت (۲) اہل بدعت۔

امام ابن سیرین (۱۱۰ھ) کا یہ جملہ اس عہد کا اس طرح پتہ دیتا ہے:

فینظر الی اھل السنة فیوخذ حدیثھم وینظر الی اھل البدعة فلا یوخذ حدیثھم (صحیح مسلم: ۱/۱۱۱)

ترجمہ: سو اہل السنۃ رواۃ حدیث کو دیکھا جائے اور ان کی حدیث لے لی جائے اور اہل بدعت راویوں کو پہچانا جائے اور ان کی روایت کردہ احادیث نہ لی جائیں۔

معلوم ہوا کہ ان دنوں اصحاب الحدیث اور رواۃ حدیث بطور فرقہ اہل السنۃ ہی کہلاتے تھے، اہلحدیث فقط ان کا ایک علمی امتیاز تھا کہ یہ اس فن کے شناور ہیں، بطور فرقہ یہ کسی گروہ کا نام نہ تھا، آج کا اہل حدیث فرقہ کہیں ان دنوں موجود نہ تھا۔ اہل السنۃ اور اہل بدعت ہی دو متقابل الفاظ ملتے تھے، ان دنوں اہل بدعت زیادہ تر بدعت فی العقائد کے مجرم تھے آج کے اہل بدعت 'بدعت فی الاعمال سے پہچانے جاتے ہیں۔

یہ بات واضح ہے کہ اس پہلے دور میں اہل بدعت مختلف انواع میں سامنے آئے اور یہ سب مستقل فرقے بنے اور اہل السنۃ سب ایک ہی رہے، ان میں گو کوئی فروعی اختلاف بھی رہے مگر عقائد میں یہ سب ایک ہی رہے اور انہوں نے اپنا صرف ایک ہی نام رکھا، یہ نام اہل السنۃ رہا، عقائد میں ان کی ایک ہی تعلیم تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی فرقہ ناجیہ کی یہی پہچان بتائی تھی کہ وہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ رہیں گے کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ نہ جائیں گے۔ "ما انا علیہ واصحابی" سے ان کی پہچان بتادی گئی تھی۔

اہل سُنت کے فروعی اختلاف میں گروہ بندی نہ تھی

مذہب رستے کو کہتے ہیں فرقے کو نہیں، سو مذاہب کا اختلاف کوئی فرقہ بندی نہ تھا یہ سب نیک بخت مُسلمان تھے اور چاروں ایک تھے، حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:۔

ومعلوم ان اهل المذاهب كالحنفية والمالكية والشافعية والحنبلية دينهم واحد وكل من اطاع الله ورسوله منهم بحسب وسعة كان مومنا سعيدا باتفاق المسلمين (فتاوى ابن تيميه: ٤٦٢/٢٧)

ترجمہ: اور یہ بات اچھی طرح مانی جاچکی ہے کہ مذاہب اربعہ کے لوگ سب ایک ہی دین رکھتے ہیں (ان کا دین میں اختلاف نہیں ہے صرف بعض طرقِ عمل میں اختلاف ہے) ان میں وہ حنفی ہوں، مالکی، شافعی ہوں یا حنبلی، جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت حسب وسعت کرے گا وہ (حنفی ہو یا شافعی) باتفاق امت مسلمہ اسے نیک بخت مومن سمجھا جائے گا۔

"من اطاع الله ورسوله منهم" کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کے پیرو بھی دراصل اللہ اور رسول کے ہی پیرو ہیں، گو وہ روایات کی رو سے نہیں ان ائمہ مجتہدین کی پیروی کے واسطہ سے اللہ اور اسکے رسول کی پیروی کرتے رہے ہیں۔ ان کا ائمہ کی پیروی کرنا، اماموں کو رسول کے مقابل لانا نہیں ہے، ائمہ مجتہدین کی پیروی سے حضور اکرم ﷺ کی پیروی تک پہنچنا ہے۔ امام ابن تیمیہ کے ہاں حنفیہ کرام بھی دراصل حضور ﷺ کے ہی

پیرو ہیں (گو عہد جدید کے اہلحدیث انہیں حضور اکرم ﷺ کا پیرو نہیں مانتے امام ابو حنیفہ کا پیرو کہتے ہیں۔)

حدیث کے معنی مُراد کے گرد فقہاء کرام وفا کا پہرہ دیتے رہے، عقائد اسلام کا متکلمین نے پوری ہمت سے پہرہ دیا، یہ متکلمین محدثین کے خلاف نہ تھے۔ یہ حضرات متکلمین معتزلہ کا رد، انہیں کے ہتھیاروں سے کرتے تھے۔ ان کا اپنا موقف امام ابن تیمیہ کے قول کے مطابق قرآن وسُنت کی نصرت ہی ہوتا تھا۔ یہ لوگوں کو قرآن وسُنت سے دور رکھنے والے لوگ نہ تھے۔ صحابہ کرامؓ کی لائن کے تحفظ میں متکلمین نے قرآن کا پہرہ دیا اور فقہاء نے ان کی لائن کے تحفظ میں احادیث و آثار کا پہرہ دیا اور جس طرح خود حدیث پر مستقل کتابیں لکھی گئیں، عقائد پر بھی مستقل کتابیں لکھی گئیں، یہاں تک کہ عقیدہ تعلیمات اسلام کا ایک مستقل موضوع بن گیا۔

حضرت امام ابو حنیفہ (۱۵۰ھ) نے عقائد اسلام کے تحفظ میں پہل کی اور فقہ اکبر لکھی، عملی فقہ ان کے نزدیک فقہ اصغر رہی۔ آپ نے اپنی اس علمی دستاویز کا نام فقہ اکبر رکھا۔ عقائد ان کے ہاں وقت کا بڑا موضوع تھا، اور اس کے لئے نہایت سنگلاخ راہوں سے گزرنا پڑتا ہے، اہل السنۃ کے بالمقابل ایک فتنہ نہیں کئی فتنے عراق میں سر اٹھائے ہوئے تھے۔

گوجرانوالہ کے مولانا محمد اسماعیل سلفی اس نازک صورت حال کا اس طرح نقشہ کھینچتے ہیں۔

> "جس قدر زمیں سنگلاخ تھی اسی قدر وہاں اعتقادی اور عملی اصلاح کے لئے ایک آہنی مرد کی ضرورت تھی، جس کے علم و عقل کی پہنائیاں اس سرزمین کے مفاسد کو سمیٹ لیں میری ناقص رائے میں یہ آہنی شخصیت امام ابو حنیفہؒ تھے جن کی فقہی موشگافیوں نے اعتزال اور تجہم کے ساتھ رفض وتشیع کو بھی ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔" اللھم ارحمہ واجعل الجنۃ الفردوس ماواہ (فتاوی سلفیہ ۱۴۱)

پھر امام طحاوی (۳۲۱ھ) نے عقیدہ طحاویہ میں اہل السنت عقائد کی ایک پوری تصویر لی، عقیدہ طحاویہ اس وقت دنیا کی تمام اہم درسگاہوں میں بڑی شرح سے پڑھایا جاتا ہے اور اس کی ان بڑے بڑے علماء نے شرحیں لکھیں جن کا اپنا نام اور کام اس قابل ہوا کہ ان پر مستقل کتابیں لکھی گئیں۔

پھر امام ابو الحسن الاشعری (۳۲۴ھ) امام ابو المنصور الماتریدی (۳۳۳ھ) قاضی ابو بکر باقلانی (۴۰۲ھ) امام ابو المنصور عبد القاہر (۴۳۹ھ) علامہ ابو الشّکور السالمی اور علامہ نسفی رحمھم اللہ نے اس پلیٹ فارم پر کام کیا۔ علامہ تفتازانی نے شرح عقائد لکھی، اسلام کی بارہ صدیوں میں تمام اہل السنّۃ اپنے عقائد میں ایک ہی رہے اور اختلاف فی الفروع سے ان میں کوئی فرقہ بندی نہ ہوئی۔ عقائد نسفی اور شرح عقائد نسفی کے مؤلفین حنفی اور شافعی دو علیحدہ علیحدہ مذہب کے تھے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) نے اپنے دور میں عقائد اسلام پر فارسی میں تکمیل الایمان لکھی۔ اس کا اردو ترجمہ تکمیل الاذہان کے نام سے چھپ چکا ہے۔

اردو میں عقائد اسلام پر مستقل کتابیں لکھنے میں شیخ ابو محمد عبد الحق حقانی اور شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے سبقت کی اور ان کی گراں قدر تالیفات آج بھی تشنگاں علوم دین کو سیراب کر رہی ہیں۔ تاہم ان کتابوں میں بدعات فی الفروع پر کوئی زیادہ بحثیں نہیں ملتیں۔ ولقد جاء فی المثل السائر کم ترک الاول للاخر

اس دور میں یہ خدمت اسلام مفتی طاہر مسعود کے مقدر میں لکھی تھی اور الحمد للہ کہ انہوں نے عقیدہ اسلام کو اس دور کے تقاضوں کے مطابق لکھ کر بدعت فی الاعمال کے مجرمین پر بھی حجّت تمام کر دی ہے۔ پرانی مثل چلی آرہی ہے کہ پہلے لوگ کتنی ہی باتیں پچھلوں کے لئے چھوڑ گئے فشکر اللہ سعیہم

اگرچہ انگریزوں کے ہندوستان آنے پر اہل السنّۃ کی تقسیم کی خدمت مولانا فضل رسول بدایونی (۱۳۲۱ھ) کے سپرد ہوئی، پھر بھی ان میں عقائد کا کوئی اختلاف راہ نہ پاسکا،

یہ فقہ کا بھی کوئی اختلاف سامنے نہ لاسکے ، دونوں حلقے اپنے آپ کو امام ابو حنیفہ کا مقلد کہتے رہے ، اب بھی صرف چند رسوم کا اختلاف ہے جس سے یہ دونوں حلقے پہچانے جاتے ہیں ، انہیں حقیقی فرقہ بندی کا رنگ دینے کے لئے بس ان کے پاس چند الزامات ہی رہ گئے۔ اور صرف متن عبارات کے ہیر پھیر سے ان میں اختلاف عقائد کا دعوی پرورش پاتا رہا، یہاں تک کہ عوام سمجھنے لگے کہ یہ واقعی دو فرقے ہیں' حالانکہ یہ اصولاً دو فرقے نہ تھے۔ جب یہ جھوٹے الزامات پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے ثابت نہ ہو پائے تو انہوں نے عوام کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے نماز، اذان اور جنازہ کے گرد اپنی بدعات کے کانٹے بکھیرے کہ شاید ان سے ان دو میں حقیقی اختلاف کی دیوار کھڑی کی جاسکے۔

جناب پیر کرم شاہ صاحب بھیروی دونوں حلقوں کو اہل السّنۃ تسلیم کرتے ہیں اور ان کے اس اختلاف پر یوں اظہار افسوس کرتے ہیں:

> "اس باہمی داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السّنۃ والجماعۃ کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں ، اللہ تعالی کی توحید ذاتی و صفاتی میں حضور اکرم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت قرآن کریم کی محفوظیت ، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے۔" (ضیاء القرآن: ۱/۴)

جن علماء نے ان ضد اختلاف میں قائم کی گئی چند رسموں کو حق و باطل کا نام دیا ان میں گجرات کے مفتی احمد یار خان، اوکاڑہ کے مولوی غلام علی اور اچھرہ کے مولانا محمد عمر سر فہرست نظر آتے ہیں۔ اول الذکر نے جاء الحق لکھ کر اپنے اس رسمی اختلاف کو حق و باطل کا نام دیا اور مولانا اچھروی نے مقیاس حنفیت لکھ کر علمائے دیوبند کو حنفیت سے ہٹے ہوئے پیش کیا اور اپنے ان رسمی اختلافات سے اہل السّنۃ کی اس باہمی تفریق کو اور استحکام دیا' حکومت برطانیہ یہی چاہتی تھی کہ اختلافات پیدا کرو اور اپنی حکومت کو استحکام دو، اس غیر ملکی کوشش اور نعرہ اختلاف کی ظاہری قوت کون لوگ تھے ؟ یہ اس کے بیان کا موقع

نہیں، بعض علماء احناف نے "جاء الحق" اور " مقیاس حنفیت" کے رد میں کتابیں لکھیں اور جھوٹے الزامات کا بڑی تفصیل سے رد کیا۔ تاہم اہل بدعت کا پرنالہ اسی طرح بہتا رہا اور اہل السنۃ اور اہل بدعت کے یہ دو حلقے پھر سے ایک نہ ہو سکے۔

فلیبک علی الاسلام من کان باکیا

اہل بدعت کی ان سیہ کاریوں اور الزام تراشیوں سے ان پڑھ دیہاتیوں کی ایک بڑی تعداد پلاؤ زردہ اور حلوہ و پوڑی میں مجذوب رہی۔ پھر جب پسماندہ علاقوں میں بھی دنیوی تعلیم نے کچھ فروغ پایا تو دیہاتی حلقوں میں بھی بہت سے لوگ ان اختلافات کو سمجھنے لگے اور اب وقت آ گیا ہے کہ کھل کر عقائد اہل السنۃ کی تفصیل و تشہیر کی جائے، ہو سکتا ہے کہ اہل السنۃ میں کھڑی کی گئی جھوٹے الزامات کی دیواریں پھر سے پیوست زمیں ہو جائیں۔

ان حالات میں ضرورت تھی کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد پر ایک واضح اور آسان پیرایہ میں ایک نئی جامع کتاب لکھی جائے جو سب کی سب اہل السنۃ والجماعۃ کے سلف صالحین اور متفق علیہم بزرگوں کی عبارات سے ماخوذ ہو اور سلف صالحین کے یہ عبارات متن میں نہیں بلکہ حاشیہ میں دی جائیں تاکہ جو لوگ ان اختلاف کی گہرائی میں نہیں جانا چاہتے وہ اہل السنۃ کے بنیادی عقائد ایک عام فہم پیرائے میں متن کتاب سے آسانی سے لے سکیں، ہو سکتا ہے کہ اسطرح دو بچھڑے بھائی پھر سے مل بیٹھیں اور سب اہل السنۃ والجماعۃ بدعت فی العقائد کے مجرمین کے سامنے ایک سیسہ پلائی دیوار بن سکیں

من کجا نغمہ کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطارے کشم ناقہ بے زمام را

الحمد للہ کہ مولانا مفتی محمد طاہر مسعود شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا نے اس گھاٹی کو پوری کامیابی سے عبور کر لیا ہے۔ قارئین کرام مولانا موصوف کی اس کتاب کی اگر فہرست ہی دیکھ لیں تو ان اختلافات میں زیر بحث آئے جملہ عناوین ان کے سامنے ان اختلافات کے جملہ تار و پود بکھیر کر رکھ دیں گے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے مدارس عربیہ کے درس میں قرار واقعی جگہ دی جائے، عصری تقاضوں کے پیش نظر ان شاء اللہ العزیز یہ شرح عقائد نسفی سے بھی زیادہ مفید ہو گی گوالفضل للمتقدم اپنی جگہ حقیقت ہے۔

راقم الحروف نے اس کتاب کو متعدد مقامات سے دیکھا ہے اور جیسا کہ اس کی فہرست نے اسے دیکھنے کا شوق دے دیا تھا اسے اس سے بڑھ کر پایا، حق تعالیٰ مؤلف موصوف کی اس علمی خدمت کو قبول فرمائے اور اس دور جدید میں پیدا کئے گئے اس فرضی اور رسمی اختلاف کو پھر سے ہم سے اٹھادے۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہو گی

والسّلام خیر الختام

خالد محمود عفا اللہ عنہ
ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر
حال وارد پاکستان
۲۶ - اپریل ۲۰۰۸

ایمانیات

① ایمان کا لغوی معنی ہے، امن دینا، اعتماد کرنا، کسی کو بے خوف کرنا، کسی کو سچا سمجھ کر اس کی بات پر یقین کرنا وغیرہ۔

ایمان کا اصطلاحی اور شرعی معنی ہے: نبی کریم ﷺ سے دین کی جو بات قطعی طور پر ثابت ہے، اسے دل و جان سے تسلیم کرنا۔ ①

② ان تمام چیزوں کو جو نبی کریم ﷺ سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہیں' ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے، مومن بننے کے لئے ان تمام ضروریات دین پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ضروریات دین میں سے کسی ایک کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

③ ضروریات دین بہت ساری ہیں، مثلاً اللہ کی توحید اور اس کی صفات پر ایمان لانا، فرشتوں پر ایمان لانا، آسمانی کتابوں پر ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لانا، قیامت پر ایمان لانا، تقدیر پر ایمان لانا، موت کے بعد زندہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد وغیرہ ارکانِ اسلام کی فرضیت کا قائل ہونا، سود، زنا، جھوٹ اور فرائض اسلام کی عدم ادائیگی کی حرمت کا قائل ہونا وغیرہ۔ ②

---

① الایمان :التصدیق التهذیب: وأما الایمان فهو مصدر آمن یؤمن ایماناً، فهو مؤمن واتفق اهل العلم من اللغويين وغيرهم أن الایمان معناه التصدیق (لسان العرب: ۱۳/۲۷)، یقول ابن تیمیه رحمه الله تعالی أن الایمان تصدیق السامع للمخاطب واثقا بامانته معتمدا علی دیانته (فیض الباری: ۱/۴٦)، وأما فی الشرع فهو التصدیق بما علم مجئ النبی ﷺ به ضرورة تفصیلا فیما علم تفصیلا واجمالاً فیما علم اجمالاً

(روح المعانی: ۱/۱۱۰)

② أن الایمان فی الشرع هو التصدیق بما جاء به الرسول ﷺ من عند الله تعالی أی تصدیق النبی ﷺ بالقلب فی جمیع ما علم بالضرورة قیل اراد بالضرورة مایقابل الاستدلال فالضروری کالمسموع من فم رسول ﷺ او المنقول عنه بالتواتر کالقرآن والصلوات الخمس وصوم رمضان وحرمة الخمر والزنا (نبراس /۲٤۹)، عن بشیر بن خصاصیة رضی الله عنه قال: اتیت رسول الله ﷺ لا بایعه علی الاسلام فاشترط علی تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله وتصلی الخمس وتصوم رمضان وتؤذی الزکوة وتحج البیت وتجاهد فی سبیل

④ اصل ایمان دل کی تصدیق کا نام ہے، زبان سے اقرار کرنا اجرائے احکام اسلام کے لئے شرط ہے کہ ہمیں آدمی کا مسلمان ہونا زبانی اقرار سے ہی معلوم ہوگا، ایک شخص دل سے تصدیق کرتا ہے اور زبان سے اقرار نہیں کرتا، اللہ تعالی کے ہاں وہ مسلمان ہے۔ ①

⑤ اعمال صالحہ نماز، روزہ وغیرہ ایمان کے اجزائے ترکیبی نہیں یعنی ایسے اجزاء نہیں کہ ان اعمال کے نہ کرنے کی وجہ سے آدمی کافر ہو جائے۔

⑥ اعمال صالحہ نماز، روزہ وغیرہ ایمان کے اجزائے تزیینی ہیں کہ ان اعمال سے ایمان کو زینت اور رونق حاصل ہوتی ہے، ایمان کامل اور مکمل ہوتا ہے۔ ②

اللہ۔ (المستدرک للحاکم رقم الحدیث: ۲۴۲۱ سنن بیہقی رقم الحدیث: ۱۷۵۷٤) عن علی ابن ابی طالب انہ کان یقول عن قول رسول اللہ ﷺ انہ کان یقول ثم عری الایمان اربع والاسلام توابع ان تؤمن باللہ وحدہ و بمحمد ﷺ وما جاء بہ شئ و تؤمن باللہ و تعلم انک مبعوث بعد الموت واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وصیام رمضان وحج البیت والجہاد فی سبیل اللہ عزوجل (مسند عبد بن حمید رقم الحدیث: ۷٦) عن علی رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول بنی الاسلام علی اربعۃ ارکان علی الصبر والیقین والجہاد والعدل۔ (شعب الایمان: ۱/۷۱) عن الحسن رحمۃ اللہ علیہ مرسلا قال: قال النبی ﷺ بنی الاسلام علی عشرۃ ارکان: وذکر منہا الصلوۃ...والزکوۃ...والصیام... والحج... والجہاد... (المعجم الکبیر للطبرانی: رقم الحدیث ۱۱۵۹۸) والمراد من الضرورۃ ما یعرف کونہا من دین النبی ﷺ بلا دلیل بأن تواتر عنہ واستفاض حتی وصل الی دائرۃ العوام وعلمہ الکواف منہم لا ان کلا منہم یعلمہ وان لم یرفع لتعلیم الدین رأسا فان جہلہ لعدم رغبتہ فی تعلیم الدین وعلمتہ العامۃ فہو ضروری کالواحدانیۃ، والنبوۃ، وختمہا بخاتم الأنبیاء، وانقطاعہا بعدہ، والبعث والجزاء، وعذاب القبر (فیض الباری: ۱/٦۹)

① اولئک کتب فی قلوبہم الایمان (المجادلۃ/۲۲)، قال النبی ﷺ یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک (جامع ترمذی: ۲/٦٦۸)، (یجب) أی یفرض فرضا عینیا بعد ما یحصل علما یقینا (أن یقول) أی المکلف بلسانہ المطابق لما فی جنانہ (آمنت باللہ) وفیہ اشعار بأن الاقرار لہ اعتبار علی خلاف فی أنہ شطر للایمان الا أنہ یسقط فی بعض الأحیان، أو شرط لاجراء أحکام الایمان، کما ہو مقرر عند الأعیان (شرح فقہ اکبر/۱۲) انہ ہو التصدیق بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا من حرمۃ الدم والمال وصلوۃ الجنازۃ علیہ ودفنہ فی مقابر المسلمین....فمن صدق بقلبہ ولم یقر بلسانہ فہو مؤمن عند اللہ سبحانہ وان لم یکن مؤمنا فی احکام الدنیا (نبراس/۵۲۰) مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں فتح الملہم: ۱/٤۳٤

② الذین امنوا وعملوا الصلحت (الرعد/۲۹)، وان طائفتن من المؤمنین اقتتلوا۔ (الحجرات/۹)، اطاعۃ الشارع فی الفرائض والسنن والآداب والاخلاق ....وھو الایمان الکامل الذی یسمی صاحبہ متخلقا باخلاق

⑦ انہی اعمال صالحہ کی کمی بیشی کی وجہ سے لوگوں کے ایمانی مراتب مختلف ہو سکتے ہیں، مراتب ایمانی کا یہ اختلاف نورِ ایمان اور کمال ایمان کے اعتبار سے ہے، ورنہ نفس ایمان میں سب برابر ہیں۔ اس لئے کہ ایمان تصدیق کا نام ہے، اور تصدیق سب کی یکساں ہوتی ہے۔ ①

⑧ ضروریات دین بعض تفصیل کے ساتھ بتلائے گئے ہیں اور بعض اجمالاً، جو ضروریات دین تفصیلاً بتلائے گئے ہیں، ان پر تفصیلاً ایمان لانا ضروری ہے، مثلاً نماز پر اس کے متعلقہ بتلائی گئی ہیئت و کیفیت سمیت ایمان لانا ضروری ہے، اگر کوئی شخص نماز کی فرضیت کا تو قائل ہے لیکن اس تفصیل کے ساتھ قائل نہیں تو وہ مومن نہیں۔ اور جو ضروریات اجمالاً بتلائے گئے ہیں، مثلاً فرشتوں پر ایمان لانا وغیرہ، ان پر اجمالاً ایمان لانا کافی ہے۔ ②

⑨ ایمان کے دو درجے ہیں، ایمان تحقیقی اور ایمان تقلیدی، ایمان تحقیقی یہ ہے کہ تمام ایمانیات کا قائل ہے اور انہیں دلائل سے ثابت بھی کر سکتا ہے، اور ایمان تقلیدی یہ ہے کہ تمام ایمانیات کا قائل تو ہے مگر انہیں دلائل سے ثابت نہیں کر سکتا، دونوں قسم کا ایمان معتبر ہے، تاہم ایمان تحقیقی، ایمان تقلیدی سے رتبے میں بڑھ کر ہے۔ ③

النبی ﷺ المذکور فی کثیر الاحادیث (مرام الکلام فی عقائد الاسلام/٥٢)، ان الاعمال غیر داخلة فی حقیقة الایمان لماثبت أنه اسم للتصدیق (شرح المقاصد: ٤٣٢/٣)

① قال الامام الأعظم رحمه اللّٰه فی کتابه الوصیة: ثم العمل غیر الایمان، والایمان غیر العمل، بدلیل أن کثیرا من الأوقات یرتفع العمل من المؤمن، ولا یجوز أن یقال یرتفع عنه الایمان، فان الحائض ترتفع عنها الصلٰوة، ولا یجوز أن یقال یرتفع عنها الایمان أو أمر لها بترک الایمان (شرح فقه اکبر/٨٩)

② ویکفی الاجمال فیما یلاحظ اجمالاً ویشترط التفصیل فیما یلاحظ تفصیلاً حتی لو لم یصدق بوجوب الصلٰوة عند السوال عنه کان کافرا، وهذا هو المشهور وعلیه الجمهور (شرح المقاصد: ٤٢٠/٣)

③ وهو الذی أمن بلا دلیل .... فقال امامنا أبو حنیفة وسفیان الثوری ومالک والأوزاعی وأبو البرکات النسفی والجمهور صحیح ولکنه عاص بترک الاستدلال (مرام الکلام/٥٥)، ذهب کثیر من العلماء وجمیع الفقهاء الی صحة ایمان المقلد وترتب الأحکام علیه فی الدنیا والآخرة (شرح المقاصد: ٤٥٢/٣)، قال أبو حنیفة رحمه اللّٰه وسفیان الثوری ومالک والأوزاعی والشافعی وأحمد وعامة الفقهاء واهل الحدیث رحمهم اللّٰه تعالٰی: صح ایمانه ولکنه عاص بترک الاستدلال بل نقل بعضهم الاجماع علی ذالک (شرح فقه اکبر/١٤٣)

⑩ ایمان میں شک کرنا یعنی بعض ایمانیات کے بارے میں مشکوک ہو جانا کفر ہے، اسلئے ایمان کے بارے میں شک کو قریب سے بھی نہیں گزرنے دینا چاہئے۔ شک کی بناء پر ایمان کیساتھ ان شاءاللہ نہیں کہنا چاہیے، یعنی یوں نہ کہے: "ان شاءاللہ میں مسلمان ہوں۔" اگر تواضعاً یا صورت دعویٰ سے بچنے کی غرض سے یا ایمان پر خاتمہ کا یقین نہ ہونے کی بناء پر "ان شاءاللہ میں مومن ہوں" کہہ دے تو درست ہے، تاہم نہ کہنا بہر حال بہتر ہے۔ ①

⑪ ایمان کا لغوی معنی تصدیق کرنا ہے اور اسلام کا لغوی معنی جھکنا اور فروتنی اختیار کرنا ہے۔

ایمان کا تعلق ان چیزوں سے ہے جن کی تصدیق کی جاتی ہے یعنی اعتقادات سے، اسلام کا تعلق ان چیزوں سے ہے جنہیں عملی طور پر بجالایا جاتا ہے یعنی اعمال ظاہرہ نماز، روزہ وغیرہ سے۔ لیکن قرآن وحدیث میں ان کا آپس میں ایک دوسرے پر اطلاق بھی کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً دونوں کا مصداق تقریباً ایک ہی ہے۔ یا دونوں ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں کہ ایک کے بغیر دوسرا نامکمل یا غیر معتبر ہے۔ ②

---

① قال: المذهب صحة الاستثناء في الايمان حتى أنه ربما يؤثر أنا مؤمن حقاً، ومنعه الأكثرون لدلالته على الشك أو ايهامه اياه (شرح المقاصد: ٣/٤٤٩)، فان أراد المستثني الشك في أصل ايمانه منه من الاستثناء وهذا مما لا خلاف فيه وان أراد أنه مؤمن من المؤمنين الذين وصفهم الله في قوله: انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم.... أولئك هم المؤمنون حقا (الأنفال/٢ تا ٤).... فالاستثناء حينئذ جائز وكذلك من استثنى وأراد عدم علمه بالعاقبة، وكذلك من استثنى تعليقا للأمر بمشيئة الله، لا شكاً في ايمانه (عقيده طحاويه مع الشرح/٣٥٣)، أنه يصح أن يقول: أنا مؤمن ان شاءالله تعالى بناء على أن العبرة في الايمان والكفر والسعادة والشقاوة بالخاتمة (شرح فقه اكبر/١٤٠)

② ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه (آل عمران/٨٥)، فأخرجنا من كان فيها من المؤمنين.... فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين (الذاريات/٣٥-٣٦)، قل لاتمنوا على اسلامكم بل الله يمن عليكم أن هدكم للايمان (الحجرات/١٧)، قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لقوم وفدوا عليه: أتدرون ما الايمان بالله وحده؟ قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: شهادة أن لا اله الا الله وأن محمدا رسول الله، واقام الصلوة، وايتاء الزكوة، وصيام رمضان، وأن تعطوا من المغنم الخمس (صحيح بخارى: ١/١٣)، أن الاسلام يطلق ويراد به الحقيقة الشرعية وهو الذى يرادف الايمان وينفع عند الله (فتح البارى: ١/٦٦)، قال اهل السنت والجماعت: ألايمان لا ينفصل عن

⑫ کسی بد عملی اور گناہ سے مُسلمان کافر نہیں ہوتا، لیکن ایسی بد عملی جو امارات کفر و علامت تکذیب ہو، آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے مثلاً بُت کو سجدہ کرنا، قرآن کریم کو نجاست میں ڈالنا یا پاؤں سے روندنا یا کسی بھی طریقہ سے اس کی توہین کرنا، تکذیب کی علامت ہونے کی بناء پر کفر ہے۔①

⑬ ایمان و کفر کا مدار خاتمہ پر ہے، ایک شخص زندگی بھر مُسلمان رہا اور مرتے وقت کلمہ کفر بک دیا تو کافر سمجھا جائیگا، اس کے بر خلاف ایک شخص زندگی بھر کافر رہا اور موت سے پہلے اسلام قبول کر لیا تو یہ مُسلمان سمجھا جائیگا۔②

⑭ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت اعمال کی تینؔ شرطیں ہیں، ایمان، اخلاص اور عمل کا سُنت کے مطابق ہونا، لہٰذا کافر و مشرک کے اعمال قبول نہیں ہوتے، ریاکار کے اعمال اور

الاسلام والاسلام من الایمان من کان مؤمنا کان مسلماً ومن کان مسلما کان مؤمناً، وان کان الایمان غیر الاسلام لغة کالبطن لا یتصور بدون الظهر والظهر بدون البطن وان کان غیرین فان الایمان هو التصدیق والاسلام هو الانقیاد فمن کان مصدقا لله تعالی ولرسوله کان مسلماومن کان منقاداله ولرسوله کان مصدقا وعند المعتزلة والروافض ینفصل احدهما عن الآخر (اصول الدین للبزدوی/٥٤)، الجمهور علی أن الاسلام والایمان واحد بمعنی رجوعهما الی القبول والاذعان وکون کل مؤمن مسلما، والعکس فی حق الاسم، والحکم، والدار لاجماع علی ذلک ولشهادة النصوص (شرح المقاصد: ٣/٤٤٢)

① وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فأصلحوا بینهما (الحجرات/٩)، ان احدا صدق بجمیع ما جاء به النبی علیه السلام وسلمه واقر به وعمل ومع ذلک شد الزنار بالاختیار أو سجد للصنم بالاختیار نجعله کافرا، لما أن النبی علیه السلام جعل ذلک علامة التکذیب والأنکار (شرح عقائد/٩٠)، لو سلم اجتماع التصدیق المعتبر فی الایمان مع تلک الأمور التی هی کفر وفاقا فیجوز أن یجعل الشارع بعض محظورات الشرع علامة التکذیب فیحکم بکفر من ارتکبه، وبوجود التکذیب فیه، وانتفاء التصدیق عنه کالاستخفاف بالشرع، وشد الزنار (شرح المقاصد: ٣/٤٥٨)، ثم لا نزاع فی أن من المعاصی ما جعله الشارع أمارة التکذیب وعلم کونه کذلک بالأدلة الشرعیة کالسجود للصنم والقاء المصحف فی القاذورات والتلفظ بکلمة الکفر ونحو ذلک مما ثبت بالأدلة أنه کفر . (شرح فقه اکبر/٧٧)

② فلا تموتن الا وأنتم مسلمون (البقرة/١٣٢)، عن سهل بن سعد رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان العبد لیعمل عمل اهل النار وأنه من أهل الجنة ویعمل عمل أهل الجنة وأنه من أهل النار وانما الأعمال بالخواتیم (صحیح بخاری: ٢/٩٧٨)

اور سنت کے خلاف اعمال بھی قبول نہیں ہوتے۔ [1]

⑮ مومن کے ہر نیک عمل کا قبول ہونا ضروری نہیں اور ہر بُرے عمل کا معاف ہونا ضروری نہیں، نیک عمل شرائطِ قبولیت کے ساتھ کیا گیا ہو اور اسے باطل نہ کیا ہو یہاں تک کہ ایمان پر خاتمہ ہو گیا ہو اللہ تعالیٰ ایسے عمل کو قبول فرمالیں گے مگر یہ اللہ تعالیٰ پر لازم اور ضروری نہیں، بُرے عمل کے بعد شرائطِ توبہ کے ساتھ توبہ کی گئی ہو تو اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرمالیتے ہیں، مگر یہ ان پر لازم اور ضروری نہیں۔ [2]

---

[1] یا ایها الذین امنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والأذی کالذی ینفق ماله رئاء الناس(البقرة/٢٦٤)، فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون الذین هم یراؤن ویمنعون الماعون(الماعون/٤ تا ٧)، فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا(الکهف/١١٠)، وما أمروا الا لیعبدوا اللّٰه مخلصین له الدین(البینة/٥)، لقد کان لکم فی رسول اللّٰه اسوة حسنة(الاحزاب/٢١)، (فلا نقول ان حسناتنا مقبولة) أی مبرورة (وسیأتنا مغفورة) أن البتة کقول المرجئة .... ولکن نقول أی بل نعتقد المسئلة مبینة مفصلا کما أوضحه بقوله (من عمل حسنة بشرائطها) أی بجمیع شرائطها (خالیة عن العیوب المفسدة) أی الظاهریة (والمعانی المبطلة) أی الباطنیة فی الانتهاء کالکفر والعجب والریاء(شرح فقه اکبر/٧٧، ٧٨)

[2] لا یسئل عما یفعل(الانبیاء/٢٣)، فعال لما یرید(البروج/١٦)، ویجوز العقاب علی الصغیرة والعفو عن الکبیرة(شرح عقائد/٨٧)، (ولا نقول ان حسناتنا مقبولة وسیأتنا مغفورة) کقول المرجئة ولکن نقول المسئلة مبینة مفصلة بقوله (من عمل حسنة بشرائطها)(خالیة عن العیوب المفسدة) والمعانی المبطلة ولم یبطلها حتی خرج من الدنیا، فان اللّٰه تعالی لا یضیعها بل یقبلها منه ویثبه علیها وما کان من السیأت دون الشرک والکفر ولم یتب عنها حتی مات مؤمنا فانه فی مشیئة اللّٰه تعالی ان شاء عذبه وان شاء عفا عنه ولم یعذبه بالنار أبدا

(فقه اکبر مع الشرح/٧٧، ٧٨)

کُفر

⑯ ایمان و اسلام کی ضد کُفر ہے، کفر کا لغوی معنی ہے چھپانا، ناشکری کرنا، اس کا اصطلاحی معنی ہے، "ضروریات دین میں سے کسی بھی اَمر ضروری کا انکار کرنا۔"①

⑰ کُفر کی عام طور پر پانچ٥ اقسام ذکر کی جاتی ہیں، جو کہ کُفر کی بڑی اقسام ہیں۔

الف) **کُفرِ انکار:** ضروریات دین کی دل سے تصدیق ہو نہ زبان سے اقرار کرے، جیسے عام کفار، یہ نہ تو دل سے تصدیق کرتے ہیں اور نہ ہی زبان سے اقرار کرتے ہیں۔②

ب) **کُفرِ جحود:** دل سے ضروریات دین کو حق اور سچ سمجھتا ہے لیکن دل سے قبول نہیں کرتا اور نہ ہی زبان سے اقرار کرتا ہے، جیسے آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے یہودیوں کا کفر اور شیطان کا کُفر۔③

ج) **کُفرِ عناد:** دل سے ضروریاتِ دین کو قبول کر کے زبان سے اقرار بھی کرتا ہے، لیکن دوسرے باطل ادیان سے اعلانِ براَت نہیں کرتا، یہ شخص بھی کافر ہے، جیسے کوئی شخص تمام ضروریات دین کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ عیسائیوں یا یہودیوں کو بھی صحیح مذہب پر سمجھے تو یہ شخص کافر ہے۔④

---

① والکفر: کفر النعمۃ، وھو نقیض الشکر.... مشتق من السقر . (لسان العرب:١٦٩/٥)
الکفر عدمہ الایمان عما من شانہ (شرح المقاصد:٤٥٧/٣)

② والذین کفروا عما انذروا معرضون (ألاحقاف/٣)، أما الکفر الانکار فھو ان یکفر بقلبہ، ولسانہ ولا یعتقد بالحق ولا یقر بہ (فیض الباری:٧١/١)

③ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین (البقرۃ/٣٤)، واما کفر الجحود فھو ان یعرف الحق بقلبہ، ولا یقر بلسانہ ککفر ابلیس (فیض الباری:٧١/١)

④ أفتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض (البقرہ/٨٥)، واما کفر المعاندۃ فھو أن یعرف بقلبہ، ویقر بلسانہ ولا یقبل ولا یتدین بہ، ککفر ابی طالب (فیض الباری:٧١/١)

د) **کُفرِ نفاق:** دل سے ضروریات دین کا انکار کرتا ہے لیکن کسی مصلحت یا دنیوی منفعت کی خاطر زبان سے اقرار کرتا ہے، ایسے شخص کو منافق کہا جاتا ہے، منافق کافر سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ ①

ھ) **کُفر زندقہ یا کُفر الحاد:** یہ ایسا کفر ہے کہ اس کا مرتکب بظاہر تمام ضروریات دین کو تسلیم کرتا ہے اور بظاہر مُسلمان معلوم ہوتا ہے، لیکن کسی امر ضروری کی ایسی تشریح کرتا ہے جو اُمور مسلمہ فی الدین کے یا قطعیات کے خلاف ہے، جیسے لاہوری، قادیانی وغیرہ بہت سے امور ضروریہ کی غلط تشریح کرتے ہیں جو قطعیات کے خلاف ہوتی ہے، اس بناء پر یہ زندیق کافر کہلاتے ہیں۔ ②

⑱ اہل قبلہ اور مؤل کو کافر نہیں کہنا چاہئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جو معاشرہ میں مُسلمان سمجھا جاتا ہو اسے مُسلمان ہی سمجھا جائے، جب تک کہ وہ ضروریات دین میں کسی چیز کا انکار نہ کرے۔ اگر کسی ایک امر ضروری کا انکار کر دیں تو وہ اہل قبلہ نہ ہوں گے۔ اسی طرح مؤل سے مراد وہ شخص ہے جو غلط بات کو غلط دلیل سے ثابت کرتا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ اس کی تاویل سے قطعیات، امور مسلمہ فی الدین یا ضروریات دین پر زَد نہ پڑتی ہو اس طرح کے مؤل کو کافر نہیں کہنا چاہئے، لیکن اگر مؤل، تاویل کرتے ہوئے قطعیات کا انکار کر دے یا ضروریات دین کا انکار کر دے تو ایسا مؤل امرِ ضروری کے انکار کی بناء پر کافر ہو جائے گا، اور ایسی تاویل اس کو کُفر سے نہیں بچا سکے گی۔ ③

---

① اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللّٰہ (المنافقون /۱)، واما کفر النفاق فبان یقر بلسانہ، ویکفر بقلبہ (فیض الباری: ۷۱/۱)

② أفتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض (البقرۃ /۸۵)، وان اعترف بہ ظاھرا أو باطنا لکنہ یفسر بعض ما ثبت بالدین ضرورۃ بخلاف ما فسرہ الصحابۃ والتابعون وأجمعت علیہ الامۃ فھو (الزندیق)…. کما اذا اعترف بان القرآن حق، وما فیہ من ذکر الجنۃ والنار حق لکن المراد بالجنۃ الابتھاج الذی یحصل بسبب الملکات المحمودۃ والمراد بالنار ھی الندامۃ التی تحصل بسبب الملکات المذمومۃ ولیس فی الخارج جنۃ ولا نار (فیض الباری: ۷۱/۱)

③ أفتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوۃ الدنیا ویوم

⑲ فقہاء نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص کے کلام میں ننانوے[99] احتمالات کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان کا ہو تو اسے کافر نہیں کہنا چاہئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ایسا مبہم کلام کیا جس میں کُفر کا احتمال تھا لیکن اس نے اس احتمال کُفر کو مطلب سے انکار کیا یا اس کی وضاحت سے پہلے پہلے فوت ہو گیا تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا، اور اگر اس کو وضاحت کرنے کا موقع ملا، اور اس نے ایسی وضاحت کی جس سے ضروریات دین کا انکار لازم آتا ہو تو ایسا شخص یقیناً کافر ہے۔

اسی طرح فقہاء کا یہ قول اس شخص کے بارے میں ہے جس کے کسی جملہ سے کُفر کا احتمال نکلتا ہو لیکن اس کی پوری زندگی صحیح عقائد اور کتاب وسُنت کے مطابق ہو اور اس کے اس مبہم کلام کے علاوہ قرائن کُفر کی تائید میں یا امور ضروریہ کے انکار کے بارے میں موجود نہ ہوں، لیکن اگر اس شخص کا کوئی اور کلام یا قرائن کفر کی تائید میں یا امور ضروریہ کے انکار میں موجود ہوں تو ایسا شخص بلاشبہ کافر ہے۔ ①

القيمة يردون الى أشد العذاب وما الله بغافل عما تعملون (البقرة / ٨٥)، وفي قصة اهل نجران من الفوائد أن اقرار الكافر بالنبوة لا يدخله في الاسلام حتى يلتزم أحكام الاسلام (فتح البارى : ٨/ ١١٩)، فلا نزاع في كفر أهل القبلة المواظب طول العمر على الطاعات باعتقاد قدم العالم، ونفي الحشر، ونفي العلم بالجزئيات، ونحو ذلک، وكذا بصدور شئ من موجبات الكفر عنه (شرح المقاصد : ٣/ ٤٦١)، ثم اعلم أن المراد بأهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الأجساد وعلم الله بالكليات والجزئيات وما أشبه ذلک من المسائل فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم أو نفي الحشر أو نفي علمه سبحانه بالجزئيات لا يكون من أهل القبلة، وأن المراد بعدم تكفير أحد من أهل القبلة عند أهل السنة أنه لا يكفر مالم يوجد شئ من أمارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شئ من موجباته (شرح فقه اكبر / ١٥٤

① وفي الخلاصة وغيرها اذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي أن يميل الى الوجه الذي يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم زاد في البزازية الا اذا صرح بارادته موجب الكفر فلا ينفعه التاويل حينئذ (بحر الرائق : ٥/ ٢٥)، ونقل صاحب المضمرات عن الذخيرة: أن في المسئلة اذا كان وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتي أن يميل الى الذي يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم ثم إن كان نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم، وان كان نية

⑳ جو شخص غیر شرعی قوانین کو اسلامی قانون سے افضل سمجھتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، اسی طرح جو شخص اسلامی قوانین کے بر خلاف قانون کا قائل ہے وہ بھی کافر ہے مثلاً جو یہ کہتا ہے کہ چور کی سزا صرف ایک ماہ قید ہے یا زانی کی سزا صرف دس کوڑے ہے یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔①

㉑ اسلامی احکام کا بسبب اسلامی احکام مذاق اڑانا یا استہزاء کرنا کفر ہے، اگر ایسا کرنے سے کسی شخص کا استہزاء مقصود ہو، اسلامی احکام کا استہزاء مقصود نہ ہو تو کفر نہیں۔②

الوجہ الذی یوجب التکفیر لا ینفعہ فتوی المفتی ویؤمر بالتوبۃ والرجوع عن ذلک وبتجدید النکاح بینہ وبین امرأتہ (شرح فقہ اکبر/١٩٢)

① ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولئک ھم الکفرون (المائدہ/٤٤)، ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (آل عمران/٨٥)، من تمنی أن لا یکون اللّٰہ حرم الزنا أو القتل بغیر حق أو الظلم أو أکل مالا یکون حلالا فی وقت من الأوقات یکفر.... وفی الجواہر: من أنکر حرمۃ الحرام المجمع علی حرمتہ أو شک فیھا: أی یستوی الأمر فیھا کالخمر والزناء واللواطۃ والرباء أوزعم أن الصغائر والکبائر حلال، کفر (شرح فقہ اکبر/١٨٧-١٨٨)

② قل أباللّٰہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم (التوبۃ/٦٥-٦٦)، والاستھزاء بحکم من أحکام الشرع کفر (شرح فقہ اکبر/١٧٦) من سمع قراءۃ القرآن فقال استھزاء بھا: صوت طرفۃ کفر: أی نغمۃ عجیبۃ وانما یکفر اذا قصد الاستھزاء بالقراءۃ نفسھا، بخلاف ما اذا استھزاء بقارئھا من حیثیۃ قبح صوتہ فیھا وغرابۃ تأدیۃ لھا (شرح فقہ اکبر/١٦٧)، والاستھزاء علی الشریعۃ کفر لأن ذلک من أمارات التکذیب وعلی ھذہ الأصول أی کفر المستحل والمستحلین والمستھزئ۔ (نبراس/٣٣٩)

شرک

۴۲ کفر کی ایک قسم شرک بھی ہے، شرک کہتے ہیں ۔
"اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ،اس کی صفات یا اس کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرنا"۔ ①

۴۳ شرک فی الذات کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی خدائی میں کسی کو شریک کرنا، جیسے عیسائی تین خدا مانتے ہیں، آتش پرست دو خدا مانتے ہیں، ہندو اور بتوں کو پوجنے والے بہت سارے خدا مانتے ہیں، یہ سب شرک فی الذات ہے۔ ②

۴۴ شرک فی الصفات کا معنی یہ ہے کہ غیر اللہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی الوہیت اور خدائی میں تو شریک نہ ٹھہرایا جائے ،البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ جو صرف اسی کے لئے ثابت ہیں، ان میں دوسروں کو شریک کیا جائے۔ اس شرک کی چند موٹی موٹی اقسام ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

۴۵ شرک فی العبادات، جو کام اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی تعظیم اور بڑائی کی خاطر اپنے بندوں کیلئے جاری فرمائے ہیں، ان کاموں کو عبادت کہا جاتا ہے، مثلاً نماز پڑھنا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، اس کے گھر کا طواف کرنا، روزہ رکھنا وغیرہ، جو ایسے کاموں میں غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک کرتا ہے، وہ شرک فی العبادت کا مرتکب ہے، مثلاً غیر اللہ کو سجدہ کرنا، رکوع کرنا، یا اس کے لئے نماز کی طرح قیام کرنا، یا کسی قبر کو سجدہ کرنا، یا کسی نبی، ولی، پیر یا امام کے نام کا روزہ رکھنا، غیر اللہ کے نام کی قربانی کرنا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی کے گھر یا قبر کا بیت اللہ کی طرح طواف کرنا، کسی سے اللہ کی طرح حاجتیں مانگنا، غیر اللہ کو اللہ

---

① قل انما أدعوا ربی ولا أشرک به أحدا۔ (الجن /۲۰)، وان قال بالهین أو أکثر خص باسم المشرک لاثباة الشریک فی الألوهیة (شرح المقاصد: ۳/۴٦۰)

② لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰه هو المسیح ابن مریم وقال المسیح یبنی اسرائیل اعبدوا اللّٰه ربی وربکم انه من یشرک بالله فقد حرم اللّٰه علیه الجنة ومأوه النار وما للظلمین من أنصار لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰه ثلث ثلثة وما من اله الا اله واحد (المائدہ /۲۷۔۳۷)

کی طرح پکارنا وغیرہ سب شرک فی العبادت ہے۔ ①

㉖ شرک فی الحکم، حاکم یعنی حکم دینے والی ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے، کسی چیز کا حلال ہونا، یا حرام ہونا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حلال یا حرام کرنے کی وجہ سے ہے، کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں غیر اللہ کو شریک کرے تو وہ شرک فی الحکم کا مرتکب ہے، مثلاً کسی پیر یا ولی کی منع کردہ چیزوں کو حرام سمجھ لینا، جن کاموں کا پیر نے حکم کیا اس کو اللہ کے فرض کی طرح فرض اور ضروری سمجھ لینا، یا غیر اللہ کے حکم کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرح ماننا وغیرہ شرک فی الحکم ہے۔ ②

㉗ شرک فی العلم، علم غیب اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے، علم غیب اس علم کو کہتے ہیں جو کلی اور ذاتی ہو، جو علم جزئی یا عطائی ہو، وہ علم غیب نہیں ہوتا، جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں غیر اللہ کو شریک کرے وہ شرک فی العلم کا مرتکب ہے، مثلاً یہ سمجھے کہ فلاں نبی یا فلاں ولی علم غیب جانتے تھے، یعنی انہیں کائنات کے ذرّے ذرّے کا علم ہے، یا وہ اپنی زندگی میں یا مرنے کے بعد ہمارے تمام حالات سے باخبر ہیں یا انہیں دور نزدیک کی تمام چیزوں کی خبر ہے، یہ شرک فی العلم ہے۔ ③

---

① وقضی ربک ألا تعبدوا الا اياه (بنی اسرائيل/ ٢٣)، وجعلوا الله مما ذرأ من الحرث والانعام نصيبا فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشركائنا فما كان لشركائهم فلا يصل الى الله وما كان لله فهو يصل الى شركائهم ساءما يحكمون (الأنعام/ ١٣٧)، انما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله (البقرة/ ١٧٣)، قل ان صلاتی ونسكی ومحيای ومماتی لله رب العلمين (الأنعام/ ١٦٣)، يؤفون بالنذر ويخافون يوما كان شره مستطيرا (الدهر/ ٧)، قال رسول الله ﷺ لاتطرونی كما أطرت النصاری عيسی ابن مريم فانما انا عبده ولكن قولوا: عبد الله ورسوله (صحيح بخاری: ١/ ٤٩٠)، قال رسول الله ﷺ لعن الله اليهود والنصاری اتخذوا قبور أنبيائهم مساجدا (صحيح بخاری: ١/ ١٧٧)، قال رسول الله ﷺ لا تجعلوا بيوتكم قبورا ولا تجعلوا قبری عيدا وصلوا علی فان صلاتكم تبلغنی حيث كنتم (سنن أبو داؤد: ١/ ٢٨٦)، قال علی رضی الله عنه حدثنی رسول الله ﷺ بأربع كلمات: لعن الله من لعن والده ولعن الله من ذبح لغير الله، ولعن الله من آوی محدثا، ولعن الله من غير منار الأرض (صحيح مسلم: ٢/ ١٦٠)

② اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله .... سبحانه عما يشركون (التوبة/ ١٣)، أفحكم الجاهلية يبغون ومن أحسن من الله حكما لقوم يوقنون (المائدة/ ٥٠)

③ والله بكل شیء عليم (البقرة/ ٢٨٢)، لا يعزب عنه مثقال ذرة فی السموٰت ولا فی الأرض (سبا/ ٣)، يعلم ما

(۲۸) شرک فی القدرت، اللہ تعالیٰ کے لئے صفت قدرت ثابت ہے کہ وہ ذات قادر مطلق ہے، کوئی چیز اسکی قدرت سے باہر نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ صفت کسی دوسرے کیلئے ثابت کرنا شرک فی القدرت کہلاتا ہے، مثلاً عقیدہ رکھنا کہ پیر بھی بیٹا یا بیٹی دے سکتے ہیں اور اسی وجہ سے بیٹے کا نام "پیراں دتہ" رکھنا، یا یہ عقیدہ رکھنا کہ کوئی نبی یا ولی بارش برسا سکتے ہیں، یا مُرادیں پوری کر سکتے ہیں یا مقدمہ میں کامیاب کرا سکتے ہیں، یا روزی دے سکتے ہیں، یا روزی میں فراخی پیدا کر سکتے ہیں، یا زندگی موت ان کے قبضہ میں ہے، یا کسی کو نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں، یہ سب شرک فی القدرت ہے۔[1]

(۲۹) شرک فی السمع والبصر، سمع کا معنی سُننا، اور بصر کا معنی دیکھنا، اللہ تعالیٰ کے لئے

یسرون وما یعلنون (البقرة /۷۷ النحل /۲۷)، وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو (الأنعام/ ٥٩)، ويعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة الا يعلمها ولا حبة فی ظلمت الأرض ولا رطب ولا يابس الا فی كتاب مبين (الانعام/ ٥٩)، هو أعلم بكم اذ أنشا كم من الأرض واذ أنتم اجنة فی بطون امهتكم (النجم/ ٢٣)، ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث .... بای ارض تموت (لقمان/ ٣٤)، قال ابن عباس: هذه خمسة لا يعلمها ملک مقرب ولا نبی مصطفی فمن ادعی أنه يعلم شيئا من هذه فانه كفر بالقرآن لانه خالفه (تفسير خازن: ٣/ ٤٤٥)، والتحقيق أن الغيب ما غاب عن الحواس والعلم الضروری والعلم الاستدلالی وقد نطق القرآن بنفی علمه عمن سواه تعالی فمن ادعی أنه يعلمه كفر ومن صدق المدعی كفر (نبراس/ ٣٤٣)

[1] ان الذين تدعون من دون الله لن يخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له (حج/ ٧٣)، قل ادعوا الذين زعمتم من دون الله لا يملكون مثقال ذرة فی السموت ولا فی الأرض وما لهم فيهما من شرک وماله منهم من ظهير (سبا/ ٢٢)، والذين تدعون من دونه ما يملكون من قطمير ان تدعوهم لا يسمعوا دعاء كم ولو سمعوا ما استجابوا لكم ويوم القيمة يكفرون بشرككم ولا ينبئک مثل خبير (فاطر/ ١٣-١٤)، ولا تدع من دون الله ما لا ينفعک ولا يضرک فان فعلت فانک اذا من الظلمين وان يمسسک الله بضر فلا كاشف له الا هو وان يردک بخير فلا رآد لفضله (يونس ١٠٦-١٠٧)، لله ملک السموت والأرض يخلق ما يشاء يهب لمن يشاء اناثا ويهب لمن يشاء الذكور أو يزوجهم ذكرانا واناثا ويجعل من يشاء عقيما انه عليم قدير (شوری/ ٤٩-٥٠)، قال شاه ولی الله رحمه الله: حقيقة الشرک أن يعتقد انسان فی بعض المعظمين من الناس ان الآثار العجيبة الصادرة منه انما صدرت لكونه متصفا بصفة من صفات الكمال مما لم يعهد فی جنس الانسان بل يختص بالواجب جل مجده لا يوجد فی غيره الا ان يخلع هو خلعة الالوهية على غيره أو يغنی غيره فی ذاته ويبقی بذاته أو نحو ذلک مما يظنه هذا المعتقد من الخرافات (حجة الله البالغة: ١/ ١٤٤)

خاص قسم کا سُننا اور خاص قسم کا دیکھنا ثابت ہے، جس کی تفصیل توحید کے بیان میں آرہی ہے، ایسا سُننا اور ایسا دیکھنا مخلوق میں سے کسی کیلئے ثابت نہیں، کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں نبی یا ولی ہماری تمام باتوں کو دُور و نزدیک سے سن لیتے ہیں، ہمیں یا ہمارے تمام کاموں کو ہر جگہ سے دیکھ لیتے ہیں، شرک فی السمع والبصر ہے۔①

㉚ **شرک فی الصفات:** ہر جگہ حاضر ناظر اور ہر جگہ موجود صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نبی یا کسی ولی کے لئے یہ صفت ماننا بھی شرک فی الصفات ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات جن کا بیان توحید کے باب میں آئے گا، ان میں سے کسی ایک صفت میں غیر اللہ کو شریک کرنا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔②

㉛ کفر و شرک ایسا بد ترین جرم ہے کہ کافر و مشرک کی کبھی معافی نہیں ہوگی اور نہ ہی ان کی بخشش ہوگی، یہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔③

㉜ دُنیا کے بارے میں کافر و مشرک کی دعا قبول ہو سکتی ہے، لیکن آخرت کے بارے میں کسی کافر و مشرک کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔④

---

①ان تدعوهم لا يسمعوا دعاء كم ولو سمعوا ما استجابوا لكم (الفاطر / ١٤)، واذا سألك عبادى عنى فانى قريب أجيب دعوة الداع اذا دعان (البقرة/ ١٨٦)، قد سمع الله قول التى تجادلك فى زوجها وتشتكى الى الله والله يسمع تحاور كما ان الله سميع بصير (المجادلة / ١)، والذين يدعون من دونه لا يستجيبون لهم بشئ الا كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه (الرعد/ ١٤)

②وما تكون فى شأن وما تتلوا منه من قرآن ولا تعملون من عمل الا كنا عليكم شهودا اذ تفيضون فيه (يونس / ٦١)، الم تر أن الله يعلم ما فى السموت وما فى الأرض ما يكون من نجوى ثلثه الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم ولا أدنى من ذلك ولا أكثر الا هو معهم أين ما كانوا ثم ينبئهم بما عملوا يوم القيمة ان الله بكل شئ عليم (المجادلة / ٧)

③ان الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء (النساء/ ٤٨-١١٦)، انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة (المائدة / ٧٢)، ان الذين كفروا من أهل الكتاب والمشركين فى نار جهنم خلدين فيها (البينه/ ٦)

④فاذا ركبوا فى الفلك دعوا الله مخلصين له الدين فلما نجّهم الى البر اذا هم يشركون (العنكبوت / ٦٥)، فيكشف ما تدعون اليه ان شاء وتنسون ما تشركون (الأنعام / ٤١)، ولو ترى اذ وقفوا على النار فقالوا يليتنا نرد ولا نكذب بآيات ربنا ونكون من المؤمنين بل بدا لهم ما كانوا يخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه وانهم لكذبون (الأنعام / ٢٧-٢٨)

وجودِ باری تعالیٰ

① اللہ تعالیٰ خود بخود موجود ہے، اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں۔

② اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے، یعنی اسکا موجود ہونا ضروری ہے اور اس کا عدم (نہ ہونا) محال یعنی ناممکن ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز واجب الوجود نہیں۔ ①

④ اللہ تعالیٰ کے دو طرح کے نام ہیں، ایک ذاتی، دوسرے صفاتی، ذاتی نام اللہ ہے، صفاتی نام احادیث مبارکہ میں ننانوے 99 بتلائے گئے ہیں جو کہ مشہور و معروف ہیں، یہ ننانوے 99 نام اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کمالیہ کی بنیاد اور اصل ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف یہی ننانوے 99 نام ہیں ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اور نام نہیں ہیں، بلکہ ان کے علاوہ اور بھی بے شمار نام ہیں جن میں سے بعض قرآن وحدیث میں ذکر فرمائے گئے ہیں، مثلاً: ذو الفضل، ذی المعارج، ذی الطول، ملیک، اکرم، رفیع، قاہر، شاکر، دائم، وتر، فاطر، وغیرہ۔ ②

---

① یا أیہاالناس أنتم الفقراءالی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید(فاطر /۱۵)، وبیانہ أن الواجب الوجود لذاتہ واجب الوجود من جمیع جہاتہ کأسمائہ وصفاتہ....وقد ثبت أنہ واجب الوجود(شرح فقہ اکبر /۱۵،۱٦)، والمحدث للعالم ھو اللہ تعالی أی الذات الواجب الوجود.... انما ھو من حیث کونہ واجب الوجود.... الذی یکون وجودہ من ذاتہ أی ذاتہ علۃ تامۃ لوجودہ.... ولا یحتاج الی شیٔ اصلا أی فی وجودہ(نبراس /٦۹، ۷۹)، عندی.... لانہ وقع فی کلام الضریری وھو امام ھؤلآءالقوم ھکذا واجب الوجود لذاتہ مذکوریست کہ نظیر ندارد وازلاً وابداً موجود باشد وفرض عدم وے محال باشد وموجب وجود وذات وے باشد وآں خدائے تعالی است وصفات وے جل شانہ(نبراس /۱۰۷)

② وللہ الأسماءالحسنی فادعوہ بہا (الأعراف / ۱۸۰) ،واللہ یختص برحمتہ من یشاءواللہ ذو الفضل العظیم(البقرۃ /۱۰۵)،من اللہ ذی المعارج (المعارج/۳)، غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول(غافر /۳)،فی مقعد صدق عندملیک مقتدر(القمر /۵۵)،وربک الأکرم(العلق/۳)،رفیع الدرجات ذوالعرش (المومن /۱۵)،وھو القاہر فوق عبادہ(الانعام/۱۸)،فان اللہ شاکر علیم(البقرہ/۱۵۸)، الحمدللہ

⑤ اللہ تعالیٰ کے لئے صفت قدرت بھی ثابت ہے کہ وہ ذات قادر مطلق ہے، کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے، عجز کا وہاں نام ونشان نہیں۔[1]

⑥ اللہ تعالیٰ کے لئے صفت ارادہ بھی ثابت ہے، یعنی اپنے ارادہ واختیار سے جو چاہتا ہے کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے وجود بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے معدوم کر دیتا ہے، اس نے ازل میں جو ارادہ کیا تھا، اسی کے مطابق ہو رہا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ اسی کے مطابق ہوتا رہے گا، وہ جس کا ارادہ کرتا ہے وہ ہو کے رہتا ہے، کوئی چیز بھی اس کے ارادہ واختیار سے باہر نہیں۔[2]

⑦ اللہ تعالیٰ کو صفت سمع بھی حاصل ہے، سمع کا معنی ہے: سُننا یعنی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی ہر بات کو سُنتا ہے، ایک کی بات سُننے سے، اسے دوسروں کی بات سُننے میں رکاوٹ نہیں ہوتی، وہ بیک وقت انسانوں، فرشتوں، جنوں، جانوروں، پرندوں، پانی میں مچھلیوں، کیڑے

فاطر السموت والأرض (فاطر /١)، عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: ان اللّٰه تسعة وتسعین اسماء مائة الا واحد، من احصاها دخل الجنة وان اللّٰه وتر یحب الوتر (صحیح مسلم: ٢/ ٣٤٢)، ذهب المحققون الی أن اللّٰه علم للذات (شرح المقاصد: ٣/ ٢٥٨)، واللّٰه اسم للذات المقدسة فقط أو مع الصفات الكاملة

(نبراس /٣)

[1] قل هو القادر علی أن یبعث علیکم عذابا من فوقکم (الأنعام /٦٥)، بلی قدرین علی أن نسوی بنانه (القیامة /٤) وانا علی أن نریک ما نعدهم لقدرون (المؤمنون: ٩٥)، وکان اللّٰه علی کل شیئ مقتدرا (الکهف /٤٥)، وما کان اللّٰه لیعجزه من شیئ فی السموت ولا فی الأرض انه کان علیما قدیرا (فاطر /٤٤)، قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی دعاء الاستخارة: اللهم انی أستخیرک بعلمک وأستقدرک بقدرتک (صحیح بخاری: ١/ ١٥٥)، وقادر بقدرته التی هی صفته الأزلیة السرمدیة والمعنی أنه اذا قدر علی شیئ فانما یقدر علیه بقدرته القدیمة لا بالقدرة الحادثة کما توجد للأشیاء الممکنة فهو الحی القیوم (شرح فقه اکبر /١٦)، الکلام فی القدرة هی الاختیار فی الفعل والترک وأجمع أهل السنة علی أن الحق سبحانه فاعل بالقدرة فان شاء لم یفعل (مرام الکلام /٢١)

[2] یرید اللّٰه بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (البقره /١٨٥)، انما قولنا لشیئ اذا أردناه أن نقول له کن فیکون (النحل /٤٠)، ولو شاء ربک لامن من فی الأرض کلهم جمیعا (یونس /٩٩)، مذهب أهل الحق أن کل ما أراد اللّٰه تعالی فهو کائن، وأن کائن فهو مراد له، وان لم یکن مرضیا، ولا مامورا به، بل منهیا عنه، وهذا ما اشتهر من السلف أن ما شاء الله کان ومالم یشاء لم یکن (شرح المقاصد: ٣/ ١٠٠)

مخلوق کی مختلف زبانوں سے اسے کسی قسم کا کوئی اِشتباہ نہیں ہوتا، اتنی زبردست قُوت سماعت کے باوجود وہ کانوں سے پاک ہے۔ [1]

⑧ اللہ تعالیٰ کے لئے صفت بصر بھی ثابت ہے، بصر کا معنی ہے: دیکھنا، اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے، کوئی چیز روشنی میں ہو یا اندھیرے میں، نزدیک ہو یا دُور، دن میں ہو یا رات میں، بڑی ہو یا چھوٹی، مخلوق کو نظر آئے یا نہ آئے، اللہ تعالیٰ سب کو ہر وقت یکساں طور پر دیکھتا ہے، کسی بھی وقت کوئی چیز اس سے چُھپ نہیں سکتی۔ بایں ہمہ وہ مخلوق جیسی آنکھوں سے اور آنکھوں کی ہر قسم کی شکل و صُورت سے پاک ہے۔ [2]

⑨ اللہ تعالیٰ صفت خلق اور صفت تکوین کے ساتھ بھی موصوف ہیں، خلق کا معنی پیدا کرنا اور تکوین کا معنی وجود میں لانا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو پیدا کرتے ہیں اور وجود میں لاتے ہیں۔ [3]

---

[1] فاستعذ بالله انه هو السميع البصير (غافر/٥٦)، ليس كمثله شئ (الشورىٰ/١١) عن ابی الموسی الأشعری رضی اللّٰہ عنه قال وكنا مع النبی ﷺ فی سير فكنا اذا أشرفنا على وادٍ هللنا وكبرنا ارتفعت اصواتنا، فقال النبی ﷺ: ايها الناس أربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون أصم ولا غائبا انه معكم انه سميع قريب (صحيح بخاری: ١/٤٢٠)، فانه تعالىٰ سميع بالأصوات والحروف والكلمات بسمعه القديم الذی هو نعت له فی الأزل (شرح فقه اكبر/١٨)، قال فی أنه حی سميع بصير شهدت به الكتب الالهية وأجمع عليه الأنبياء، بل جمهور العقلاء (شرح المقاصد: ٣/١٠٠)

[2] انه كان بعباده خبيرا بصيرا (الأسراء/٣٠)، ليس كمثله شئ (الشورى/١١)، عن ابی هريرة رضی اللّٰہ عنه عن النبی ﷺ فی حديث الايمان قال: يا محمد ما الاحسان؟ قال: أن تعبد اللّٰه كأنک تراه فانک ان لم تكن تراه فانه يراک (صحيح بخاری: ١/١٢)، وبصير بالاشكال والألوان بابصاره القديم الذی هو له صفة فی الأزل فلا يحدث له سمع بحدوث سموع ولا بصر بحدوث مبصر، فهو السميع البصير يسمع ويرى، لا يعزب على سمعه سموع وان خفی غاية السر، ولا يغيب عن رؤيته مرئی وان دق فی النظر، بل يرى دبيب النملة السوداء فی الليلة الظلماء على الصخرة الصماء (شرح فقه اكبر/١٨)

[3] انما امره اذا اراد شيأ ان يقول له كن فيكون (يس/٨٢)، هل من خالق غير اللّٰه يرزقكم من السماء والأرض (فاطر/٣) هو اللّٰه الخالق الباری المصور (الحشر/٢٤)، والتكوين والخلق والتخليق والايجاد والاحداث والاختراع ونحو ذلک .... صفة اللّٰه تعالىٰ لاطباق العقل والنقل على أنه خالق للعالم مكون

⑩ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے مگر اس کو اس کی حاجت اور ضرورت نہیں ہے اور کیفیت استویٰ ہمیں معلوم نہیں، وہ عرش وغیر عرش کل عالم کا محافظ ہے۔ ①

⑪ اللہ تعالیٰ صفت معیت کے ساتھ بھی متصف ہے۔ معیت الٰہی کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم، سمع، بصر اور احاطہ کے اعتبار سے اپنی مخلوق اور بندوں کے ساتھ ہے اس کو معیت عامہ کہا جاتا ہے دوسری معیت خاصہ ہے جو خاص مومنین کیلئے ہے اور اس معیت کا معنی بندوں کی نصرت، تائید اور حفاظت ہے اس کی معیت اور قرب مخلوق کی معیت اور مخلوق کے قرب کی طرح نہیں ہے۔ ②

⑫ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے رزق کا ذمہ لیا ہے، حلال کا نہیں، رزق جیسے حلال ہوتا ہے حرام بھی رزق ہوتا ہے، رزق کیلئے حلال ہونا ضروری نہیں۔ ③

⑬ نیک اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور بُرا اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے، یہ قُرب و بُعد مسافت کے اعتبار سے نہیں بلکہ یہ قُرب بلا کیف ہے اور یہ بُعد بھی بلا کیف ہے۔ ④

والاحداث والاختراع ونحو ذلک .... صفة اللّٰه تعالی لاطباق العقل والنقل علی أنه خالق للعالم مکون له (شرح العقائد/٦٤)

① الرحمن علی العرش استوی (طه/٥)، وهو مستغن عن العرش ومادونه محیط بکل شئ وفوقه، وقد أعجز عن الاحاطة خلقه (عقیده طحاویه مع الشرح/٢٨٠)، وقال الامام الأعظم رحمه اللّٰه تعالی فی کتابه الوصیة: نقر بأن اللّٰه علی العرش استوی من غیر أن یکون له حاجة الیه واستقرار علیه، وهو الحافظ للعرش وغیر العرش....ونعم ما قال الامام مالک رحمه اللّٰه حیث سئل عن ذلک الاستواء فقال: الاستواء معلوم، والکیف مجهول، والسؤال عنه بدعة، والایمان به واجب (شرح فقه اکبر/٣٨)

② یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللّٰه وهو معهم (النساء/١٠٨)، وهو معکم أین ما کنتم واللّٰه بما تعملون بصیر (الحدید/٤)، قال النبی ﷺ: ایها الناس أربعوا علی أنفسکم فانکم لا تدعون أصم ولا غائبا انه معکم انه سمیع قریب (صحیح بخاری: ١/٤٢٠)

③ ومامن دآبة فی الأرض الا علی اللّٰه رزقها (هود/٦)، الرزق ما ساقه اللّٰه الی الحیوان فانتفع به، فکل یستوفی رزقه ولا یاکل احد رزق أحد (شرح المقاصد: ٣/٢٣٦)، والحرام رزق لأن الرزق اسم لما یسوقه اللّٰه تعالی الی الحیوان فیأکله وذلک قد یکون حلالا وقد یکون حراما وهذا أولی من تفسیره بما یتغذی به الحیوان لخلوه عن معنی الاضافة الی اللّٰه تعالی مع أنه معتبر فی مفهوم الرزق (شرح العقائد/٩٥)

④ (ولکن المطیع قریب منه بلا کیف) أی من غیر التشبیه (والعاصی بعید عنه بلا کیف) أی بوصف

⑭ جو شخص اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر ہے وہ بے دین اور کافر ہے اور اس جرم کی پاداش میں ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ ①

⑮ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص و عیب، کمزوری و محتاجی اور تمام لوازمات و عاداتِ بشریہ مثلاً پیدا ہونا، بیماری، صحت، بچپن، جوانی، بڑھاپا، نیند، اُونگھ، تھکاوٹ اور نسیان وغیرہ سے پاک ہے۔ ②

⑯ اللہ تعالیٰ ہی نے ہر چیز کو وجود بخشا ہے اور ہر چیز کے خواص اور تاثیر کا بھی وہی خالق ہے، کوئی چیز ذاتی طور پر مؤثر، مفید یا نقصان دہ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز میں مؤثر حقیقی ہے اور ہر چیز کا نفع اور نقصان اسی کے قبضہ میں ہے۔ ③

⑰ مخلوق کی زندگی اور موت، صحت اور بیماری، اچھائی اور برائی سب اسی کے قبضہ میں ہے، وہ جب تک چاہتا ہے مخلوق کو زندہ رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے اسکو موت دے دیتا ہے، اسی طرح جب تک چاہے گا کائنات کو باقی رکھے اور جب چاہے گا اس کو فناء کر کے قیامت بَرپا کر دے گا۔ ④

⑱ اللہ تعالیٰ جب آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں تو ان کا نزول بلا کیف ہوتا ہے اور جب قیامت کے دن میدان محشر میں نزول فرمائیں گے تو ان کا نزول بلا کیف ہو گا۔ ⑤

التنزیہ (شرح فقہ اکبر / ١٠٤)

① وقال القاضی : (أبو بکر الباقلانی رحمہ اللہ) الکفر هو الجحد باللہ وربما یفسر الجحد بالجهل (شرح المقاصد: ٣/٤٥٩)

② اللہ لا الہ الا هو الحی القیوم لا تاخذہ سنة ولا نوم (البقرہ / ٢٥٥)، لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا أحد (الاخلاص / ٣، ٤)، ألکم الذکر وله الأنثی تلک اذا قسمة ضیزی (النجم / ٢١، ٢٢)، سبحان ربک رب العزة عما یصفون الخ (الضفت / ١٨٠)

③ قل اللہ خلق کل شیٔ وهو الواحد القهار (الرعد / ١٦)، نسقیکم مما فی بطونه من بین فرث و دم لبناً خالصاً (النحل / ٦٦)، وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف له الا هو (یونس / ١٠٧)

④ الا انه بکل شیٔ محیط (فصلت / ٥٤)، وأنه هو اضحک وابکی۔ وأنه هو أمات وأحیا (النجم / ٤٣۔٤٤)، ثم اماته فاقبرہ۔ ثم اذا شاء انشرہ (عبس / ٢١، ٢٢)

⑤ وجاء ربک (الفجر / ٢٢) هل ینظرون الا أن یاتیهم اللہ (البقرہ / ٢١٠)، عن ابی هریرة أن رسول اللہ ﷺ

⑲ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں تغیر اور فنا نہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہمیشہ باقی رہے گی اور اس کی صفات بھی ہمیشہ باقی رہیں گی، اس کے سوا ہر مخلوق فانی ہے اور ہلاک ہونے والی ہے۔ ①

⑳ اللہ تعالیٰ کسی چیز کیساتھ متحد نہیں ہوتا، جیسے دو چیزیں مل کر ایک ہو جاتی ہیں، جیسے برف پانی میں گھل کر پانی ہو جاتی ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول کرتا ہے، حلول کا معنی ہے: ایک چیز کا دوسری چیز میں سما جانا، پیوست ہو جانا' ایک چیز کا دوسری چیز میں حل ہو جانا' جیسے کپڑے میں کوئی رنگ حلول کرتا ہے یعنی پیوست ہوتا ہے، اور حل ہو جاتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کر گیا تھا، ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان' حیوان' درخت اور پتھر میں حلول کرتا ہے۔ ②

۲۱ اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں، نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے۔ نہ ہی اس کے بیوی بچے اور خاندان ہے۔ ③

قال:ینزل ربنا تبارک وتعالی کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر (صحیح بخاری:۱/۱۵۳)
وقد سئل ابو حنیفه رحمه الله عما ورد :من أنه سبحانه ینزل من السماء فقال ینزل بلا کیف (شرح فقه اکبر/۳۸)

① لا اله الا هو کل شئ هالک الا وجهه له الحکم والیه ترجعون (قصص/۸۸)، کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذو الجلل والاکرام (الرحمن: ۲۶، ۲۷)، قال النبی ﷺ: اللهم أنت الأول فلیس قبلک شئ، وأنت الآخر فلیس بعدک شئ (صحیح مسلم:۲/۳۴۸)، قوله (لا یفنی ولا یبید) اقرار بدوام بقائه سبحانه وتعالی.... والفناء والبید متقاربان فی المعنی والجمع بینهما فی الذکر للتاکید....أن الله سبحانه وتعالی لم یزل متصفا بصفات الکمال، صفات الذات وصفات الفعل (عقیده طحاویه مع الشرح/۱۱۳، ۱۱۴)، (لم یحدث له اسم ولا صفة) یعنی أن صفات الله وأسماؤه کلها ازلیة لا بدایة لها، وأبدیة لا نهایة لها، لم یتجدد له تعالی صفة من صفاته ولا اسم من أسمائه، لأنه سبحانه واجب الوجود لذاته الکامل فی ذاته وصفاته (شرح فقه اکبر/۲۳)

② لیس کمثله شئ وهو السمیع البصیر (الشوری/۱۱)، سبحانه وتعالی عما یصفون (الأنعام/۱۰۰)، قال الشیخ فی عقیدته الصغری تعالی الحق تعالی ان تحله الحوادث أو یحلها، وقال فی عقیدته الوسطی اعلم ان الله تعالی واحد باجماع ومقام الواحد یتعالی أن یحل فیه شئ أو یحل فی شئ أو یتحد بشئ (الیواقیت والجواهر: ۱/۶۳)

③ قل هو الله أحد ألله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا أحد (الاخلاص/۱ تا ۴)، ولم تکن له صاحبة

۲۲ اللہ تعالیٰ کا اس جہان میں دیدار نہیں ہو سکتا، آخرت میں اہل جنّت اللہ تعالیٰ کا دِیدار کرینگے، جس کی حقیقت و کیفیت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ [1]

وخلق كل شئ (الأنعام/١٠١)

[1] لا تدركه الابصار وهويدرك الابصار (الانعام/١٠٣)، للذين احسنوا الحسنى وزيادة (يونس/٢٦)، قال النبى صلى الله عليه وآله وسلم: اذا دخل اهل الجنة الجنة قال: يقول الله تبارك وتعالى تريدون شيأ ازيدكم؟ فيقولون الم تبيض وجوهنا؟ الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار؟ قال: فيكشف الحجاب فما اعطوا شيئاً احب اليهم من النظر الى ربهم عزوجل (صحيح مسلم: ١/١٠٠)، ذهب أهل السنة الى أن الله تعالى يجوز أن يرى وأن المؤمنين فى الجنة يرونه منزها عن المقابلة والجهة والمكان (شرح المقاصد: ١/١٣٤)، (والله تعالى يرى) بصيغة المجهول أى ينظر اليه بعين البصر (فى الآخرة) أى يوم القيمة .... بلا كيفية ولا جهة ولا ثبوت مسافة، ومن يرى ربه لا يلتفت الى غيره (شرح فقه اكبر/٨٣)، وأما الاجماع فهو أن الأمة كانوا مجتمعين على وقوع الرؤية فى الآخرة وان الآيات الواردة فى ذلك محمولة على ظواهرها وهذا الاجماع يدل على صحة الرؤية ووقوعها (نبراس/١٦٧)

توحید باری تعالیٰ

① اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔[1]

② اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، یعنی نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہاء۔ وہ قدیم ہے، ازلی ہے ابدی ہے۔

③ اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کی عباداتؒ کے لائق ہے۔

④ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔[2]

⑤ اللہ تعالیٰ ہی حلال اور حرام قرار دینے والا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ حلال و حرام قرار دے۔[3]

⑥ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ میں پہلی صفت حیاۃ ہے۔ صفات ذاتیہ ان صفات کو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان صفات کے ساتھ تو موصوف ہو، ان صفاتؒ کی اضداد کے ساتھ موصوف نہ ہو، مثلاً حیاۃ، قدرت، علم، ارادہ، سمع، بصر، کلام، خلق اور تکوین وغیرہ صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ موصوف ہے، ان صفاتؒ کی ضد، مثلاً: موت، عجز، جہل وغیرہ کے ساتھ موصوف نہیں ہے۔ صفت حیات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حیّ، یعنی

---

[1] لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا (الأنبياء/٢٢)، قل هو الله أحد (الاخلاص/١)، كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلل والاكرام (الرحمن/٢٦، ٢٧)، فقول الشيخ قديم بلا ابتداء، دائم بلا انتهاء هو معنى اسمه الأول والآخر والعلم بثبوت هذين الوصفين مستقر فى الفكر (عقيده طحاويه مع الشرح/١١١)، لما كان الواجب ما يمتنع عدمه لم يحتج بعد اثباته كونه أزليا أبديا (شرح المقاصد: ١٦/٣)

[2] والهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم (البقرة/١٦٣)، انني أنا الله لا اله الا أنا فاعبدني (طه/١٤)، اياك نعبد واياك نستعين (الفاتحه/٤)

[3] انما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله (البقرة/١٧٣)، احل الله البيع وحرم الربوا (البقرة/٢٧٥)، قل من حرم زينة الله التى اخرج لعباده والطيبت من الرزق (الأعراف/٣٢)، قل انما حرم ربى الفواحش ما ظهر منها وما بطن (الأعراف/٣٣)، قال رسول الله ﷺ: انى لست احرم حلالا ولا احل حراما. (صحيح بخارى: ٤٣٨/١)

زندہ ہے، زندگی کی صفت اس کے لئے ثابت ہے، وہ حقیقی زندگی کا مالک ہے ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے اور مخلوق کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ [1]

⑦ اللہ تعالیٰ صفت علم کیساتھ بھی موصوف ہے، علم کا معنی ہے: جاننا، وہ تمام عالم کی ظاہر و پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں، اسے ذرہ ذرہ کا علم ہے، ہر چیز کو اس کے وجود میں آنے سے پہلے بھی اور اسکے ختم ہونے کے بعد بھی جانتا ہے، انسان کے سینے میں مخفی راز سے بخوبی آگاہ ہے، علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لہٰذا جو کچھ ہوا، ہو رہا ہے اور ہو گا اللہ تعالیٰ کو ان سب کا تفصیلی علم ہے۔ [2]

⑧ اللہ تعالیٰ کی صفات میں زمانہ کے اعتبار سے کوئی ترتیب نہیں ہے کہ ایک صفت پہلے ہو اور دوسری بعد میں، بلکہ تمام صفات ازل سے اس کیلئے ثابت ہیں۔ [3]

⑨ اللہ تعالیٰ کی صفات نہ تو عین ذات باری تعالیٰ ہیں کہ ذات اور صفات مفہوم اور معنی کے اعتبار سے بالکل ایک ہی چیز ہوں، کیونکہ صفات، ذات پر زائد ہوتی ہیں تو دونوں بالکل ایک نہ ہوئیں، لہٰذا صفاتِ باری تعالیٰ، ذاتِ باری تعالیٰ کا عین نہ ہوئیں اور صفات باری تعالیٰ نہ ہی غیر ذات باری تعالیٰ ہیں کہ ذات اور صفات میں سے ایک دوسرے کے بغیر موجود ہو، کیونکہ صفات تو ذات کے بغیر اسلئے نہیں ہو سکتیں کہ صفات ذات کے تابع ہو

---

[1] اللّٰہ لا الہ الا ہو الحی القیوم (البقرۃ/ ۲۵۵)، وھو الذی احیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم (الحج/ ۶۶)، ان اللّٰہ فالق الحب والنوی یخرج الحی من المیت ومخرج المیت من الحی ذلکم اللّٰہ فانی تؤفکون (الأنعام/ ۹۵)، لم یزل ولا یزال باسمائہ وصفاتہ الذاتیۃ والفعلیۃ أما الذاتیۃ فالحیاۃ والقدرۃ والعلم (فقہ اکبر مع الشرح/ ۱۵، ۱۶)

[2] ألا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر (الملک/ ۱٤)، ان اللّٰہ لا یخفی علیہ شی ,فی الأرض ولا فی السماء (آل عمران/ ۵) واللّٰہ یعلم مافی السموٰت ومافی الأرض واللّٰہ بکل شئ علیم (الحجرات/ ۱۶)، ویعلم ماتسرون وما تعلنون واللّٰہ علیم بالذات الصدور (التغابن/ ۴)، قالت من أنبأک ھذا قال نبأنی العلیم الخبیر (التحریم/ ۳)، (والعلم) أی من صفات الذاتیۃ، وھی صفۃ أزلیۃ تنکشف المعلومات عند تعلقھا بھا، فاللہ تعالی عالم بجمیع الموجودات لایعزب عن علمہ مثقال ذرۃ فی العلویات والسفلیات، وانہ تعالی یعلم الجھر والسر ومایکون أخفی منہ من المغیبات (شرح فقہ اکبر/ ۱۶)

[3] ان اللّٰہ سبحانہ وتعالی لم یزل متصفا بصفات الکمال.... ولا یجوز أن یعتقد أن اللّٰہ وصف بصفۃ بعد ان لم یکن متصفا بھا، لأن صفاتہ سبحانہ صفات کمال، وفقدھا صفۃ نقص، ولا یجوز أن یکون قد حصل لہ الکمال بعد أن کان متصفا بضدہ (عقیدہ طحاویہ مع الشرح/ ۱۲٤)

تی ہیں اور تابع، متبوع کے بغیر موجود نہیں ہو سکتا اور ذاتِ باری تعالیٰ صفات کے بغیر اسلئے نہیں ہو سکتی کہ اس صورت میں ذاتِ باری تعالیٰ کا صفات کمال کے بغیر ہونا لازم آئیگا اور یہ محال ہے، لہٰذا صفات باری تعالیٰ ذات باری تعالیٰ کا غیر بھی نہ ہوئیں۔ مختصراً اس عقیدے کو یوں بھی کہہ دیا جاتا ہے: صفات باری تعالیٰ نہ عین ذات ہے ں نہ غیر ذات۔ (۱)

(۱۰) اللہ تعالیٰ صفتِ وحدت کیساتھ موصوف ہے، یعنی وہ اپنی ذات میں بھی اکیلا اور تنہاہے اور اپنی صفات میں بھی اکیلا اور تنہا ہے، نہ کوئی اس کی ذات میں شریک ہے اور نہ ہی صفات میں۔ (۲)

(۱۱) اللہ تعالیٰ بلاشرکت غیرے ہر چیز کا خالق ومالک ہے۔ (۳)

(۱۲) اللہ تعالیٰ کی تمام صفات بھی قدیم ہیں، یعنی ہمیشہ سے ہیں۔ (۴)

(۱۳) اللہ تعالیٰ صفت کلام سے بھی موصوف ہیں، کلام کے معنی ہے: بولنا اور باتیں کرنا، یعنی اللہ تعالیٰ متکلم ہیں، کلام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جب تک حضرت موسیٰؑ سے کلام نہیں کیا

---

(۱) الصفة لا عين الموصوف ولا غيره هذا له معنى صحيح هو: أن الصفة ليست عين ذات الموصوف التي يفرضها الذهن مجردة بل هي غيرها، وليست غير الموصوف ،بل الموصوف بصفاته شئ واحد غير متعدد(عقیدہ طحاویہ مع الشرح /١٢٦)، وهي لا هو ولا غيره يعني ان صفات الله تعالى ليست عين الذات ولا غير الذات فلا يلزم قدم الغير ولا تكثر القدماء تفريع على عدم المغايرة(نبراس /١٢٨)

(۲) سبحانه وتعالى عما يقولون علوا كبيرا(الأسرا /٤٣)،ويوم يناديهم فيقول أين شركائى الذين كنتم تزعمون(القصص /٦٢-٧٤)،قل هو الله هو أحد(الاخلاص /١)
(والله تعالى واحد) أي في ذاته.... (ولكن من طريق أنه لا شريك له)أي في نعته السرمدى لا في ذاته ولا في صفاته ولا نظير له ولا شبيه له۔(شرح فقه اكبر /١٤)

(۳) خلق السموت والأرض بالحق تعلى عما يشركون(النحل /٣)،ألا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير (الملك /١٤)هذا خلق الله فأروني ماذا خلق الذين من دونه(لقمان /١١)،قل اللّهم ملك الملك تؤتى الملك من تشاء(آل عمران /٢٦)وربك يخلق مايشاء ويختار ما كان لهم الخيرة سبحانه وتعالى عما يشركون (القصص /٦٨)

(۴) وله صفات أزلية قائمة بذاته(شرح عقائد /٣٧)،وصفاته في الأزل غير محدثه ولا مخلوقة (شرح فقه اكبر /٢٥)

تھا، اس وقت بھی اللہ تعالیٰ متکلم تھے۔ قرآن کریم سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اصل کلام وہ ہوتا ہے جو دل میں ہو، اسکو کلام نفسی کہا جاتا ہے، جب اس کو الفاظ کے قالب میں ڈھالتے ہیں تو وہ کلام لفظی بن جاتا ہے۔ کلام کیلئے حروف اور کلمات ضروری نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو حروف اور کلمات کے ساتھ آراستہ کر کے نازل کیا تا کہ بندے اس کو پڑھ سکیں اور سن سکیں۔ اللہ تعالیٰ کلام کے لئے زبان کے محتاج نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی مخلوق جیسی زبان ہے، وہ زبان سے پاک ذات ہے۔ ①

⑭ اللہ تعالیٰ کیلئے ان صفات کے علاوہ اور بھی بے شمار صفات ثابت ہیں، مثلاً زندہ کرنا، مارنا، رزق دینا، عزت دینا، ذلت دینا، مخلوق کی الگ الگ شکل و صورت بنانا، بے نیاز ہونا، بے مثل و بے مثال ہونا، ہر چیز کا مالک ہونا، ہر جگہ موجود ہونا، مخلوق کی ہر ضرورت پوری کرنا، ہر مشکل سے نجات دینا، ہر کسی کی حاجت روائی کرنا، کائنات عالم کی تدبیر کرنا، ہدایت دینا، مخلوق کی خطائیں معاف کرنا اور ہر عیب سے پاک ہونا وغیرہ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کے لئے ازلی' ابدی اور قدیم ہیں، ان میں کمی بیشی، تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ ②

---

① من كلم الله ورفع بعضهم درجت(البقرة/٢٥٣)،قال يموسى انى اصطفيتك على الناس برسلتى وبكلامى فخذما اتيتك وكن من الشكرين(الأعراف/١٤٤)

الكلام هو صفة ازلية عبر عنها بالنظم المسمى بالقرآن المركب من الحروف يريد ان الكلام المعدود من الصفات الالهية هو المعنى القديم القائم بذاته تعالى واما هذا القرآن المركب من الحروف الهجاء فحادث وليس صفة قديمة قائمة بذاته تعالى بل هو دال عليها ويسمى الأول بالكلام النفسى والثانى بالكلام اللفظى (نبراس/١٣٩)

② الله الذى خلقكم ثم رزقكم ثم يميتكم ثم يحييكم(الروم/٤٠)

وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير (آل عمران/٢٦)

هو الذى يقبل التوبة عن عباده(الشورى/٢٥)

واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه أو قاعداً أو قائماً(يونس/١٢)

واذا مس الانسان ضر دعا ربه منيبا اليه(الزمر/٨)

ومن يهد الله فماله من مضل(الزمر/٣٧)

سبحان ربك رب العزة عما يصفون (الصّٰفّٰت/١٨٠)

⑮ اللہ تعالیٰ، جس طرح بندوں کے خالق ہیں اسی طرح ان کے افعال کے بھی خالق ہیں، ان کی عادات' اخلاق اور صفات وغیرہ کے بھی اللہ تعالیٰ ہی خالق ہیں، بندوں کے افعالِ خیر (اچھے کاموں) اور افعالِ شر (برے کاموں) دونوں کے خالق اللہ تعالیٰ ہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف افعال شر کے خالق ہونے کی نسبت کرنے سے اس کی ذات میں کوئی نقص یا عیب پیدا نہیں ہوتا، اس لئے کہ خلق بہر حال محمود ہی ہے خواہ خیر کا ہو یا شر کا، البتہ کسب خیر محمود ہے اور کسب شر مذموم' اتنا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل خیر اور کسب خیر سے راضی ہوتے ہیں اور عمل شر اور کسب شر سے ناراض ہوتے ہیں۔ ①

⑯ اللہ تعالیٰ غصے بھی ہوتے ہیں اور خوش بھی، مگر وہ مخلوق کی طرح تاثر سے پاک ہیں اور ان کا غضب ناک ہونا بلا کیف ہے، مخلوق کے غضب ناک ہونے کی طرح نہیں اور ان کا راضی اور خوش ہونا بھی بلا کیف ہے، مخلوق کے راضی اور خوش ہونے کی طرح نہیں۔ اس کی کوئی صفت مخلوق کی صفات کی طرح نہیں۔ ②

⑰ ہر قسم کی نعمتیں اور ہر قسم کی تکلیفیں اسی کی طرف سے ہیں۔ ③

وصفاته كلها في الأزل (فقه اكبر مع الشرح/٣١)

① وهو على كل شي وكيل (الأنعام/١٠٢)، والله خلقكم وما تعملون (الصافات/٩٦)، ولا يرضى لعباده الكفر (الزمر/٧)

خلق الخلق سليما من الكفر والايمان، ثم خاطبهم وأمرهم ونهاهم فكفر من كفر بفعله وانكاره وجحوده الحق بخذ لان الله تعالى اياه، وآمن من آمن بفعله واقراره وتصديقه بتوفيق الله تعالى اياه ونصرته له....والايمان والكفر فعل العباد....وجميع افعال العباد من الحركة والسكون كسبهم على الحقيقة والله تعالى خالقها (فقه اكبر مع الشرح/٤٦-٤٩-٥٠)

فعل العبد واقع بقدرة الله تعالى، وانما للعبد الكسب (شرح المقاصد: ١٦٣/٣)

② وغضب الله عليه ولعنه وأعدله عذابا عظيما۔ (النساء/٩٣) أفمن اتبع رضوان الله كمن باء بسخط من الله ومأوه جهنم (آل عمران/١٦٢)، (وغضبه ورضاه صفتان من صفاته بلا كيف) أى بلا تفصيل أنهما من صفات أفعاله أو من نعوت ذاته والمعنى وصف غضب الله ورضاه ليس كوصف ما سواه من الخلق، فهما من صفات المتشابهات فى حق الحق على ماذهب تبعا لجمهور السلف (شرح فقه اكبر/٣٧)

③ ما اصاب من مصيبة الا باذن الله الخ (التغابن/١١)، ما أصابك من حسنة فمن الله (النساء/٧٩)

⑱ اللہ تعالیٰ کے تمام فیصلے اور کام بھلائی اور حکمت پر مبنی ہیں، اسکے کسی بھی فیصلے میں ذرہ بھر ظلم یا ناانصافی نہیں۔ ①

⑲ اللہ تعالیٰ کیلئے قرآن کریم میں کچھ ایسی چیزیں ثابت ہیں جن کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے۔ مثلاً: چہرہ، ہاتھ، پنڈلی وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ان اعضاء سے منزہ ہے۔ ان کے بارے میں یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ ان سے جو مراد باری تعالیٰ ہے وہ حق ہے، میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ ②

⑳ اللہ تعالیٰ کی کوئی نظیر، کوئی اسکا شریک، کوئی اس کی ضد، کوئی اسکے مقابل نہیں، کوئی اس کے فیصلوں کو رد کرنے والا نہیں، کوئی اسکے حکم اور امر پر غالب نہیں۔ ③

㉑ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں کسی کا محتاج نہیں، یعنی وہ اپنی ذات وصفات اور اپنے کاموں میں کسی کا محتاج نہیں، کیونکہ کل عالم اس کا محتاج ہے، اگر اللہ تعالیٰ عالم کی کسی چیز کا محتاج ہو تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محتاج کا محتاج ہے اور یہ محال ہے، لہٰذا کل عالم اسی کا محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ ④

---

① وهو الحكيم الخبير (سبا/١)، وما الله يريد ظلما للعباد (غافر/١٣)، وما ربك بظلام للعبيد (حم سجده/٤٦)

② وقالت اليهود يد الله مغلولة غلت أيديهم ولعنوا بما قالوا بل يداه مبسوطتان ينفق كيف يشاء (المائدة/٤٦)، كل شئ هالك الا وجهه له الحكم واليه ترجعون (القصص/٨٨) ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام (الرحمن/٢٧)، الرحمن على العرش استوى (طه/٥)، يد الله فوق أيديهم (الفتح/١٠)، ولتصنع على عيني (طه/٣٩)، قال: ومنها ما ورد كالاستواء واليد والوجه والعين ونحو ذلك والحق أنها مجازات وتمثيلات (شرح المقاصد: ٣/١٢٨)، وفي كلام المحققين من علماء البيان ان قولنا الاستواء مجاز عن الاستيلاء واليد واليمين عن القدرة والعين عن البصر ونحو ذلك انما هو لنفي وهم تشبه وتجسم بسرعة والا فهي تمثيلات وتصويرات للمعاني العقلية بابرازها في الصور الحسية وقد بينا ذلك في شرح التلخيص (شرح المقاصد: ٣/١٢٩)

③ لا شريك له وبذلك أمرت وانا أول المسلمين (الأنعام/١٦٤)، ولم يكن له كفوا أحد (الاخلاص/٤) ليس كمثله شئ (الشورى/١١)، لا تبديل لكلمات الله (يونس/٦٤)، والله غالب على أمره ولكن اكثر الناس لا يعلمون (يوسف/١٢)، وما لهم فيهما من شرك وماله منهم من ظهير (سبا/٢٢)، فلا تجعلوا لله أندادا وأنتم تعلمون (البقرة/٢٢) (ولا ضد له) أي ليس له منازع وممانع أبدا لا في البداية ولا في النهاية (ولا ند له) أي لا شبيه له ولا شريك له.... (ولا مثل له) أي لا شبيه له ولا كفؤ ولا نوع له حيث لا جنس له (شرح فقه اكبر/٣٦)

④ يا أيها الناس أنتم الفقراء الى الله والله هو الغني الحميد (فاطر/١٥)، له مقاليد السموت والأرض

(۴۲) اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب اور لازم نہیں، وہ کسی ضابطے اور قانون کا پابند نہیں، جو چاہے کر سکتا ہے کوئی اسے پوچھنے والا نہیں۔ اگر وہ اپنی ساری مخلوق کو جہنم میں بھیج دے تو اسے کوئی پوچھنے والا نہیں، اگر وہ سب کو جنّت میں داخل کر دے تو بھی اسے کوئی پوچھنے والا نہیں، اس لئے کہ اللہ کے سوا کون ہے جو اس پر کوئی چیز واجب کر سکے اور پوچھ سکے۔ اہل جنت کا جنّت میں داخلہ اس کے فضل و کرم سے ہوگا، کسی کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق نہیں۔ (۱)

(۴۳) اللہ تعالیٰ کو بدا نہیں ہوتا۔ بدا کا معنی ہے: ظاہر ہونا، جو بات پہلے معلوم نہ ہو اس کا معلوم ہونا، اللہ تعالیٰ اس سے منزہ اور پاک ہیں، کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ پہلے جاہل تھے پھر علم حاصل ہوا، بعض شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بدا ہوتا ہے۔
بدا کی تین ۳ قسمیں ہیں۔

۱:.... بدا فی العِلم: جو کچھ پہلے معلوم تھا اس کے برخلاف حقیقت منکشف ہوئی۔

۲:.... بدا فی الارادہ: جو پہلے ارادہ کیا تھا وہ غلط معلوم ہوا۔

۳:.... بدا فی الامر: جو حکم پہلے دیا تھا وہ غلط ثابت ہوا۔

بدا کے عقیدہ کے نتیجے میں اللہ کا جاہل ہونا، غلط علم رکھنے والا ہونا، غلط ارادہ کرنے والا ہونا اور غلط حکم دینے والا ہونا ثابت ہوتا ہے، لہٰذا یہ عقیدہ اس قابل نہیں کہ کوئی اس کا قائل ہو۔ (۲)

(الشوری/۱۲)، اللّٰہ الصمد(الاخلاص/۲)

(۱) ولو شاء ربک لآمن من فی الأرض کلهم جمیعا(یونس / ۹۹)، لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون (الانبیاء/۲۳) ومنها أنه لا یجب علی اللّٰه شیٔ من رعایة الأصلح للعباد وغیرها(شرح فقه اکبر / ۱۲۷)، وما هو أصلح للعبد فلیس بواجب علی اللّٰه تعالیٰ خلافا للمعتزلة (نبراس/۲۰۲)

(۲) فمن أظلم ممن افتری علی اللّٰه کذبا لیضل الناس بغیر علم(الأنعام / ۱٤٥)، ألا له الحکم وهو أسرع الحاسبین(الأنعام/٦۲)، ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید(ق/ ۲۹) بدا در علم وهو أن یظهر له خلاف ما علم۔ بدا در اراده وهو أن یظهر له صواب علی خلاف ما أراد۔ بدا در أمر وهو أن یامر بشیٔ ثم یامر بشیٔ بعده بخلاف ذلک (تحفه اثنا عشریه مترجم: ۲۸۲/ ۲۸۳)

رسالتؐ

① نبی اور رسول خدا کی ان برگزیدہ ہستیوں کو کہا جاتا ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرماتے ہیں، ہر نبی اور رسول پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ①

② نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اس انسان کو کہا جاتا ہے جس پر وحی الٰہی نازل ہوتی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ احکام اور ہدایت خلق کے لیے مامور ہو' صاحب کتاب ہو یا نہ ہو۔

رسول نبی سے شان میں بڑھ کر ہوتا ہے جس نبی کو کوئی خصوصی امتیاز حاصل ہو وہ رسول کہلاتا ہے، مثلاً نبی اگر صاحب کتاب ہو تو رسول کہلائے گا، یا جو اصلاح ناس کے لیے مبعوث ہو وہ نبی ہوتا اور جو مقابلہ اعداء کیلئے مبعوث ہو وہ رسول ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔ ②

③ نبی زیادہ مبعوث ہوئے اور رسول کم' ایک روایت کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے اور رُسل کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) یا کم و بیش ہے۔ ③

---

① قولوا امنا بالله وما انزل الينا وما انزل الى ابراهيم واسماعيل واسحق ويعقوب (البقرة/١٣٦) النبى انسان بعثه الله لتبليغ ما اوحى اليه، وكذا الرسول (شرح المقاصد: ٢٦٨/٣) أما فى الشرع فقال الأشاعرة: هو من قال الله تعالى له ممن اصطفاه من عباده: ارسلناك الى قوم كذا أو الى الناس جميعا أو بلغهم عنى، ونحوه من الألفاظ الدالة على هذا المعنى كبعثتك ونبئهم (كشاف اصطلاحات الفنون: ١٦٨١/٢)، فيجب الايمان بجميع الأنبياء والمرسلين وتصديقهم فى كل ما أخبروا به من الغيب وطاعتهم فى كل ما أمروا به ونهوا عنه

(شرح عقيده سفارينيه: ٢٦٣/٢)

② وقد ذكروا فروقا بين النبى والرسول، وأحسنها: أن من نبأه الله بخبر السماء ان أمره أن يبلغ غيره، فهو نبى رسول، وان لم يأمره أن يبلغ غيره، فهو نبى وليس برسول، فالرسول أخص من النبى، فكل رسول نبى، وليس كل نبى رسولا، ولكن الرسالة أعم من جهة نفسها، فالنبوة جزء من الرسالة، اذ الرسالة تتناول النبوة وغيرها بخلاف الرسل، فانهم لا يتناولون الأنبياء وغيرهم، بل الأمر بالعكس، فالرسالة أعم من جهة نفسها، وأخص من جهة أهلها۔ (عقيده طحاويه مع الشرح/١٥٨) فالنبى انسان بعثه الله تعالى الى الخلق لتبليغ التوحيد والرسالة والاحكام۔ (خيالى حاشيه شرح عقائد/١٤٠)

③ عن ابى امامة قال: قال أبو ذر رضى الله عنه قال قلت يا رسول الله كم وفاء عدة الأنبياء قال: مائة الف وأربعة

④ نبی دنیا میں کسی سے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھتا، اسے براہ راست اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے علوم عطا کئے جاتے ہیں، اسی بناء پر وہ اپنے زمانے میں اور اپنی قوم میں سب سے زیادہ علم والا ہوتا ہے۔ ①

⑤ تمام انبیاء ورُسل علیہم السّلام کا دین یعنی اصولی عقائد ایک ہیں اور شریعتیں یعنی فروعی احکام جُدا جُدا ہیں۔ ②

⑥ ہر نبی اپنے مقصد نبوت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری نبھانے میں کامیاب اور سرخرو ہوا ہے 'اگر کسی نبی پر کوئی ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا' پھر بھی وہ نبی کامیاب اور سرخرو ہے۔ ③

وعشرون الفا، الرسل من ذلک ثلاثمائة وخمسة عشر جما غفیرا رواہ احمد وعن أبی ذر رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللّٰہ کم المرسلون قال ثلاثمائة وبضعة عشر جما غفیرا رواہ احمد وفی روایة ما یتا الف والف وأربعة وعشرون ألفا(نبراس/۲۸۱)، ففی صحیح ابن حبان من حدیث ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال دخلت المسجد فاذا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جالس وحده، فذکر حدیثا طویلا وفیه، قلت یا رسول کم الأنبیاء؟قال : مائة الف وعشرون الفا، قلت یا رسول اللّٰہ کم الرسل من ذلک ؟قال ثلاثمائة وثلاثة عشر جما غفیرا قلت یا رسول اللّٰہ من کان أولهم؟قال آدم علیه السلام(شرح عقیدہ سفارینیه: ۲/۲۶۳)

① الذین یتبعون الرسول النبی الأمی(الأعراف/۱۵۷)،وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی علمه شدید القوی(النجم/۳۔۴۔۵)،وأنزل اللّٰہ علیک الکتاب والحکمة وعلمک مالم تکن تعلم(النساء/۱۱۳)

② شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی أوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه(الشوری/۱۳)،ولکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا(المائده/۴۸)، واسئل من أرسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الهة یعبدون (الزخرف/۴۵)، فمعنی الآیة شرعنا لکم ما شرعنا للأنبیاء دینا واحدا فی الأصول وهی التوحید والصلاة والزکوة والصیام والحج والتقرب بصالح الأعمال....فهذا کله مشروع دینا واحدا وملة متحدة لم یختلف علی ألسنة الأنبیاء وان اختلف اعدادهم....، وبالجملة لا شک فی اختلاف الادیان فی الفروع، نعم لا یبعد اتفاقهما فیما هو من مکارم الأخلاق واجتناب الرزائل
(روح المعانی:۲۲/۲۴)

③ فذکر انما أنت مذکر لست علیهم بمسیطر الا من تولی وکفر فیعذبه اللّٰہ العذاب الأکبر (الغاشیة/۲۱تا ۲۴)، فهل علی الرسل الا البلغ المبین(النحل : ۳۵)،واسئل من أرسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الهة یعبدون (الزخرف/۴۵)، الثانی ما یتعلق بالتبلیغ فقد اجمعت الامة علی کونهم معصومین عن

⑦ نبی سے بسا اوقات اجتہادی خطا ہو سکتی ہے، اور یہ نبوت و عصمت کے منافی نہیں، لیکن نبی کبھی بھی خطائے اجتہادی پر برقرار نہیں رہتا۔ ①

⑧ نبی اور رسول جتنے بھی مبعوث ہوئے سب پر ایمان لانا ضروری ہے اگر کسی ایک نبی یا رسول کو جھٹلا دیا اور باقیوں پر ایمان لایا تو بھی ایمان ختم ہو گیا۔ ②

⑨ نبی اول آدم علیہ السّلام ہیں اور سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السّلام ہیں۔

⑩ افضل الناس، انبیاء کرام ہیں، افضل الانبیاء، رسل ہیں، افضل الرسل، اولوالعزم من الرسل ہیں اور وہ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ③

كذب مواظبين على التبليغ والتحريض والا لا رتفع الوثوق بالاداء واتفقوا على ان ذالک لا يجوز ووقوعه منهم عمدا او سهوا (تفسير خازن: ٢٢٩/٤)

① واما صدور الكبيرة بعد النبوة سهوا وكذا على سبيل الخطاء فى الاجتهاد فجوزه الأكثرون (نبراس/ ٢٨٣) (وأما) صدورها عنهم (سهوا) أو على سبيل الخطاء فى التاويل (فجوزه الأكثرون)....(وقال الجاحظ) يجوز أن يصدر عنهم غير صغار الخسة سهوا بشرط أن ينبهوا عليه فينتهوا عنه وقد تبعه فيه كثير من المتاخرين

(شرح المواقف: ٢٩٠/٨)

② ان الذين يكفرون بالله ورسله ويريدون أن يفرقوا بين الله ورسله ويقولون نؤمن ببعض ونكفر ببعض ويريدون أن يتخذوا بين ذلک سبيلا أولئک هم الكفرون حقا (النساء/ ١٥١،١٥٠) فيجب الايمان لجميع الأنبياء والمرسلين تصديقهم فى كل ما أخبروا به ....ولهذا أوجب سبحانه الايمان بكل ما أوتوا به

(شرح عقيده سفارينيه: ٢٦٤/٢)

③ ولقد فضلنا بعض النبيين على بعض ـ(الأسراء/ ٥٥)، فاصبر كما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لهم (الأحقاف/ ٣٥)، قال النبى صلى الله عليه وسلم فى حديث طويل: يا نوح أنت أول الرسل الى الأرض (صحيح مسلم: ١١١/١)، وأول الأنبياء ادم واخرهم محمد عليهما الصلوة والسلام، اما نبوة ادم عليه السلام فبالكتاب الدال أنه قد امر ونهى قال الله تعالى يا ادم اسكن أنت وزوجک الجنة وكلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة مع القطع بانه لم يكن فى زمنه نبى اخر بالاجماع (نبراس/ ٢٧٤)، واما اولوا العزم من الرسل فقد قيل فيهم اقوال احسنها: ما نقله البغوى وغيره عن ابن عباس وقتادة: انهم نوح، وابراهيم، وموسى، وعيسى، ومحمد صلوات الله وسلامه عليهم قال وهم المذكورون فى قوله تعالى: واذ اخذنا من النبيين ميثاقهم ومنک ومن نوح وابراهيم وموسى وعيسى بن مريم (الأحزاب/٧) (عقيد طحاويه مع الشرح/ ٣١٢،٣١١)

⑪ نبی اور رسول پر ایمان کے بغیر اللہ تعالیٰ پر ایمان معتبر و مقبول نہیں' اللہ تعالیٰ پر ایمان اس شخص کا معتبر ہے جو انبیاء کرام پر ایمان رکھتا ہے۔①

⑫ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور ہر علاقہ میں نبی اور رسول بھیجے 'کوئی قوم اور کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اللہ کا نبی نہ آیا ہو۔②

⑬ نبوت اور رسالت کسبی چیز نہیں کہ عبادت و ریاضت کے نتیجے میں انسان رسالت و نبوت حاصل کرلے' بلکہ یہ محض عطیۂ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے 'جس کو وہ چاہتا ہے خلعتِ نبوت و رسالت سے نوازتا ہے' عبادت و ریاضت کو اس میں کچھ بھی دخل نہیں۔③

⑭ نبی اور رسول منصبِ نبوت و رسالت سے کبھی معزول نہیں کیے جاتے 'ان کی پیدائش بحیثیت نبی ہوتی ہے 'نبی مَر کر بھی نبی ہوتا ہے 'اللہ تعالیٰ اپنے علم مُحیط کی بناء پر کسی ایسے شخص کو مقام نبوت سے سرفراز نہیں فرماتے جسے آئندہ معزول کرنا پڑے۔④

⑮ ہر نبی صادق اور امین ہوتا ہے 'جنّت کی بشارت دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا

---

① والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون أولئک علی ھدی من ربھم وأولئک ھم المفلحون (البقرۃ/٤-٥)

② ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا أن اعبدوا اللّٰہ واجتنبوا الطاغوت فمنھم من ھدی اللّٰہ ومنھم من حقت علیہ الضللۃ فسیروا فی الأرض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین (النحل/٣٦)، وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر/٢٤)

③ واللّٰہ یختص برحمتہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم (البقرۃ/١٠٥)، ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران/١٧٩) والحاصل ان النبوۃ فضل من اللّٰہ وموھبۃ ونعمۃ من اللّٰہ تعالی یمن بھا سبحانہ ویعطیھا (لمن یشاء) أن یکرمہ بالنبوۃ فلا یبلغھا أحد بعلمہ ولا یستحقھا بکسبہ ولا ینالھا عن استعداد ولایۃ بل یخص بھا من یشاء (من خلقہ) ومن زعم انھا مکتسبۃ فھو زندیق (شرح عقیدہ سفارینیہ: ٢/٢٦٨)

④ وقال اھل السنۃ والجماعۃ ان الانبیاء صلوات اللّٰہ علیھم قبل الوحی کانوا انبیاء معصومین واجب العصمۃ والرسول قبل الوحی کان رسولا نبیا وکذلک بعد الوفات والدلیل علیہ قولہ سبحانہ وتعالی خبر عن عیسی بن مریم صلوات اللّٰہ علیہ تصدیقا لہ حیث کان فی المھد صبیا قال: انی عبد اللّٰہ اتانی الکتب وجعلنی نبیا ومعلوم ان الوحی لا یکون للصبیان والأطفال والکتاب لا یکون الا لنبی مرسل وھذا نص من غیر تاویل ولا تعریض ومن أنکر ذلک فانہ یصیر کافرأ (تمھید أبی شکور سالمی/٧٣)

ہوتا ہے 'اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا مالک ہوتا ہے 'اپنی قوم میں ہر فضل و کمال میں سب سے بڑھ کر ہوتا ہے 'تبلیغ پر اُجرت نہیں لیتا 'ہر قسم کے تکلفات سے پاک ہوتا ہے، اللہ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سناتا ہے 'انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ ①

⑯ ہر نبی معصوم ہوتا ہے 'معصوم کا معنی ہے کہ کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ، قصداً یا سہواً نبی سے سرزد نہیں ہو سکتا' عصمت ایک ایسا وصف ہے جو جبر کے بغیر اپنے اختیار سے انبیاء کرام کو ہر قسم کے گناہوں سے روکے رکھتا ہے۔ ②

⑰ انبیاء کرام کے علاوہ اور کوئی معصوم نہیں ہے۔ ③

---

① انه كان صادق الوعد وكان رسولا نبيا (مريم / ٥٤)، واتيناك بالحق وانا لصادقون (الحجر / ٦٤)، وأنا لكم ناصح أمين (الأعراف / ٦٨) فقد جاءكم بشير ونذير (المائدة / ١٩)، ان أنا الا نذير وبشير لقوم يؤمنون (الأعراف / ١٨٨)، انك لعلى خلق عظيم (القلم / ٤)، ولقد جئنهم بكتب فصلناه على علم هدى ورحمة (الأعراف / ٥٢)، وما أسئلكم عليه من أجر ان أجرى الا على رب العلمين (الشعرائ / ١٠٩)، اذ بعث فيهم رسولا من أنفسهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة (آل عمرن / ١٦٤)، وكلهم كانوا مخبرين مبلغين عن الله تعالى لأن هذا أى الأخبار والتبليغ معنى النبوة والرسالة قيل لف ونشر لأن النبى من ينبى أى يخبر والرسول من يبلغ وهى نكتة جيدة صادقين ناصحين للخلق أى يطلبون الخير لهم (نبراس / ٢٨٢-٢٨٣)

② ولولا أن ثبتنك لقد كدت تركن اليهم شيئا قليلا (بنى اسرائيل / ٧٤)، ماضل صاحبكم وما غوى (النجم / ٢)، ولقد همت به وهم بها لولا أن رابرهان ربه (يوسف / ٢٤)، ان الانبياء معصومون عن الكذب فى التبليغ وغيره خصوصا فيما يتعلق بامر الشرائع وتبليغ الاحكام وارشاد الأمة وهو انهم معصومون من الكفر قبل الوحى وبعده بالاجماع (نبراس / ٢٨٣) والمختار عندى انهم معصومون عن وساوس الشيطان وعن الكذب والكبائر والصغائر عمدا او سهوا قبل البعثة وبعدها (مرام الكلام / ٣٢)، والأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر (شرح فقه اكبر / ٥٦)، قال القاضى عياض واعلم ان الأمة مجتمعة على عصمة النبى من الشيطان فى جسمه وخاطره ولسانه (تفسير خازن: ٢ / ٢٧٠)، واما تعريفهما الحقيقى على ما ذكره فى شرح المقاصد فهو انها ملكة اجتناب المعاصى مع التمكن منها (حاشيه خيالى / ١٠٧)، قال ائمة الاصول الانبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم معصومون لا يصدر عنهم ذنب ولو صغيرة سهوا ولا يجوز عليهم الخطاء فى دين الله قطعا وفاقا للأستاذ الى أبى اسحق الأسفراينى وأبى الفتح الشهرستانى والقاضى عياض والشيخ تقى الدين السبكى وغيرهم (اليواقيت والجواهر: ٢ / ٢)

③ عن الاغر المزنى رضى الله عنه قال خرج الينا رسول الله ﷺ رافعا يديه وهو يقول يا ايها الناس استغفروا ربكم ثم توبوا اليه فوالله انى لاستغفر الله واتوب اليه فى اليوم مائة مرة قالوا افهذا كان رسول الله يقوله لانه معصوم من الذنوب واما غيره فلا ينبغى ان يقول ذالك لانه غير معصوم من العود فى ماتاب منه (شرح معانى الآثار ٣٦٧٢)

ختم نبوت

① ہر نبی کی تعظیم و توقیر ضروری ہے، کسی نبی کی شان میں ادنیٰ سے ادنی گستاخی سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ①

② انبیاء کرام علیہم السّلام میں باہمی فرق مراتب ہے، بعض انبیاء کرام علیہم السّلام کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے، سب سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور آپ ﷺ تمام پیغمبروں کے سردار ہیں۔ ②

---

① یا ایہاالذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا له بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (الحجرات/۲)، ویجب علیکم تبجیله وتعظیمه ومراعاة آدابه وخفض الصوت بحضرته وخطابه بالنبی والرسول ونحو ذلک (تفسیر مظہری: ۲/۴۱)، والحاصل أنه لا شک ولا شبهة فی کفر شاتم النبی ﷺ وفی استباحة قتله وهو المنقول عن الائمة الأربعة (رد المحتار: ۳/۳۱۷)، أجمع عوام اهل العلم علی ان حد من سب النبی ﷺ القتل (الصارم المسلول/۴)، قال العلامة الحصکفی رحمه الله تعالی: وکل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا جماعة من تکررت ردته علی ما مر والکافر بسب النبی ﷺ من الأنبیاء فانه یقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا ولو سب اللّٰه تعالی قبلت لأنه حق اللّٰه تعالی والأول حق عبد لا یزول بالتوبة (رد المحتار: ۴/۲۳۱)

② تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من کلم اللّٰه ورفع بعضهم درجت (البقره/۲۵۳)، وأفضل الأنبیاء محمد علیه السلام لقوله تعالی کنتم خیر امة الآیة ای تمم الآیة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر (نبراس/۲۸۶)، والمعتقد المعتمد أن أفضل الخلق نبینا حبیب الحق، وقد ادعی بعضهم الاجماع علی ذلک، فقد قال ابن عباس رضی اللّٰه عنه: ان اللّٰه فضل محمدا علی أهل السماء وعلی الانبیاء وفی حدیث مسلم والترمذی عن انس رضی اللّٰه عنه: انا سید ولد آدم یوم القیمة ولا فخر، زاد أحمد والترمذی وابن ماجه عن أبی سعید: وبیدی لواء الحمد ولا فخر، وما من نبی یومئذ آدم فمن سواه الا تحت لوائی وأنا اول من تنشق عنه الأرض ولا فخر، وأنا أول شافع وأول مشفع ولا فخر، وروی الترمذی عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه ولفظه وأنا أول من تنشق عنه الأرض فأکسی حلة من حلل الجنة ثم أقوم عن یمین العرش، ولیس أحد من الخلائق یقوم ذلک المقام غیری (شرح فقه أکبر/۱۱۴)، فمنها: تفضیل بعض الأنبیاء علی بعضهم، وهو قطعی بحسب الحکم الاجمالی حیث قال اللّٰه تعالی: "تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض" وقال اللّٰه تعالی: "ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض" أی بمزید العلم اللدنی لا بوفور المال الدنی وأما بحسب الحکم التفصیلی فالأمر ظنی (شرح فقه أکبر/۱۱۴)

③ حضرت محمد رسول ﷺ کی بعثت اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت تمام عالم کے لیے ہے، اور آپ ﷺ تمام جہانوں کیلئے نبی ہیں، جس طرح آپ ﷺ اُمت کے نبی ہیں، اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے بھی نبی ہیں۔ ①

④ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوقات اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ علوم عطافرمائے گئے، آپ کو اوّلین و آخرین کے وہ علوم عطا فرمائے گئے جو کسی اور کو نہیں دیئے گئے لیکن عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ②

⑤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کے رسول ہیں' ان کو اللہ کا بیٹا سمجھنا شرکیہ عقیدہ ہے' قرآن کریم میں جابجا اس باطل عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔ ③

⑥ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور انہیں سولی پر نہیں چڑھایا گیا بلکہ زندہ ہی آسمانوں پر اٹھالیا گیا، قیامت کے قریب وہ آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے، چالیس یا پینتالیس برس زمین پر رہیں گے پھر ان کا انتقال ہوگا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں دفن

---

① وما أرسلنک الا کافة للناس بشیرا ونذیرا (سبا ٢٨)، فقد قال ابن عباس رضی الله عنه ان الله فضل محمد علی اهل السماء وعلی الأنبیاء (شرح فقه أکبر / ١١٤)، أفضل الأنبیاء محمد علیه السلام لقوله تعالی کنتم خیر امة الآیة.... وعندنا فی الاستدلال وجهان: أحدهما الاجماع فهو قول لم یعرف له مخالف من أهل السنة بل من أهل القبلة کلهم ثانیهما الاحادیث المتظاهرة کقوله علیه السلام ان اللّٰه فضلنی علی الأنبیاء، وفضل امتی علی الأمم رواه الترمذی وقوله أنا سید الناس یوم القیمة رواه مسلم وقوله أنا أکرم الأولین والآخرین علی اللّٰه ولا فخر رواه الترمذی والدارمی وقوله اذا کان یوم القیمة کنت امام النبیین وخطیبهم وصاحب شفاعتهم غیر فخر رواه الترمذی وأمثالها کثیرة (نبراس / ٢٨٦)

② وعنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو۔ (الانعام ٥٩)، عن انس بن مالک ﷺ قال قال رسول اللّٰه ﷺ: هل تدرون من اجود جودا؟ قالوا اللّٰه ورسوله اعلم قال اللّٰه تعالی اجود جودا ثم انا اجود بنی آدم واجودهم من بعدی رجل علم علما فنشره یاتی یوم القیمة امیرا وحده اوقال امة واحدة (مشکوة المصابیح: ١/ ٣٦، ٣٧)

③ واذ قال عیسی ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللّٰه الیکم (الصف / ٦)
وقالت النصری المسیح ابن اللّٰه ذلک قولهم بأفواههم (التوبة / ٣٠)
لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰه هو المسیح ابن مریم (المائدة / ١٧)

ہوں گے۔ ①

⑦ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ ﷺ کی شریعت اور کتاب گزشتہ تمام شریعتوں اور کتابوں کے لیے ناسخ ہے۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا' جو آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ بلاشبہ کافرو مُرتد اور زندیق ہے، اور اس کے ماننے والے بھی سب کافرو مرتد ہیں۔ ②

⑧ حضور اکرم ﷺ خاتم النّبیین ہیں' آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا' حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی جھوٹے مدعیٔ نبوت سے دلیل یا معجزے کا مطالبہ کرے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، اس لئے کہ یہ مطالبہ عقیدۂ ختم نبوت میں شک کے مترادف ہے، والا، فلا۔ ③

---

① ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون (آل عمران/ ٥٩)
قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک هو علی هین ولنجعله ایة للناس ورحمة منا وکان أمرا مقضیا (مریم/ ٢٠، ٢١)
وقولهم انا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم وان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقینا بل رفعه اللہ الیه وکان اللہ عزیزا حکیما (النساء/ ١٥٧-١٥٨)، عن أبی هریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیة ولیترکن القلاص فلا یسعی علیها ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبله أحد (صحیح مسلم: ١/ ٨٧)، عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ینزل عیسی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین ثم یموت فیدفن معی فی قبری (مشکوة المصابیح: ٢/ ٤٨٠)
② ما کان محمد أبا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب/ ٤٠)
من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین (آل عمرن/ ٨٥)
اعلم ان الاجماع قد انعقد علی انه صلی اللہ علیه وسلم خاتم المرسلین کما انه خاتم النبیین وان کان المراد بالنبیین فی الآیة هم المرسلین (الیواقیت والجواهر: ٢/ ٣٧)
قوله: (وکل دعوی النبوة بعده فغی وهوی) ش: لما ثبت أنه خاتم النبیین، علم ان من ادعی بعده النبوة فهو کاذب (عقیدہ طحاویہ مع الشرح/ ١٧٦)
③ تنبا رجل فی زمن ابی حنیفة رحمه اللہ وقال امهلونی حتی اجیء بالعلامات فقال ابو حنیفة رحمه اللہ من طلب منه علامة فقد کفر لقول النبی ﷺ لا نبی بعدی (مناقب الامام الاعظم للامام البرازی: ١/ ١٦١)

فرشتے

① فرشتوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، قرآن وحدیث اور سابقہ کتب سماویہ میں فرشتوں کا ذکر موجود ہے۔[1]

② فرشتوں کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔[2]

③ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، نور سے پیدا کئے گئے ہیں، ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ نہیں ہے، نر ومادہ سے پاک ہیں، لطیف جسم والے ہیں جو نظر نہیں آتا، مختلف شکلوں میں ظاہر ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تکوینی امور ان کے ذمے لگا رکھے ہیں۔[3]

④ کوئی فرشتہ کسی کے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہے، بلکہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔[4]

---

① امن الرسول بما انزل اليه من ربه والمومنون كل امن بالله وملئكته وكتبه (البقرة/ ٢٨٥)، ليس البر أن تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن بالله واليوم الاخر والملئكة والكتاب والنبيين (البقرة/ ١٧٧)، وقال النبي ﷺ في حديث جبرئيل: ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر وتؤمن بالقدر خيره وشره (صحيح بخاری: ١/ ١٢)

② ومن يكفر بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الآخر فقد ضل ضللا بعيداً (النساء/ ١٣٦)، امن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملائكته وكتبه (البقرة/ ٢٨٥)، وقال ﷺ في الحديث المتفق على صحته، حديث جبرئيل وسؤاله للنبي ﷺ عن الايمان فقال: ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الآخر، وتؤمن بالقدر خيره وشره، فهذه الأصول التي اتفقت عليها الأنبياء والرسل صلوات الله عليهم وسلامه، ولم تؤمن بها حقيقة الايمان الا اتباع الرسل (عقیدہ طحاویہ مع الشرح/ ٣٣٢-٣٣٣)

③ لا يعصون الله ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون (التحريم/ ٦)، يخافون ربهم من فوقهم ويفعلون ما يؤمرون (النحل: ٥٠)، لا يستكبرون عن عبادته ولا يستحسرون يسبحون الليل والنهار لا يفترون (الأنبياء/ ١٩-٢٠)، فعن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ خلقت الملئكة من نور وخلق الجن من مارج من نار وخلق آدم مما وصف لكم رواه مسلم والمراد بالنور مادة نورانية الطف وأشرف من النار (نبراس/ ٢٨٧)، جمهور المسلمين على أن الملئكة أجسام لطيفة تظهر في صور مختلفة وتقوى على أفعال شاقة، هم عباد مكرمون يواظبون على الطاعة والعبادة، ولا يوصفون بالذكورة والأنوثة (شرح المقاصد: ٣/ ٣١٩)

④ بل عباد مكرمون، لا يسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون (الأنبياء/ ٢٦-٢٧) وكم من ملك في السموت

⑤ فرشتوں میں بھی فرقِ مراتب ہے، بعض فرشتے دوسروں سے افضل ہیں۔ ①

⑥ سب سے زیادہ مقرب چار فرشتے ہیں:

① حضرت جبرائیل علیہ السّلام بہت زیادہ طاقتور، امانت دار اور مکرم ہیں، ہر زمانہ میں انبیاء کرامؑ پر وحی لانے کیلئے مقرر تھے۔ ②

② حضرت میکائیل علیہ السّلام، بارش برسانے، غلہ اگانے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسکی مخلوق کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں۔ ③

③ حضرت اسرافیل علیہ السّلام، جو قیامت کے دن صُور پھونکیں گے، جس کی آواز کی شدت سے ہر چیز فنا ہو جائے گی، سب جاندار مر جائیں گے، دوبارہ پھر صُور پھونکیں گے جس سے سب مُردے زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے۔ ④

لا تغنی شفاعتهم شيئا(النجم/٢٦)ولا دل عليه عقل وما زعم عبدة الأصنام انهم بنات الله تعالى فمحال باطل وافراط أى تجاوز عن الحق فى جانب الكمال فى شانهم لأنه رفعهم عن العبودية الى الولد(نبراس/٢٨٨)

① والقرآن مملوء بذكر الملئكة واصنافهم ومراتبهم....وتارة يذكر حفهم بالعرش وحملهم له، ومراتبهم من الدنو،وتارة يصفهم بالاكرام والكرم،وتقريب والعلو والطهارة والقوت والاخلاص

(عقيده طحاويه مع الشرح/٣٠١)

② انه لقول رسول كريم ذى قوة عند ذى العرش مكين مطاع ثم أمين(التكوير/١٩تا٢١)،قل من كان عدوا لجبريل فانه نزله على قلبک باذن الله(البقرة/٩٧)،علمه شديد القوى ذو مرة فاستوى(النجم/٥-٦)، عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ: الا أخبركم بأفضل الملئكة جبريل (مجمع الزوائد: ١٤٠/٣)،فجبريل مؤكل بالوحى الذى به حياة القلوب والأرواح (عقيده طحاويه مع الشرح/٣٠٠، ٣٠١)

③ من كان عدوا لله وملئكته ورسله وجبريل وميكل فان الله عدو للكفرين (البقرة/٩٧)،وميكائيل مؤكل بالقطر الذى به حياة الأرض والنبات والحيوان(عقيده طحاويه مع الشرح/٣٠١)

④ عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ ان طرف صاحب الصور مذ وكل به مستعد ينظر حول العرش مخافة أن يؤمر بالصيحة قبل أن يرتد اليه طرفه كأن عينيه كوكبان دريان(مستدرک حاكم: ٥٥٩/٤، ٣١٠٢/٨)،واسرافيل مؤكل بالنفخ فى الصور الذى به حيات الخلق بعد مماتهم

(عقيده طحاويه مع الشرح/٣٠١)

⑥ حضرت عزرائیل علیہ السّلام، یہ مخلوق کی جان نکالنے پر مقرر ہیں اور وقت مقرر پر ان کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ ①

⑦ کل فرشتے کتنے ہیں؟ ان کی حتمی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ②

⑧ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے ' انہیں جو حکم دیا جاتا ہے، اسے بجالاتے ہیں ' ہر قسم کے صغیرہ کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔ ③

⑨ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے مختلف کاموں پر مقرر ہیں اور ان کاموں کی بجا آوری میں مشغول رہتے ہیں مثلاً بعض فرشتے انسانوں کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں' بعض فرشتے انسانوں کی حفاظت پر مقرر ہیں، بعض فرشتے دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول ہیں، بعض فرشتے اللہ تعالیٰ کے عرش کو تھامے ہوئے ہیں، بعض فرشتے جنّت کے خازن اور بعض دوزخ کے خازن ہیں، بعض فرشتے عرش کے ارد گرد صف بستہ کھڑے ہیں، بعض فرشتے بیت المعمور کا طواف کر رہے ہیں، بعض فرشتے امت کی طرف سے پڑھا جانے والا درود و سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرنے پر مقرر ہیں، بعض فرشتے قبر میں میت سے سوالات کرنے پر مقرر ہیں بعض فرشتوں کے دو۲، بعض کے تین۳ اور بعض کے چار۴ چار۴ پر ہیں، بعض فرشتے لوگوں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں، بعض فرشتے مُسلمانوں کی مدد کے لئے نازل ہوتے رہتے ہیں، جیسا کہ غزوہ بدر وغیرہ میں ہوا، بعض فرشتے نافرمان لوگوں کو عذاب دینے کے لئے بھی آسمانوں سے نازل ہوتے رہتے ہیں۔ جیسے قومِ لوط، قومِ عاد اور قومِ

---

① قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون (السجدۃ /۱۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عزوجل وکل ملک الموت بقبفی قبض الأرواح (ابن ماجہ /۱۹۹)

② أما من ورد تعیینہ باسمہ المخصوص کجبریل ومیکائیل واسرافیل، ورضوان، ومالک، ومن ورد تعیین نوعہ المخصوص کحملۃ العرش، والحفظۃ، والکتبۃ فیجب الایمان بہم علی التفصیل، وأما البقیۃ فیجب الایمان بہم اجمالا واللہ أعلم بعددہم لا یحصی عددہم الا ہو (عقیدہ واسطیہ مع الشرح /۲۵)

③ یخافون ربہم من فوقہم ویفعلون ما یؤمرون (النحل /۵۰)، وأنہم لا یعصون اللہ ما أمرہم ویفعلون مایؤمرون وأنہم قائمون بوظائفہم التی أمرہم اللہ القیام بہا (عقیدہ واسطیہ مع الشرح /۲۵)، وأنہم معصومون ولا یعصون اللہ ومنزہون عن الصفۃ الذکوریۃ ونعت الأنوثیۃ (شرح فقہ أکبر /۱۲)

ثمود وغیرہ پر عذاب کے لیے آسمانوں سے فرشتے نازل ہوئے، بعض فرشتے جنّت کے اندر، جنتیوں کی خدمت کے لیے مقرر ہوں گے اور بعض فرشتے دوزخ میں دوزخیوں کو طرح طرح کا عذاب دینے کے لیے مقرر ہوں گے، ان میں سے بڑے فرشتے انیس[19] ہیں۔ ①

⑩ چار[۴] مشہور فرشتوں کے علاوہ بعض دوسرے فرشتوں کے نام بھی قرآن وسُنّت میں بتلائے گئے ہیں، مثلاً ھاروت 'ماروت' رضوان' مالک اور منکر نکیر وغیرہ۔ ②

⑪ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی فرشتے کو انسانی شکل عطا فرمائی تو اسے مردانہ شکل عطا فرمائی، کسی فرشتے کو نسوانی شکل میں ظاہر نہیں فرمایا، حتی کہ حضرت مریم علیہا السّلام کے

---

① وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون(الانفطار/۱۰تا۱۲)، أم یحسبون أنا لا نسمع سرھم ونجواھم بلی ورسلنا لدیھم یکتبون(الزخرف/۸۰)،وتری الملئکة حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربھم(الزمر/۷۵)،ھذا یمدد کم ربکم بخمسة الف من الملئکة مسومین (آل عمران/۱۲۵)،ولوتری اذ یتوفی الذین کفروا الملئکة یضربون وجوھھم وأدبارھم(الأنفال/۵۰)،والملئکة یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الأرض (الشوری/۵)، ھو الذی یصلی علیکم والملئکته لیخرجکم من الظلمت الی النور (الأحزاب/۴۳)،ان اللّٰہ وملئکته یصلون علی النبی(الأحزاب/۵۶)،علیھا ملئکة غلاظ شداد(التحریم/۶)،تنزل الملئکة والروح فیھا باذن ربھم من کل امر(القدر/۴)، لواحة للبشر علیھا تسعة عشر(المدثر/۲۹-۳۰)، عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ ﷺ قال اذا أمن الامام فأمنوا فانه من وافق تأمینه تأمین الملئکة غفرله ما تقدم من ذنبه(صحیح بخاری: ۱/۱۰۸)،قال رسول اللّٰہ ﷺ ان للہ ملئکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام (سنن نسائی: ۱/۱۸۹)، وقد دل الکتاب والسنة علی أصناف الملئکة، وأنھا مؤکلة بأصناف المخلوقات، وأنه سبحانه وکل بالجبال ملائکة، ووکل بالسحاب والمطر ملائکة، ووکل ملائکة تدبر أمر النطفة حتی یتم خلقھا، ثم وکل بالعبد ملائکة لحفظ ما یعمله واحصائه وکتابته، ووکل بالموت ملائکة، ووکل بالسؤال فی القبر ملائکة، ووکل بالأفلاک ملائکة یحرکونھا، ووکل بالشمس والقمر ملائکة، ووکل بالنار وایقادھا وتعذیب أھلھا وعمارتھا ملائکة، ووکل بالجنة وعمارتھا وغرسھا وعمل آلاتھا ملائکة۔ فالملائکة أعظم جنود اللّٰہ ومنھم..... ملائکة الرحمة، وملائکة العذاب، وملائکة قد وکلوا بحمل العرش، وملائکة قد وکلوا بعمارة السموات بالصلوۃ والتسبیح والتقدیس، الی غیر ذلک من أصناف الملائکة التی لا یحصیھا الا اللّٰہ (عقیدہ طحاویہ مع الشرح/۳۰۰، ۳۰۱)

② ونادوا یامالک لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون　(الزخرف/۷۷)

وما أنزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت　(البقرۃ/۱۰۲)

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا قبر المیت اتاہ ملکان اسودان أزرقان یقال لأحدھما منکر والآخر نکیر (جامع ترمذی: ۱/۳۳۲)

خلوت کدے میں ان کے پاس آنے ولا فرشتہ بھی مرد کی شکل میں آیا تھا۔ ①

⑫ فرشتوں کے بارے میں مشرکین مکہ کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں' اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا اِس غلط عقیدے کی تردید فرمائی ہے۔ ②

---

① فأرسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا (مريم/١٧)

② فاستفتهم الربك البنات ولهم البنون (الصفت/١٤٩)

أم خلقنا الملئكة اناثا وهم شهدون (الصفت/١٥٠)

ويجعلون لله البنات سبحنه ولهم مايشتهون (النحل/٥٧)

أم له البنات ولكم البنون۔ (الطور/٣٩)

وجعلوا الملئكة الذين هم عباد الرحمن اناثا (الزخرف/١٩)

آسمانی کتابیں

① اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں اپنے پیغمبروں پر نازل فرمائیں تاکہ لوگوں کے عقائد و اعمال درست اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ طریقہ کے مطابق رہیں۔ جن کتابوں اور صحیفوں کا ثبوت دلائل قطعیہ سے ہے ان پر ایمان لانا ضروری ہے، ان کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔[1]

② اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر، تورات حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر اور زبور حضرت داؤد علیہ السّلام پر نازل فرمائی۔[2]

③ اللہ تعالیٰ نے جو کتابیں اور صحیفے آسمانوں سے نازل فرمائے، بعض روایات کے مطابق ان کی تعداد ایک سو چار ہے، ان میں سے دس صحیفے حضرت آدم علیہ السّلام پر، دس صحیفے حضرت شیث علیہ السّلام پر، تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السّلام پر اور دس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر نازل فرمائے۔[3]

④ آسمان سے اترنے والی تمام کتابیں اور صحیفے حق اور سچے تھے، بعد میں لوگوں نے ان میں

---

① والذين يؤمنون بما أنزل اليک وما أنزل من قبلک وبالآخرة هم يوقنون (البقرة/٤)

② هو الذی أنزل عليک الكتاب (آل عمران/٧)، اتيناه الانجيل فيه هدى ونور (المائدة/٤٦) وقفينا بعيسى بن مريم واتيناه الانجيل (الحديد/٢٧)، انا أنزلنا التوراة فيها هدى ونور (المائدة/٤٤)، واتينا داؤد زبورا (النساء/١٦٣)، ولقد اتينا موسى الكتاب (حٰمٓ السجدة/٤٥)

③ ولله تعالى كتب أنزلها على أنبيائه عليهم السلام ذكر أبو معين النسفی فی عقائده نزل على شيث بن آدم خمسون صحيفة وعلى ادريس ثلثون وعلى ابراهيم عشرا وعلى موسى قبل غرق فرعون عشرا ثم أنزل عليه التوراة وعلى عيسى انجيل وعلى داؤد الزبور وعلى نبينا ﷺ القرآن وذكر بعضهم على آدم عشر.... وعدد الكتب على الروايات مائة وأربع لكن الأفضل أن لا يحصر العدد كما فی الأنبياء (نبراس/٢٩٠) (وكتبه) أی المنزلة من عنده كالتوراة والانجيل والزبور والفرقان وغيرها من غير تعيين فی عددها (شرح فقه أكبر/١٢)

④ آسمان سے اترنے والی تمام کتابیں اور صحیفے حق اور سچے تھے' بعد میں لوگوں نے ان میں تحریف کی چنانچہ اب سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب اپنی اصلی اور صحیح حالت میں موجود نہیں ہے۔ ①

⑤ قرآن مجید تحریف سے محفوظ ہے اور قیامت تک تحریف سے محفوظ رہے گا' اس میں تحریف کا قائل ہونا کفر ہے۔ ②

⑥ قرآن مجید سب سے آخری آسمانی کتاب ہے اور پہلی تمام آسمانی کتابوں کیلئے ناسخ ہے۔ اور قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں میں سب سے افضل کتاب ہے۔ ③

⑦ موجودہ تورات، انجیل اور زبور اصل آسمانی کتابیں نہیں ہیں لہٰذا ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ اصل آسمانی کتابیں ہیں، غلط ہے اور کفر ہے۔ ④

⑧ پہلی آسمانی کتابیں اکٹھی نازل ہوئیں اور قرآن مجید ضرورت کے مطابق تھوڑا

---

① والذین یؤمنون بما أنزل الیک وما أنزل من قبلک (البقرة /٤)، ان الذین کفروا بالذکر لما جاءهم وانه لکتب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید (فصلت /٤١-٤٢)، یکتبون الکتاب بأیدیهم ثم یقولون هذا من عند الله (البقرة /٧٩)، وقد کان فریق منهم یسمعون کلام الله ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه وهم یعلمون (البقرة /٧٥)

② انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون (الحجر /٩)، یقول تعالیٰ ذکره انا نحن نزلنا الذکر وهو القرآن وانا له لحافظون.... من ان یزاد فیه باطل مالیس منه وینقص عنه مما هو منه من أحکامه وحدوده وفرائضه

(تفسیر طبری /١٢-١٤)

③ وأنزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتاب ومهیمنا علیه (المائدة /٤٨)، ما ننسخ من ایة أو ننسها نأت بخیر منها (البقرة /١٠٦)، قال النبی ﷺ والذی نفسی بیده لو أتاکم یوسف وأنا فیکم فاتبعتموه وترکتمونی لضللتم (مصنف عبدالرزاق: ٦ /١١٤)، قال النبی ﷺ لو کان موسی حیا ما وسعه الا اتباعی

(مشکوة المصابیح: ١ /٣٠)

④ یکتبون الکتاب بأیدیهم ثم یقولون هذا من عند الله (البقرة /٧٩)

وقد کان فریق منهم یسمعون کلام الله ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه وهم یعلمون (البقرة /٧٥) قال النبی ﷺ ان اهل الکتاب بدلوا کتاب الله وغیروا وکتبوا بأیدیهم الکتاب وقالوا هو من عند الله

(صحیح بخاری: ٢ /١٠٩٤)

تھوڑا تیئس ۲۳ برس میں نازل ہوا۔ ①

⑨ پہلی آسمانی کتابیں صرف مضمون کے اعتبار سے معجز تھیں اور قرآن مجید مضمون اور الفاظ دونوں کے اعتبار سے معجز ہے، لہذا قرآن مجید کی نظیر نہ مضمون کے اعتبار سے پیش کی جاسکتی ہے اور نہ ہی لفظوں کے اعتبار سے۔ ②

⑩ پہلی آسمانی کتابوں کا کوئی ایک حافظ بھی موجود نہیں جبکہ قرآن مجید کے لاکھوں حافظ موجود ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے، ان شاء اللہ

⑪ پہلی آسمانی کتابوں کے احکام یا تو بہت سخت تھے یا بہت نرم 'قرآن مجید کے احکام انتہائی معتدل اور ہر قوم اور ہر زمانے کے مناسب ہیں کہ قیامت تک ان پر عمل ہو سکتا ہے۔ ③

⑫ پہلی آسمانی کتابیں نازل ہی ایک مقررہ زمانے تک کے لیے ہوئی تھیں، اور قرآن مجید قیامت تک کیلئے نازل ہوا ہے، لہذا وہ باقی نہ رہیں اور قرآن مجید قیامت تک باقی رہے گا۔

---

① وقرآنا فرقناه لتقراه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا (بنی اسرائیل/۱۰٦) انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا (الانسان/۲۳)، نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه وأنزل التوراة والانجیل من قبل هدى للناس (آل عمران/٤٠۳)

② وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء کم من دون الله ان کنتم صدقین (البقره/۲۳)، قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا (بنی اسرئیل/۸۸)، ولقد صرفنا فی هذا القران للناس من کل مثل وکان الانسان أکثر شیئ جدلا (الکهف/٥٤)، قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلهم یتقون (الزمر/۲۸)، بل هو آیة ومعجزه ظاهرة ودلالة باهرة وحجة قاهرة من وجوه متعددة من جهة اللفظ ومن جهة النظم ومن جهة البلاغة فی دلالة اللفظ علی المعنی ومن جهة معانیه التی امر بها ومعانیها التی أخبر بها عن الله تعالی وأسمائه وصفاته وملائکته وغیر ذلک ومن جهة معانیه التی أخبر بها عن الغیب الماضی والغیب المستقبل (شرح عقیده سفارینیه: ۱۷٦/۱)، والاعجاز حصل بنظمه ومعناه (شرح فقه أکبر/۱٥۲)

③ ویضع عنهم اصرهم والاغلل التی کانت علیهم فالذین امنو به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذی انزل معه (الاعراف/۱٥۷)

⑬ پہلی آسمانی کتابوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا تھا جبکہ قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے، اس لیے وہ ختم ہو گئیں اور قرآن کریم باقی ہے اور باقی رہے گا۔[1]

⑭ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کریم کے الفاظ کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا، بلکہ اس کے معانی اور تفسیر کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا ہے، لہٰذا قرآن کریم قیامت تک اپنے الفاظ و معانی کے ساتھ باقی رہے گا۔[2]

⑮ قرآن مجید کے بہت سے نام ہیں جو قرآن کریم میں ذِکر کیے گئے ہیں، مثلاً: قرآن مجید، قرآن حکیم، قرآن کریم، قرآن مبین، قرآن عربی، فرقان، برھان، نُورِ مبین، شفاء، رحمت، ہدایت، تذکرہ اور ذکر وغیرہ۔[3]

⑯ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور الفاظ و معانی دونوں کا نام ہے لہٰذا غیر

---

[1] اناانزلناالتورة فیهاهدی ونور یحکم بهاالنبیون الذین اسلمو للذین هادواوالربانیون و الاحبار بما استحفظوامن کتاب اللّٰہ وکانواعلیه شهدائ(المائد/٤٤)
وانه هو الذی نزله محفوظا من الشیاطین وهو حافظ فی کل وقت من الزیادة والنقصان والتحریف والتبدیل ....بخلاف الکتب المقدمة فانه لم یتول حفظها وانما استحفظها الربانیون والأحبار فاختلفوا فیما بینهم بغیا فوقع التحریف ولم یکل القرآن الی غیر حفظه(حاشیه جلالین: ۱/۲۱۱)،انا نحن نزلنا الذکر یعنی القرآن وانا له لحافظون من أن یزاد فیه أو ینقص منه قال قتاده وثابت البنانی حفظه اللّٰہ من أن تزید فیه الشیاطین باطلا اوتنقص منه حقا فتولی سبحانه حفظه فلم یزل محفوظا وقال فی غیره بما استحفظوا فوکل حفظه الیهم فبدلوا وغیروا(أحکام القرآن للقرطبی: ٥/١٠)

[2] یقول تعالی ذکره انا نحن نزلنا الذکر وهو القرآن وانا له لحافظون.... من ان یزاد فیه باطل مالیس منه وینقص عنه مما هو منه من أحکامه وحدوده وفرائضه (تفسیر طبری: ١٤/١٢)،وهو اسم للنظم والمعنی: أمرنا بحفظ النظم والمعنی فانه دلالة علی النبوة(النفعة القدسیة/٣١)

[3] بل هو قرآن مجید (البروج /٢١) ، یس والقرآن الحکیم (یس /١-٢)،انه لقرآن کریم (واقعه /٧٧)،تلک ایت الکتاب المبین (قصص /٢)،انا أنزلناه قرانا عربیا لعلکم تعقلون (یوسف /٢)،تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده (الفرقان /١)، یاأیها الناس قد جاءکم برهان من ربکم وأنزلنا الیکم نورا مبینا (النساء/١٧٥)، وننزل من القران ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین (الاسراء/٨٢)، ذلک الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقین (البقرة/٢)،وانه لتذکرة للمتقین (الحاقة/٤٨)،ان هو الا ذکر للعلمین (التکویر/٢٧)

عربی میں اس کی تلاوت کرنا' یا غیر عربی میں نماز میں پڑھنا یا عربی متن کے بغیر کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ لکھنا ناجائز ہے۔①

⑰ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفت ہے' لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کی طرح قدیم' غیر حادث اور غیر مخلوق ہے۔②

⑱ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب اگرچہ ترتیب نزولی کے مطابق نہیں مگر یہ موجودہ ترتیب حضور اکرم ﷺ کے فرمان اور حکم کے عین مطابق ہے۔③

⑲ قرآن مجید زمانِ نزول سے لیکر اب تک بطریق تواتر منقول ہے اور قیامت تک اسی نقل تواتر کے ساتھ موجود رہے گا۔④

⑳ قرآن مجید حضور اکرم ﷺ کا سب معجزات سے بڑا، عظیم الشان اور دائمی معجزہ اور مذہب اسلام کی حقانیت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔⑤

---

① وقال لوقرأ بغير العربية ، فاما أن يكون مجنونا فيداوى أو زنديقا فيقتل لأن اللّٰه تكلم بهذه اللغة (شرح فقه أكبر / ١٥٢) امالو اعتادقراءة القرآن او كتابة المصحف بالفارسية يمنع منه اشد المنع (فتح القدير: ١ / ٢٤٩)

② القرآن العظيم كلام اللّٰه القديم (شرح عقيده سفارينيه: ١ / ١٧٧)

وقدقال الامام الأعظم في كتابه الوصية: نقر بأن القرآن كلام اللّٰه تعالى ووحيه وتنزيله وصفته لا هو ولا غيره بل هو صفته على التحقيق مكتوب في المصاحف مقروء بالألسن محفوظ في الصدور غير حال فيها.... وكلام اللّٰه سبحانه وتعالى غير مخلوق.... فمن قال بأن كلام اللّٰه تعالى مخلوق فهو كافر بالله العظيم

(شرح فقه أكبر / ٢٦)

③ لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرانه فاذا قرأناه فاتبع قرانه ثم ان علينا بيانه (القيامة / ١٦ تا ١٩) عن عثمان رضى اللّٰه عنه كان رسول اللّٰه ﷺ مما ياتى عليه الزمان وهو ينزل عليه السور ذوات العدد فكان اذا نزل عليه الشيء دعا بعض من يكتب فيقول ضعوا هؤلاء الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا فاذا أنزلت عليه الاية فيقول ضعوا هذه الا في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا (سنن ابو داؤد: ٢ / ٧٨٦)

انزل القرآن أولا جملة واحدة من اللوح المحفوظ الى السماء الدنيا ثم نزل مفرقا على حسب المصالح ثم أثبت في المصاحف على التاليف والنظم المثبت في اللوح المحفوظ (الاتقان / ١٦٥)

④ انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحفظون (الحجر / ٩) فالقرآن المنزل على رسول اللّٰه المكتوب في المصاحف المنقول عن النبي ﷺ نقلا متواترا بلا شبهة (كشف اسرار شرح اصول بزدوى: ١ / ٦٩، ٧٠)

⑤ "كلام اللّٰه" المنزل على النبي المرسل "معجز الورى" كفتى الخلق جميعهم انسهم وجنهم وأولهم وآخرهم فهو معجز بنفسه ليس في وسع البشر الاتيان بسورة من مثله (شرح عقيده سفارينيه: ٢ / ٢٩١)

قیامت

① اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک دن قیامت کا مقرر ہے، اسی دن قیامت قائم ہوگی، قیامت برحق ہے' جس ذات نے اپنی قدرت سے اس عالم کو پیدا فرمایا ہے وہ اس کو ختم بھی کر سکتا ہے۔ اور ختم کرکے دوبارہ زندہ بھی کر سکتا ہے۔ اسی کا نام قیامت ہے۔ [1]

② قیامت حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے سے قائم ہوگی، صور کی آواز سے سب جاندار مر جائیں گے' زمین و آسمان پھٹ جائیں گے اور ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر فنا ہو جائے گی۔ [2]

③ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے' اس کا صحیح صحیح وقت اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا' اتنا معلوم ہے کہ جمعہ کا دن ہوگا' محرم کی دسویں تاریخ ہوگی کہ اچانک قیامت برپا ہو جائے گی۔ [3]

④ حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت برپا ہونے کے چالیس سال بعد دوبارہ صور پھونکیں گے' اس سے سب زندہ ہو جائیں گے قبروں میں پڑے ہوئے قبروں سے نکل کر میدان محشر میں جمع ہونا شروع ہو جائیں گے، پہلے صور پھونکنے کا نام نفخۂ اولیٰ یا نفخۂ اماتت ہے

---

① وأن الساعة اتية لا ريب فيها وأن اللّٰه يبعث من فى القبور (الحج/٧)
قال النبى صلى الله عليه وسلم: ما المسؤل عنها باعلم من السائل (صحيح بخارى: ١٢/١)، والبعث هو أن يبعث اللّٰه تعالى الموتى من القبور بأن يجمع أجزاءهم الأصلية ويعيد الأرواح اليها حق لقوله تعالى ثم انكم يوم القيامة تبعثون (شرح عقائد/١٠٢)

② ما ينظر هؤلاء الا صيحة واحدة مالها من فواق (ص/١٥)، ونفخ فى الصور فصعق من فى السموت ومن فى الأرض الا من شاء اللّٰه (الزمر/٦٨)

③ ان الساعة اتية اكاد اخفيها لتجزى كل نفس بما تسعى (طه/١٥)، ان اللّٰه عنده علم الساعة (لقمان/٣٤) يسئلك الناس عن الساعة قل انما علمها عند اللّٰه (الأحزاب/٦٣)، وعنده علم الساعة واليه ترجعون (الزخرف/٨٥)، عن ابى هريرة رضى اللّٰه عنه قال قال النبى صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة الا فى يوم الجمعة (جامع ترمذى: ٢٢٢/١)... مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: علامات قیامت ۲۱ از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی

اور دوسرے صور پھونکنے کا نام نفخۂ ثانیہ یا نفخۂ احیاء ہے، اس سے دوبارہ زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے۔ ①

⑤ قیامت کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے رہے ہوں گے اور انبیاء کرام کی تعلیمات کو انہوں نے اپنایا ہو گا' ان کو انعام سے نوازا جائے اور اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات سے انحراف کرنے والوں کو سزا دی جائے' ظالم سے انتقام لیا جائے اور مظلوم کی دادرسی کی جائے' دنیا میں جن لوگوں پر ظلم ہوا اور انہیں انصاف نہیں مل سکا' انہیں انصاف فراہم کیا جائے' ہر حق والے کو اس کا حق دیا جائے اور ہر ظالم کو ظلم کا بدلہ دیا جائے۔ ②

⑥ نفخۂ اولیٰ سے لے کر جنت اور جہنم میں داخل ہونے تک کے سارے زمانے کو قیامت کہا جاتا ہے۔ ③

---

① ثم نفخ فيه أخرى فاذا هم قيام ينظرون (الزمر : ٦٨)، ونفخ في الصور فاذا هم من الأجداث الى ربهم ينسلون (يس : ٥١)، عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : ينفخ في الصور.... فصعق من في السموت والأرض وبين النفختين أربعون عاما (سنن ابو داؤد : ٢/٨٠)، (واستمع يوم يناد المناد من مكان قريب يوم يسمعون الصيحة بالحق الآية) قال المفسرون المنادى هو اسرافيل عليه السلام ينفخ في الصور وينادى ايتها العظام البالية والأوصال المتقطعة واللحوم المتمزقة والشعور المتفرقة ان يأمر كن أن تجتمعن لفصل القضاء.... قاله جماعة من المفسرين وبين النفختين أربعون عاما (شرح عقيده سفارينيه : ٢/١٦٤)

② ام حسب الذين اجترحوا السيات ان نجعلهم كالذين امنوا وعملوا الصالحات سواء محياهم ومماتهم ساء ما يحكمون (الجاثيه ٢١) الآيات والاحاديث الواردة في تحقق الثواب والعقاب يوم الجزاء فلو لم يجب وجاز العدم لزم الخلف والكذب (شرح المقاصد : ٣/٢٧٥)، وقد ينعم على العاصي ويبتلى المطيع في دار الدنيا للابتلاء، فلا بد من دار الجزاء، ولأن جزاء العمل الصالح نعمة لا يشوبها نعمة، وجزاء العمل السيئ نقمة لا يشوبها نعمة، ونعم الدنيا مشوبة بالنقم، ونقمها بالنعم فلا بد من دار يحصل فيها كمال الجزاء۔ ولانه قد يموت المحسن والمسئ قبل ان يصل اليهما ثواب أو عقاب فلولا حشر ونشر يصل بهما الثواب الى المحسن والعقاب الى المسئ لكانت هذه الحياة عبثا وقد قال الله سبحانه وما خلقنا السموت والارض وما بينهما لاعبين

(شرح فقه اكبر /١٠٣)

③ وانما كانت هذه السور الثلاث اخص بالقيامة لما فيها من انشقاق السمآء وانفطارها وتكور شمسها وانكدار نجومها وتناثر كواكبها . . . وخروج الخلق من قبورهم الى للهجونهم او قصورهم بعد نشر صعفهم

⑦ قیامت سے پہلے قیامت کی علامات ظاہر ہوں گی جو قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہیں، ان علامات کے ظاہر ہونے کے بعد قیامت آئے گی۔ ①

⑧ قیامت کی علامات دو طرح کی ہیں:

① علاماتِ صغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں ② علامات کبریٰ یعنی بڑی علامتیں

علاماتِ صغریٰ، قیامت کی وہ علامتیں ہیں جو کہ حضور اکرم ﷺ کی پیدائش سے لے کر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے تک وقوع پذیر ہوں گی۔

علاماتِ کبریٰ، قیامت کی وہ علامتیں ہیں جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے لیکر نفخۂ اولیٰ تک ظہور میں آئیں گی۔ ذیل میں دونوں قسم کی علامات بالترتیب ذکر کی جاتی ہیں۔ ②

وقراءة كتبهم ومنها واخذها بأيمانهم وشمائلهم اومن وراء ظهورهم في موقفهم (تذكره للقرطبى / ١٨٧)

القيامة الاولى: موجوده هذا الامور فيها الثانى لقيام الخلق من قبورهم اليها۔ الثالث: لقيام الناس لرب العالمين الرابع لقيام الروح والملائكة صفا . . . الخ(تذكرة للقرطبى /١٨٧)

يوم القيامة: يوم البعث، وفى التهذيب: القيامة يوم البعث يقوم فيه الخلق بين يدى الحى القيوم (لسان العرب: ٥٩٧/١٢)

① فهل ينظرون الا الساعة أن تاتيهم بغتة فقد جاء اشراطها (محمد/ ١٨)، قال النبى ﷺ: سأخبرك عن اشراطها اذاولدت الامة ربها واذا تطاول رعاة الابل البهم فى البنيان فى خمس لايعلمهن الا الله ثم تلا النبى ﷺ ان الله عنده علم الساعة الاية (صحيح بخارى: ١/ ١٢)، عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ لا تقوم الساعة حتى تقتتل فئتان عظيمتان، و تكون بينهما مقتلة عظيمة، و دعواهما واحدة (صحيح مسلم: ٢/ ٣٩٠)، عن حذيفة بن اسيد رضى الله عنه قال: قال النبى صلى الله عليه وسلم ان الساعة لاتكون حتى تكون عشر آيات: خسف بالمشرق و خسف بالمغرب وخسف فى جزيرة العرب والدخان، والدجال ودابة الأرض وياجوج ماجوج وطلوع الشمس من مغربها ونار تخرج من قعرة عدن ترحل الناس (صحيح مسلم: ٢/ ٣٩٣) مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں (صحيح مسلم: ٢/ ٣٩١ تا ٤٠٢)

② اشراط الساعة هى علامات تدل على قربها فمنها صغار موجودة منذ عهد طويل ....ومنها كبار تنذر بقربها كالمهدى وعيسى والدجال....(مرام الكلام/٦٦)

قیامت کی علاماتِ صغریٰ

⑨ قیامت کی علامات صغریٰ میں سے سب سے پہلی علامت محمد رسول اللہ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اور آپ ﷺ کی وفات ہے، پچھلی آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کا لقب "نبی الساعۃ" لکھا ہے۔ جس کا معنی ہے: "قیامت کا نبی" یعنی آپ ﷺ وہ آخری نبی ہوں گے کہ جن کی امت پر قیامت قائم ہو گی۔ ①

⑩ اولاد نافرمان ہو جائے گی، بیٹیاں تک ماں کی نافرمانی کرنے لگیں گی، دوست کو اپنا اور باپ کو پرایا سمجھا جانے لگے گا۔ ②

⑪ علم اٹھ جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی، دین کا علم لوگ دنیا کمانے کیلئے حاصل کرنے لگیں گے۔ ③

⑫ نااہل لوگ امیر اور حاکم بن جائیں گے، اور ہر قسم کے معاملات، عہدے اور مناصب نااہلوں کے سپرد ہو جائیں گے۔ جو جس کام کا اہل اور لائق نہ ہو گا وہ کام اس کے سپرد ہو جائے گا۔ ④

---

① عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال : قال النبی ﷺ بعثت أنا والساعة کھاتین(صحیح بخاری :۹۶۳/۲)، وفی قصة ھاروت و ماروت فقال الرجل و بم استبشار کما قالا: انه نبی الساعة۔ (تفسیر بغوی جلد۱/۱۰۱)و مثله فی خازن تحت قصة ھاروت و ماروت۔قال الامام البغوی و کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من اشراط الساعة قال تعالیٰ وما یدریک لعل الساعة قریب(شرح عقیدہ سفارینیه: ۶۵/۲)

② عن أبی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنه قال: قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: سأخبرک عن اشراطھا اذا ولدت الامة ربھا۔(صحیح بخاری: ۱۲/۱)، عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ واطاع الرجل زوجته وعق امه وبر صدیقه وجفا اباہ (جامع ترمذی: ۴۹۱/۲)

③ قال رسول اللّٰہ ﷺ ان أشراط الساعة أن یرفع العلم ویثبت الجھل (صحیح بخاری: ۱۸/۱)، قال رسول اللّٰہ ﷺ وما تعلم لغیر الدین (جامع ترمذی: ۴۹۱/۲)

④ قال النبی ﷺ واذا کانت العراة الحفاة رؤوس الناس ، فذاک من اشراطھا (صحیح مسلم: ۲۹/۱)،قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی تعلوا التحوت و تھلک الوعول(مجمع الزوائد:

⑬ لوگ ظالموں اور برے لوگوں کی تعظیم اس وجہ سے کرنے لگیں گے کہ یہ ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں۔ ①

⑭ شراب کھلم کھلا پی جانے لگے گی، زناکاری اور بدکاری عام ہو جائے گی۔ ②

⑮ اعلانیہ طور پر ناچنے اور گانے والی عورتیں عام ہو جائیں گی، گانے بجانے کا سامان اور آلات موسیقی بھی عام ہو جائیں گے۔ ③

⑯ لوگ امت کے پہلے بزرگوں کو برا بھلا کہنے لگیں گے۔ ④

⑰ جھوٹ عام پھیل جائے گا اور جھوٹ بولنا کمال سمجھا جانے لگے گا۔ ⑤

⑱ امیر اور حاکم ملک کی دولت کو ذاتی ملکیت سمجھنے لگیں گے۔

⑲ امانت میں خیانت شروع ہو جائے گی، امانت کے طور پر رکھوائی جانے والی چیزوں کو لوگ ذاتی دولت سمجھنے لگیں گے۔

⑳ نیک لوگوں کی بجائے رزیل اور غلط کار قسم کے لوگ اپنے اپنے قبیلے اور علاقے کے سردار بن جائیں گے۔

㉑ شرم وحیا بالکل ختم ہو جائے گا۔

㉒ ظلم وستم عام ہو جائے گا۔

نوٹ: نمبر ۱۸ تا ۲۸ کے حوالہ جات اگلے صفحہ کے حاشیہ نمبر ۱ میں درج ہیں۔

۳۲۷/۷)، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ (کنز العمال: ۲۱۰/۱٤)

① قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اشراط الساعۃ وأکرم الرجل مخافۃ شرہ (جامع ترمذی: ٤۹۱/۲)

② قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اشراط الساعۃ (وذکر منھا) وتشرب الخمر ویظھر الزنا (صحیح بخاری: ۱۸/۱)

③ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اشراط الساعۃ: وظھرت القینات والمعازف (جامع ترمذی: ٤۹۱/۲)

④ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اشراط الساعۃ: والعن آخر ھذہ الامۃ أولھا (جامع ترمذی: ۲۹۱/۲)

⑤ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیکون فی آخر امتی اناس یحدثونکم مالم تسمعوا انتم ولا أباؤکم فایاکم وایاھم (صحیح مسلم: ۹/۱) عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اقتراب الساعۃ اثنتان و سبعون خصلۃ... منھا... واستحلوا الکذب... یکون الکذب صدقا (خرج ابو نعیم فی الحلیۃ: ۳۵۸/۳)

ایمان سمٹ کر مدینہ منورہ کی طرف چلا جائے گا جیسے سانپ سکڑ کر اپنے بل کی طرف چلا جاتا ہے۔

۲۴ ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ دین پر قائم رہنے والے کی وہ حالت ہو گی جو ہاتھ میں انگارہ پکڑنے والے کی ہوتی ہے۔

۲۵ زکوٰۃ کو لوگ تاوان سمجھنے لگیں گے، مال غنیمت کو اپنا مال سمجھا جانے لگے گا۔

۲۶ ماں کی نافرمانی اور بیوی کی فرمانبرداری شروع ہو جائے گی۔

۲۷ عورتیں زیادہ اور مرد کم ہو جائیں گے، یہاں تک کہ ایک مرد پچاس[۵۰] عورتوں کا نگران ہو گا۔

۲۸ قیامت سے پہلے حضور اکرم ﷺ کی امت میں سے تیس بڑے بڑے کذاب اور دجال آئیں گے، ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ [۱]

۲۹ عراق کا مشہور دریا فرات سونے کا ایک پہاڑ یا سونے کا ایک خزانہ ظاہر کرے گا، جس پر لوگ لڑیں گے، چنانچہ اس لڑائی میں ہر سو[۱۰۰] میں سے ننانوے[۹۹] قتل ہو جائیں گے۔ [۲]
ممکن ہے سونے کے پہاڑ یا سونے کے خزانے سے مراد عراق کا تیل ہو۔ واللہ اعلم

---

[۱] قال رسول اللہ ﷺ اذا کان المغنم دولا والامانة مغنما (جامع ترمذی: ۴۹۱/۲)، وقال رسول اللہ ﷺ اذا کانت العراة والحفاة رؤوس الناس، فذاک من أشراطها (صحیح مسلم: ۲۹/۱)، عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ان الایمان لیارز الی المدینة کما تارز الحیة الی حجرھا (صحیح مسلم: ۸۴/۱)، عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یاتی علی الناس زمان الصابر فیھم علی دینه کالقابض علی الجمر۔ (مسند احمد ۲۸۶/۲)، قال النبی ﷺ من اشراط الساعه ان یقل العلم، یظھر الجھل و یظھر الزنا و تکثر النساء ویقل الرجال حتی یکون لخمسین امرأة القیم الواحد (صحیح بخاری: ۱۸/۱)، قال النبی ﷺ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی وأنا خاتم النبین لا نبی بعدی (سنن ابو داؤد: ۲۳۳/۲)

[۲] عن عبداللہ بن الحارث بن نوفل قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول یوشک الفرات أن یحسر عن جبل من ذھب فاذا سمع به الناس ساروا الیه فیقول من عنده لئن ترکنا الناس یاخذون منه لیذھبن به کله قال فیقتلون علیه فیقتل من کل مائة تسعة وتسعون (صحیح مسلم: ۳۹۲/۲)

(۳۰) جب یہ علامتیں ہو چکیں گی تو سخت قسم کا عذاب شروع ہو گا' اس میں سرخ آندھیاں آئیں گی' آسمان سے پتھر برسیں گے' کچھ لوگ زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے' لوگوں کی شکلیں مسخ ہو جائیں گی' پھر پے در پے کئی نشانیاں ایسے ظاہر ہوں گی جیسے ہار کا دھاگہ ٹوٹنے پر مسلسل دانے گرنے لگتے ہیں۔ [1]

---

[1] (قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی أشراط الساعة) فلیر تقبوا عندذلک ریحاحمراءوزلزلة وخسفا ومسخاوقذفاوآیات تتابع کنظام بال قطع سلکه فتتابع (جامع ترمذی: ۴۹۲/۲)

قیامت کی علاماتِ کبریٰ

(۳۱) ظہورِ مہدی علیہ السّلام

قیامت کی علامات کبریٰ میں سب سے پہلی علامت حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہے۔ احادیث مبارکہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ذکر بڑی تفصیل سے آیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السّلام، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے 'نام محمدؐ' والد گرامی کا نام عبد اللہ ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہت ہوگی، پیشانی کھلی اور ناک بلند ہوگی، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے' پہلے ان کی حکومت عرب میں ہوگی پھر ساری دنیا میں پھیل جائے گی، سات سال تک حکومت کریں گے۔ (۱)

مہدی عربی زبان میں ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں، ہر صحیح الاعتقاد اور باعمل عالم دین کو مہدی کہا جاسکتا ہے بلکہ ہر راسخ العقیدہ نیک مُسلمان کو بھی مہدی کہا جاسکتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی ہادی اور مہدی ہونے کی دُعا دی ہے اس سے بھی یہی لغوی معنیٰ مراد ہے۔ (۲)

یہاں مہدی سے مراد وہ خاص شخص ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے، امام مہدی مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے، آخری زمانہ میں جب مُسلمان ہر طرف سے مغلوب ہو جائیں گے، مسلسل جنگیں ہوں گی، شام میں بھی عیسائیوں کی حکومت قائم ہو جائے گی' ہر جگہ کفار کے مظالم بڑھ جائیں گے، عرب میں بھی مُسلمانوں کی باقاعدہ پُر شوکت حکومت نہیں رہے

---

(۱) ان ابا سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المهدی منی، اجلی الجبهة، أقنى الأنف، يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا، ويملك سبع سنين (سنن ابو داؤد: ۲/۵۸۸)، عن ام سلمة رضی اللہ عنها قالت: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول: المهدی من عترتی من ولد فاطمه، (سنن ابو داؤد: ۲/۲۳۹)

(۲) المهدی: الذی قد هداه اللہ الی الحق، وقد استعمل فی الأسماء حتى صار كالاسماء الغالبة، وبه سمى المهدی الذی بشر به النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، انه يجي فی آخر الزمان (لسان العرب: ۵۱/۴۱۳)، عن عبد الرحمن بن ابی عميرة رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال لمعاوية اللهم اجعله هاديا مهديا (جامع ترمذی: ۲/۷۰۴)

گی، خیبر کے قریب تک عیسائی پہنچ جائیں گے اور اس جگہ تک ان کی حکومت قائم ہو جائے گی' بچے کھچے مُسلمان مدینہ منورہ پہنچ جائیں گے 'اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السّلام مدینہ منورہ میں ہوں گے ،لوگوں کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہو گا کہ اب امام مہدی علیہ السّلام کو تلاش کرنا چاہیے 'ان کے ہاتھ پر بَیعت کرکے ان کو امام بنالینا چاہیے، اس زمانے کے نیک لوگ 'اولیاءاللہ اور ابدال سب ہی امام مہدی کی تلاش میں ہوں گے ، بعض جھوٹے مہدی بھی پیدا ہو جائیں گے ، امام اس ڈر سے کہ لوگ انہیں حاکم اور امام نہ بنالیں مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آجائیں گے 'اور بیت اللہ شریف کا طواف کررہے ہوں گے ، حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں ہوں گے کہ پہچان لیے جائیں گے ، اور لوگ ان کو گھیر کر ان سے حاکم اور امام ہونے کی بَیعت کرلیں گے 'اسی بَیعت کے دوران ایک آواز آسمان سے آئے گی جس کو تمام لوگ جو وہاں موجود ہوں گے ، سنیں گے ، وہ آواز یہ ہوگی: "یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور حاکم بنائے ہوئے امام مہدی ہیں"۔

جب آپ کی بیعت کی شہرت ہوگی تو مدینہ منورہ کی فوجیں مکہ مکرمہ میں جمع ہو جائیں گی، شام 'عراق اور یمن کے اھل اللہ اور ابدال سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور بَیعت کریں گے۔ (1)

ایک فوج حضرت امام مہدی علیہ السّلام سے لڑنے کیلئے آئیگی 'جب وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جنگل میں پہنچے گی اور ایک پہاڑ کے نیچے ٹھہرے گی تو سوائے دو آدمیوں کے سب کے سب زمین میں دھنس جائینگے۔ امام مہدی علیہ السّلام مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئینگے 'رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک کی زیارت کرینگے 'پھر شام

---

(1) عن ام سلمة رضی اللّٰہ عنها قالت: قال النبی ﷺ یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هاربا الی مکة فیاتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه و هو کاره فیبایعونه بین الرکن و المقام.... فاذارای الناس ذالک اتاه ابدال الشام و عصائب اهل العراق فیبایعونه بین الرکن والمقام(سنن ابو داؤد ۲۳۹/۲)، وینادی مناد من السماء: أیها الناس ان اللّٰہ قطع عنکم الجبارین والمنافقین وأشیاعهم وولاکم خیر أمة محمد ﷺ فألحقوه بمکة فانه المهدی واسمه محمد بن عبداللّٰہ (شرح عقیده سفارینیه: ۸۱/۲،۸۰)، مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: تذکرة للقرطبی ۵۰۰ تا ۵۱۵۔

روانہ ہوں گے، دمشق پہنچ کر عیسائیوں سے ایک خونریز جنگ ہوگی جس میں بہت سے مُسلمان شہید ہو جائیں گے بالآخر مُسلمانوں کو فتح ہوگی 'امام مہدی علیہ السّلام ملک کا انتظام سنبھال کر قسطنطنیہ فتح کرنے کے لیے عازم سفر ہوں گے۔ ①

قسطنطنیہ فتح کر کے امام مہدی شام کے لیے روانہ ہوں گے' شام پہنچنے کے کچھ ہی عرصہ بعد دجال نکل پڑے گا' دجال شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلے گا اور گھومتا گھماتا دمشق کے قریب پہنچ جائیگا 'عصر کی نماز کے وقت لوگ نماز کی تیاری میں مصروف ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السّلام دو[2] فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اُترتے ہوئے نظر آئیں گے، دجال حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو دیکھ کر بھاگے گا بالآخر "باب لُد" پر پہنچ کر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام دجال کا کام تمام کر دیں گے اس وقت روئے زمین پر کوئی کافر نہیں رہے گا سب مُسلمان ہونگے، حضرت امام مہدی علیہ السّلام کی عمر پینتالیس[45] 'اڑتالیس[48] یا انچاس[49] برس ہوگی کہ آپکا انتقال ہو جائیگا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے بیت المقدس میں انتقال ہوگا اور وہیں دفن ہونگے۔ ②

---

① عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لاتقوم الساعة حتی تنزل الروم بالاعماق اوبدابق فیخرج الیهم جیش من المدینة من خیار اهل الارض... فیفتتحون قسطنطینة... فاذا جاؤا الشام خرج فبینما هم یعدون للقتال یسوون الصفوف (صحیح مسلم ۲/۳۹۱)، روی من حدیث حذیفة بن الیمان رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ، وذکر فتنة تکون بین أهل المشرق والمغرب: "فبینما هم کذلک اذخرج علیهم السفیانی من الوادی الیابس فی فوره ذلک ....ویحل جیشه الثانی بالمدینة فینهبونها ثلاثة أیام ولیالیها، ثم یخرجون متوجهین الی مکة حتی اذا کانوا بالبیداء، بعث الله جبریل علیه السلام فیقول: یا جبریل اذهب فأبدهم، فیضربها برجله ضربة یخسف الله بهم،....فلایبقی منهم الارجلان احدهما بشیر والاخر نذیر (سنن دارقطنی بحواله تذکره للقرطبی ۵۰۸)، وقد تکاثرت الروایات والآثار بأمر المهدی وقد ذکر العلماء ان أول ظهوره یکون شاباثم یخاف علی نفسه من القتل فیفر الی مکة مختفیا ثم یرجع الی مکة فیرونه بالمطاف عندالرکن فیقهرونه علی المبایعة بالامامة ثم یتوجه الی المدینة ومعه المؤمنون ثم یسیرون الی جهة الکوفة ثم یعودمنهزما من جیش السفیانی فیخرج الله علی السفیانی من أهل المشرق وزیر المهدی فیهزم السفیانی الی الشام فیقصده المهدی فیذبحه عند عتبة بیت المقدس کماتذبح الشاة، (شرح عقیده سفارینیه: ۲/۸۱، ۸۲)

② عن ابی امامة الباهلی فی حدیث طویل من ذکر الدجال فقالت ام شریک بنت ابی یا رسول الله ﷺ

۳۴ خروج دجال

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے دوسری علامت خروج دجال ہے۔ احادیث مبارکہ میں دجال کا ذکر بڑی وضاحت سے آیا ہے' ہر نبی دجال کے فتنے سے اپنی امت کو ڈراتا رہا ہے، حضور اکرم ﷺ نے اس کی نشانیاں بھی بیان فرمائی ہیں۔ دجال کا ثبوت احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ہے، دجال کا لغوی معنی ہے' مکار' جھوٹا' حق اور باطل کو خلط ملط کرنے والا' اس معنی کے اعتبار سے ہر اس شخص کو جس میں یہ اوصاف ہوں، دجال کہا جاسکتا ہے۔ ①

یہاں دجال سے ایک خاص کافر مُراد ہے جس کا ذکر احادیث میں تواتر کیساتھ موجود ہے' جو یہودی ہوگا، خدائی کا دعویٰ کرے گا' اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ف ر یعنی کافر لکھا ہوا ہوگا' دائیں آنکھ سے کانا ہوگا' دائیں آنکھ کی جگہ انگور کی طرح کا اُبھرا ہوا دانہ ہوگا، زمین پر اس کا قیام چالیس دن ہوگا' لیکن ان چالیس دنوں میں سے پہلا دن سال کے برابر' دوسرا دن مہینہ کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر ہوگا' باقی دن عام دنوں کی طرح

فاین العرب یو مئذقال العرب یو مئذ قلیل و جلهم ببیت المقدس و امامهم رجل صالح فبینما امامهم قد تقدم یصلی بهم....اذانزل علیهم عیسی ابن مریم....فرجع ذالک الامام ینکص یمشی قهقری لیقدم عیسی لیصلی 'فیضع عیسی یده بین کتفیه ثم یقول له تقدم فیصل فانهالک اقیمت فیصلی بهم امامهم فاذاانصرف قال عیسی علیه السلام افتحوالباب فیفتح و راءه الدجال ....و ینطلق هاربا و یقول عیسی ان لی فیک ضربة لن تسبقنی بهافیدرکه عندباب اللد للشرقی فیقتله فیهزم االلّٰه الیهود (سنن ابو داؤد : ۲/۱۳۵)،.... ثم یستمر سیدنا المهدی حتی یسلم الامرلروح االلّٰه عیسی ابن مریم ویصلی المهدی بعیسی علیه السلام صلاة واحدة....ثم یستمر المهدی علی الصلاة خلف سیدنا عیسی علیه السلام بعد تسلیمه الامر الیه ثم یموت المهدی و یصلی علیه روح االلّٰه عیسی و یدفنه فی بیت المقدس۔(شرح عقیده سفارینیه : ۲۔۸۰)،یعیش خمساأو سبعا أو تسعا۔(الیواقیت والجواهر ۲۔۱۴۳)

① اصل الدجل: الخلط، یقال: دجل اذالبس و موہ والدجال هو المسیح الکذاب ، وانمادجله سحره و کذبه۔(لسان العرب : ۱۱/۲۸۴، ۲۸۵)،وماأدراک ماالدجال منبع الکفر والضلال وینبوع الفتن والاوحال قدأنذرت به الانبیاءقومهاوحذرت منه امما ....للدجال أی الکذابوقیل سمی به لتمویهه علی الناس و تلبیسه....وقیل ماخوذمن الدجل(شرح عقیده سفارینیه:۲/۸۶،۹۹)

ہوں گے' بندوں کے امتحان کیلئے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے مختلف خرق عادت امور اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے' وہ لوگوں کو قتل کرکے زندہ کرے گا' وہ آسمان کو حکم کرے گا، آسمان بارش برسائے گا' زمین کو حکم کرے گا، زمین غلہ اگائے گی' ایک ویرانے سے گذرے گا اور اسے کہے گا: اپنے خزانے نکال' وہ اپنے خزانے باہر نکالے گی پھر وہ خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے، آخر میں ایک شخص کو قتل کرے گا، پھر زندہ کرے گا اس کو دوبارہ قتل کرنا چاہیگا تو نہیں کر سکے گا' دجال پوری زمین کا چکر لگائے گا، کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جہاں دجال نہیں جائیگا' سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے، کہ ان دو۲ شہروں میں فرشتوں کے پہرے کی وجہ سے وہ داخل نہیں ہو سکے گا' دجال کا فتنہ تاریخ انسانیت کا سب سے بڑا فتنہ ہوگا۔ ①

حضرت امام مہدی علیہ السلام جب قسطنطنیہ کو فتح فرما کر شام تشریف لائیں گے' دمشق میں مقیم ہوں گے کہ شام اور عراق کے درمیان میں سے دجال نکلے گا' پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا' یہاں سے اصفہان پہنچے گا' اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہو جائیں گے پھر خدائی کا دعویٰ شروع کردے گا اور اپنے لشکر کے ساتھ زمین میں فساد مچاتا پھرے گا' بہت سے ملکوں سے ہوتا ہوا یمن تک پہنچے گا' بہت سے گمراہ لوگ اس کے ساتھ ہو جائیں گے' یہاں سے مکہ مکرمہ کیلئے روانہ ہوگا' مکہ مکرمہ کے قریب آکر ٹھہرے گا،

---

① عن قتادة حدثنا انس بن مالک قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الدجال مکتوب بین عینیه ک، ف، ر ای کافر (صحیح مسلم: ٢/٤٠٠)، عن النواس بن سمعان، قال: ذکر رسول اللّٰه ﷺ الدجال ذات غداة ...انه شاب قطط، عینه طافئة، ...انه خارج خلة بین الشام والعراق فعاث یمینا وعاث شمالا، یاعباد اللّٰه، فاثبتوا قلنا: یارسول اللّٰه، ومالبثه فی الارض؟ قال اربعون یوما کسنة ویوم کشهر ویوم کجمعة و سائرا ایامه کایامکم...فیأتی علی القوم فیدعوهم، فیؤمنون به ویستجیبون له ...فیأمر السماء فتمطر، والأرض فتنبت، فتروح علیهم سارحتهم، أطول ما کانت ذری، وأسبغه ضروعا، وأمده خواصر، ثم یأتی القوم، فیدعوهم فیردون علیه قوله، فینصرف عنهم، فیصبحون ممحلین، لیس بایدیهم شیء من أموالهم، ویمر بالخربة فیقول لها: اخرجی کنوزک، فتتبعه کنوزها کیعاسیب النحل، ثم یدعو رجلا ممتلئا شبابا، فیضربه بالسیف فیقطعه جزلتین رمیة الغرض، ثم یدعوه فیقبل ویتهلل وجهه یضحک، (صحیح مسلم: ٢/٤٠٠، ٤٠١)

مکہ مکرمہ کے گرد فرشتوں کا حفاظتی پہرہ ہوگا جس وجہ سے وہ مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہو سکے گا، پھر مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوگا یہاں بھی فرشتوں کا حفاظتی پہرہ ہوگا' دجال مدینہ منورہ میں بھی داخل نہ ہو سکے گا' اس وقت مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا، جس سے کمزور ایمان والے گھبرا کر مدینہ منورہ سے باہر نکل جائینگے اور دجال کے فتنہ میں پھنس جائیں گے۔ ①

مدینہ منورہ میں ایک اللہ والے دجال سے مناظرہ کرینگے، دجال انہیں قتل کر دیگا' پھر زندہ کرے گا' وہ کہیں گے اب تو تیرے دجال ہونے کا پکا یقین ہو گیا ہے، دجال انہیں دوبارہ قتل کرنا چاہے گا مگر نہیں کر سکے گا۔ ②

یہاں سے دجال شام کیلئے روانہ ہوگا' دمشق کے قریب پہنچ جائیگا' یہاں حضرت امام مہدی علیہ السلام پہلے سے موجود ہوں گے کہ اچانک آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے، حضرت امام مہدی علیہ السلام تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے کرنا چاہیں گے وہ فرمائیں گے منتظم آپ ہی ہیں' میرا کام دجال کو قتل کرنا ہے۔ اگلی صبح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے لشکر کیساتھ دجال کے لشکر کی طرف پیش قدمی فرمائیں گے' گھوڑے پر سوار ہوں گے' نیزہ ان کے ہاتھ میں ہوگا، دجال کے لشکر پر حملہ کر دینگے' بہت گھمسان کی لڑائی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ

---

① عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یتبع الدجال من یہود اصبہان سبعون الفًا علیہم الطیالسۃ (صحیح مسلم: ۲/۴۰۵)، عن انس بن مالک ﷺ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لیس من بلدالا سیطوی الدجال الا مکۃ والمدینۃ ولیس نقب من انقابہا الا علیہ الملائکۃ صافین تحرسہا فینزل بالسبخۃ فترجف المدینۃ ثلاث رجفاۃ یخرج الیہ منہا کل کافر ومنافق (صحیح مسلم: ۲/۴۰۵)

② ان اباسعید قال حدثنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوما حدیثاً طویلاً عن الدجال فکان فیما یحدثنا بہ انہ قال:.... فیخرج الیہ یومئذ رجل ھو خیر الناس اومن خیار الناس فیقول لہ اشہد انک الدجال الذی حدثنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حدیثہ فیقول الدجال ارئیتم ان قتلت ھذاثم احییتہ ھل تشکون فی الأمر؟ فیقولون، لا، قال فیقتلہ ثم یحیہ فیقول حین یحیہ، واللّٰہ ماکنت فیک قط اشد بصیرۃ منی الیوم قال فیرید الدجال ان یقتلہ فلا یسلط علیہ (صحیح بخاری: ۲/۱۰۵۶)

تاثیر ہوگی کہ جہاں تک ان کی نگاہ جائیگی وہیں تک سانس پہنچے گا اور جس کافر کو آپ کے سانس کی ہوا لگے گی وہ اسی وقت مر جائے گا' دجال حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو دیکھ کر بھاگنا شروع کردے گا' آپ اس کا پیچھا کریں گے "بابِ لُد" پر پہنچ کر دجال کو قتل کر دیں گے۔ ①

㉝ نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے تیسری علامت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا آسمانوں سے نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا ہے، نزول عیسیٰ علیہ السّلام کا عقیدہ قرآن کریم' احادیث متواترہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے' اس کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا فرض ہے اور مُسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے اس عقیدے کے بغیر کوئی شخص مُسلمان نہیں ہو سکتا۔ ②

آسمانوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے نازل ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت امام مہدی علیہ السّلام مدینہ منورہ سے ہو کر دمشق پہنچ چکے ہوں گے اور دجال بھی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے دھتکارا ہوا دمشق کے قریب پہنچ گیا ہوگا' امام مہدی علیہ السّلام اور یہودیوں کے درمیان جنگیں زوروں پر ہوں گی کہ ایک دن عصر کی نماز کا وقت ہوگا' اذانِ عصر ہو چکی ہوگی، لوگ نماز کی تیاری میں مشغول ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السّلام دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمانوں سے اترتے ہوئے نظر آئیں گے' سر نیچے کریں گے تو پانی کے قطرے گریں گے' سر اونچا کریں گے، تو

---

① عن النواس بن سمعان قال، قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: فبینما ھو کذلک بعث اللّٰہ المسیح ابن مریم، فینزل عندالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھرودتین، واضعا کفیہ علی اجنحۃ ملکین، اذاطأطأ راسہ، قطر، واذا رفعہ، تھدر منہ جمان، کاللولؤ، فلا یحل لکافر یجد ریح نفسہ الامات و نفسہ ینتھی حیث ینتھی طرفہ فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لد فیقتلہ (صحیح مسلم: ۲/۴۰۱)

② واماالاجماع فقد اجتمعت الامۃ علی نزولہ ولم یخالف فیہ احد من اھل الشریعۃ وانماانکر ذلک الفلاسفۃ.... وقدانعقدا جماع الامۃ علی انہ ینزل ویحکم بھذہ الشریعۃ المحمدیۃ ولیس ینزل بشریعۃ مستقلۃ عندہ نزولہ من السماء وان کانت النبوۃ قائمۃ بہ وھو متصف بھا (شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲/۹۰)

چمکدار موتیوں کی طرح دانے گریں گے' دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی جانب کے سفید رنگ کے مینارے پر اتریں گے' وہاں سے سیڑھی کے ذریعے نیچے اتریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام عدل و انصاف قائم کریں گے' عیسائیوں کی صلیب توڑ دیں گے، (صلیب توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں کے عقیدۂ صلیب کو غلط قرار دیں گے) خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ کو ختم کردیں گے، یہودیوں اور دجال کو قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی ختم ہو جائیں گے' جس کافر کو ان کا سانس پہنچے گا وہ وہیں مرجائیگا "باب لُد" پر دجال کو قتل کریں گے، مال کی اتنی فراوانی ہو جائے گی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ ①

حضرت امام مہدی علیہ السّلام کی وفات کے بعد تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سنبھالیں گے۔ آسمانوں سے اترنے کے بعد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نبی ہی ہوں گے، کیونکہ نبی منصب نبوت سے کبھی معزول نہیں ہوتا' لیکن اس وقت امت محمدیہ کے تابع، مجدد اور عادل حکمران کی حیثیت میں ہوں گے۔

دجال کو قتل کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے احوال کی اصلاح فرمائیں گے' اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں کوہ طور پر لے جائیں گے، چالیس[۴۰] یا پینتالیس[۴۵] برس کے بعد ان کی وفات ہوگی، اس دوران نکاح بھی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی' مدینہ منورہ میں انتقال ہوگا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں دفن ہوں گے' آپ کے بعد قحطان قبیلے کے ایک شخص جہجاہ حاکم بنیں گے' ان کے بعد کئی نیک و عادل حکمران آئیں گے' پھر آہستہ آہستہ نیکی کم ہونا شروع ہو جائیگی اور بُرائی بڑھنے لگے گی۔ ②

---

① عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن أن ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد (صحیح بخاری: ۴۹۰/۱) عن النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ....فبینما ھو کذالک اذبعث اللہ المسیح ابن مریم، فینزل عندالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھرودتین، واضعا کفیہ علی اجنحۃ ملکین اذا طأطأ راسہ قطر واذا رفعہ تحدر منہ جمان کاللؤلؤ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسہ الا مات، ونفسہ ینتھی حیث ینتھی طرفہ فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لدفیقتلہ (صحیح مسلم: ۴۰۱/۲)

② عن النواس بن سمعان قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حدیث الدجال: فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لد، فیقتلہ

(۳۴) یاجوج ماجوج

امام مہدی علیہ السّلام کے انتقال کے بعد تمام انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ہاتھ میں ہوں گے اور نہایت سکون و آرام سے زندگی بسر ہو رہی ہو گی کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر وحی نازل فرمائیں گے کہ میں ایک ایسی قوم نکالنے والا ہوں جس کیساتھ کسی کو مقابلہ کی طاقت نہیں ہے 'آپ میرے بندوں کو کوہ طور پر لیجائیں ' اس قوم سے یاجوج ماجوج کی قوم مراد ہے۔ ①

یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے 'یہ قوم یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے۔ شمال کی طرف بحر منجمد سے آگے یہ قوم آباد ہے 'ان کی طرف جانے والا راستہ پہاڑوں کے درمیان ہے، جس کو حضرت ذوالقرنین نے تانبا پگھلا کر لوہے کے تختے جوڑ کر بند کر دیا تھا، بڑی طاقتور قوم ہے دو پہاڑوں کے درمیان نہایت مستحکم آہنی دیوار کے پیچھے بند ہے، قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹ کر گر پڑے گی اور یہ قوم باہر نکل آئیگی اور ہر طرف پھیل جائے گی اور فساد برپا کرے گی۔ ②

....فبینما ھو کذلک اذاوحی اللّٰہ الی عیسی....فحرز عبادی الی الطور(صحیح مسلم:۴۰۱/۲)، عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی ﷺ قال:لا تذھب الا یام واللیالی،حتی یملک رجل یقال لہ الجھجاہ (صحیح مسلم:۳۹۵/۲)، عن عبداللّٰہ بن عمرورضی اللّٰہ عنھماقال:قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینزل عیسی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولدلہ ویمکث خمساواربعین ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسی ابن مریم فی قبرواحدبین ابی بکروعمر (مشکوٰۃالمصابیح:۴۸۰/۲)، عن ابی ھریرۃرضی اللّٰہ عنہ قال: قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: والذی نفس ابی القاسم بیدہ ینزلن عیسی بن مریم اماما مقسطاوحکما عدلا ثم لئن قام صلی قبری فقال یا محمد لاجیبنہ(مسند ابو یعلی:۴۹۷/۵)، وامّاالاجماع فقد اجتمعت الامۃ علی نزولہ ولم یخالف فیہ احد من اھل الشریعۃ وانماانکر ذلک الفلاسفۃ ....وقد انعقد اجماع الامۃ علی انہ ینزل ویحکم بھذہ الشریعۃ المحمدیۃ ولیس ینزل بشریعۃ مستقلۃ عندہ نزولہ من السماءوان کانت النبوۃ قائمۃ بہ وھو متصف بھا(شرح عقیدہ سفارینیہ:۹۰/۲)

① عن النواس بن سمعان رضی اللّٰہ عنہ قال: قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم:فی حدیث الدجال....، فبینما ھو کذلک اذأوحی اللّٰہ الی عیسی : انی قدأ خرجت عباداًلی لایدان لاحد بقتالھم، فحرز عبادی الی الطور، ویبعث اللّٰہ یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون، (صحیح مسلم:۴۰۱/۲)

② قالوایاذاالقرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجا علی أن تجعل بیننا وبینھم

یاجوج ماجوج آہنی دیوار ٹوٹنے کے بعد ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نظر آئیں گے' جب ان کی پہلی جماعت بحیرۂ طبریہ پر سے گزرے گی تو اس کا سارا پانی پی جائیگی ، جب دوسری جماعت گزرے گی تو وہ کہے گی: "یہاں کبھی پانی تھا" یاجوج ماجوج کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان بڑی تکلیف میں ہوں گے کھانے کی قلت کا یہ عالم ہو گا کہ بیل کا سر سو دینار سے بھی قیمتی اور بہتر سمجھا جائے گا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کیلئے بددعا کریں گے ، اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک بیماری پیدا کر دیں گے جس سے سارے مرجائیں گے' اور زمین بدبو اور تعفّن سے بھر جائے گی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ بڑی بڑی گردنوں والے پرندے بھیجیں گے جو ان کو اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے پھینک دیں گے ، پھر موسلا دھار عظیم بارش ہو گی جو ہر جگہ ہو گی کوئی مکان یا کوئی علاقہ ایسا نہیں ہو گا جہاں یہ بارش نہ پہنچے ، وہ بارش پوری زمین دھو کر صاف و شفاف کر دے گی، اس زمانے میں زمین اپنی برکتیں ظاہر کرے گی، ایک انار ایک جماعت کیلئے کافی ہو گا' اس کے چھلکے کے سائے میں پوری جماعت بیٹھ سکے گی، ایک اونٹنی کا دودھ بڑی جماعت کیلئے 'ایک گائے کا دودھ ایک قبیلے کیلئے اور ایک بکری کا دودھ ایک چھوٹے قبیلے کیلئے کافی ہو گا۔ ①

سدا قال ما مکنی فیه ربی خیر فاعینونی بقوة اجعل بینکم وبینهم ردما أتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعله نارا قال أتونی افرغ علیه قطرا فما اسطاعوا ان یظهروه وما استطاعوا له نقبا (الکهف/ ۹۴ تا ۹۷)، حتی اذا فتحت یا جوج وماجوج وهم من کل حدب ینسلون (الانبیاء/ ۹۶)قال اهل التاریخ اولاد نوح ثلاثة۔ سام وحام ویافث۔ فسام ابوالعرب والعجم والروم۔ وحام ابوالحبشه والزنج والنوبة ویافث ابوالترکی والصقالبه ویاجوج وماجوج۔(شرح عقیده سفارینیه: ۲/ ۱۱۴)

① قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حدیث الدجال... فیمر اوائلهم علی بحیرة طبریة ، فیشربون مافیها، ویمر آخرهم فیقولون: لقد کان بهذه مرة ماء ویحصر نبی الله عیسی وأصحابه حتی یکون راس الثور لأحدهم خیرا من مائة دینار لاحدکم الیوم فیرغب نبی الله عیسی واصحابه، فیرسل الله علیهم النغف فی رقابهم فیصبحون فرسی کموت نفس واحدة، ثم یهبط نبی الله عیسی وأصحابه الی الأرض، فلا یجدون فی الأرض موضع شبر الاملأه زهمهم ونتنهم، فیرغب نبی الله عیسی وأصحابه الی الله، فیرسل الله طیرا کأعناق البخت فتحملهم فتطرحهم

(۳۵) دھویں کا ظاہر ہونا

قیامت کی بڑی علامات میں سے ایک علامت دھویں کا نکلنا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بعد کئی حکمرانوں تک نیکی غالب رہے گی، پھر آہستہ آہستہ شر غالب ہونا شروع ہو جائے گا تو ان دنوں آسمان سے ایک بہت بڑا دھواں ظاہر ہوگا، جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔

جب یہ دھواں نکلے گا تو ہر جگہ چھا جائیگا، جس سے مسلمانوں کو زکام اور کافروں کو بیہوشی ہو جائے گی، چالیس دن تک مسلسل یہ دھواں چھایا رہے گا' چالیس دنوں کے بعد آسمان صاف ہو جائے گا۔ ①

(۳۶) زمین کا دھنس جانا

قیامت سے پہلے اسی زمانہ میں تین جگہ سے زمین دھنس جائیگی، ایک جگہ مشرق میں، ایک جگہ مغرب میں اور ایک جگہ جزیرہ عرب میں۔ ②

حیث شاء اللّٰہ ثم یرسل اللّٰہ مطر لا یکن فیہ بیت مدر ولا وبر فیغسل الارض حتی یترکھا کالزلقة (صحیح مسلم: ۲/۴۰۱)

ثم یقال للارض انبتی ثمرتک وردی برکتک، فیومئذ تاکل العصابة من الرمانه ویستظلون بقحفها و یبارک فی الرسل، حتی ان اللقحة من الابل لتکفی الضام من الناس واللقحة من البقر لتکفی القبیلة من الناس واللقحة من الغنم لتکفی الفخذ من الناس (صحیح مسلم: ۲/۴۰۱، ۴۰۲)

① فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین (الدخان/۱۰)، عن حذیفة ابن اسید رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان الساعة لا تکون حتی تکون عشر آیات: (منھا) والدخان (صحیح مسلم: ۲/۳۹۳)، (وان منھا آیة الدخان) آیة الدخان ثابتة بالکتاب والسنة اما الکتاب فقوله سبحانه و تعالی (فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین) قال ابن عباس وابن عمر رضی اللّٰہ عنہم والحسن وزید بن علی رحمھم اللّٰہ تعالی ھو دخان قبل قیام الساعة یدخل فی اسماع الکفار والمنافقین ویعتری المومن کھیئة الزکام وتکون الارض کلھا کبیت اوقد فیه ولم یات بعد وھو آت وفی حدیث حذیفة بن الیمان رضی اللّٰہ عنہ ان من اشراط الساعة دخانا یملأ ما بین المشرق والمغرب یمکث فی الارض اربعین یوما فاما المومن فیصیبه منه شبه الزکام واما الکافر فیکون بمنزلة السکران یخرج الدخان من فیه ومنخریه وعینیه واذنیه ودبره (شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲/۱۲۸)

② عن حذیفة ابن اسید رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الساعة لاتکون حتی تکون

⑷⑺ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے ایک بڑی علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے، قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس کا ذکر موجود ہے دھوئیں کے ظاہر ہونے اور زمین دھنس جانے کے واقعہ کے بعد ذوالحجہ کے مہینہ میں دسویں ذوالحجہ کے بعد اچانک ایک رات بہت لمبی ہوگی کہ مسافروں کے دل گھبرا کر بے قرار ہو جائیں گے، بچے سوسو کر اکتا جائیں گے' جانور باہر کھیتوں میں جانے کیلئے چلانے لگیں گے، تمام لوگ ڈر اور گھبراہٹ سے بیقرار ہو جائینگے 'جب تین راتوں کے برابر وہ رات ہو چکے گی تو سورج ہلکی سی روشنی کیساتھ مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا اور سورج کی حالت ایسے ہوگی جیسے اس کو گہن لگا ہوتا ہے، اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور کسی کا ایمان یا گناہوں سے توبہ قبول نہ ہوگی'سورج آہستہ آہستہ اونچا ہوتا جائے گا'جب اتنا اونچا ہو جائے گا جتنا دوپہر سے کچھ پہلے ہوتا ہے تو واپس مغرب کی طرف غروب ہونا شروع ہو جائے گا اور معمول کے مطابق غروب ہو جائے گا، پھر حسبِ معمول طلوع و غروب ہوتا رہے گا۔ مغرب سے سورج طلوع ہونے والے واقعہ کے ایک سو بیس سال بعد قیامت کے لیے صور پھونکا جائے گا۔ ①

عشر آیات (منها) خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف فی جزیرة العرب (صحیح مسلم: ۲/ ۳۹۳)

① هل ینظرون الا أن تاتیهم الملائکة اویاتی ربک اویاتی بعض أیات ربک یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن أمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا قل انتظروا انا منتظرون (الانعام/ ۱۵۸)، عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول اللهﷺ لا تقوم الساعة.... حتی تطلع الشمس من مغربها فاذا طلعت وراها الناس اجمعون فذاک حین لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن أمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا (صحیح بخاری: ۲/ ۱۰۵۵)، وأخرج ابن مردویه عن حذیفة رضی الله عنه قال سألت رسول اللهﷺ ما آیة طلوع الشمس من مغربها؟ فقال "طول تلک اللیلة حتی تکون قدر لیلتین، وهو وابن أبی حاتم عن ابن عباس رضی الله عنهما مرفوعا قدر ثلاث لیال وعند البیهقی من حدیث عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما مرفوعا قدر لیلتین أو ثلاث فیستیقظ الذین یخشون ربهم فیصلون ویعملون کما کانوا ولا یرون الا قد قامت النجوم مکانها ثم یرقدون ثم یقومون ثم یقضون صلاتهم واللیل کأنه لم ینقص فیضطجعون حتی اذا استیقظوا واللیل مکانه

۳۸ صفا پہاڑی سے جانور کا نکلنا

قیامت کی بڑی علامتوں میں سے ایک بڑی علامت دابۃ الارض کا زمین سے نکلنا ہے اس کا ذکر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔

مغرب سے سورج طلوع ہونے والے واقعہ کے کچھ ہی روز بعد مکہ مکرمہ میں واقع پہاڑ صفا پھٹے گا اور اس سے ایک عجیب وغریب جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا اور بڑی تیزی کیساتھ ساری زمین میں پھر جائیگا، اس کے پاس حضرت سُلیمان علیہ السَّلام کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السَّلام کا عصا ہوگا، ایمان والوں کی پیشانی پر حضرت موسیٰ علیہ السَّلام کے عصا سے ایک نورانی لکیر کھینچ دے گا جس سے ان کا سارا چہرہ روشن ہو جائے گا، اور کافروں کی ناک یا گردن پر حضرت سُلیمان علیہ السَّلام کی انگوٹھی سے سیاہ مہر لگا دے گا' جس سے اس کا سارا چہرہ میلا ہو جائیگا 'لوگوں کے مجمع میں ایمان والوں کو کہے گا یہ ایماندار ہے اور کافر کے بارے میں کہے گا یہ کافر ہے، اس کے بعد وہ غائب ہو جائے گا۔①

حتی یتطاول علیهم اللیل فاذا رأوا ذلک خافوا أن یکون ذلک بین یدی أمر عظیم فیفزع الناس وهاج بعضهم فی بعض فقالوا ماهذا؟ فیفزعون الی المساجد فاذا أصبحوا طال علیهم طلوع الشمس فبینما هم ینظرون طلوعها من المشرق اذهی طالعة علیهم من مغربها فیضج الناس ضجة واحدة حتی اذا صارت فی وسط السماء رجعت وطلعت من مطلعها قد ورد عن ابن عمرو رضی اللّٰه عنه: یمکث الناس بعد طلوع الشمس من مغربها عشرین ومائة سنة (شرح عقیده سفارینیه: ۱۳۳/۲، ۱۴۱)

مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: تذکرہ للقرطبی /۵۸۳۔۵۸۲

① واذاوقع القول علیهم أخرجنا لهم دابة من الارض تکلمهم (النمل/۸۲)، عن حذیفة بن أسید رضی اللّٰه عنه قال: قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان الساعة لاتکون حتی تکون عشر آیات منها دابة الارض (صحیح مسلم: ۳۹۳/۲)، عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ تخرج الدابة ومعها خاتم سلیمان بن داؤد، و عصا موسی بن عمران فتجلو وجه المؤمن بالعصاو تختم أنف الکافر بالخاتم حتی ان أهل الحِوالیجتمعون فیقول هذا: یا مؤمن ویقول هذا: یا کافر (سنن ابن ماجه/۲۹۵)، اذاعلمت ذلک فخروج الدابة المذکورة ثابت بالکتاب والسنة أماالکتاب فقوله تعالی (واذوقع القول علیهم أخرجنا لهم دابة من

(۳۹) ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور تمام مُسلمانوں کا وفات پا جانا

جانور والے واقعہ کے کچھ ہی روز بعد جنوب کی طرف سے ایک ٹھنڈی اور نہایت فرحت بخش ہوا چلے گی، جس سے تمام مُسلمانوں کی بغل میں کچھ نکل آئے گا' جس سے وہ سب مر جائیں گے' حتیٰ کہ اگر کوئی مُسلمان کسی غار میں چھپا ہوا ہو گا اس کو بھی یہ ہوا پہنچے گی، اور وہ وہیں مر جائے گا' اب روئے زمین پر کوئی مُسلمان نہیں ہو گا، سب کافر ہوں گے اور شرار الناس یعنی بُرے لوگ رہ جائیں گے۔ (۱)

(۴۰) حبشیوں کی حکومت اور بیت اللہ کا شہید ہونا

جب سارے مُسلمان مر جائیں گے اور روئے زمین پر صرف کافر رہ جائیں گے، اس وقت ساری دنیا میں حبشیوں کا غلبہ ہو جائے گا اور انہی کی حکومت ہو گی' قرآن کریم دلوں اور کاغذوں سے اٹھالیا جائے گا' حج بند ہو جائے گا' دلوں سے خوف خدا اور شرم و حیا بالکل اٹھ جائے گی، لوگ بر سر عام بے حیائی کریں گے۔ بیت اللہ شریف کو شہید کر دیا جائے گا، حبشہ کا رہنے والا چھوٹی پنڈلیوں والا ایک شخص بیت اللہ شریف کو گرائے گا۔ (۲)

الأرض تکلمهم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون) وأما السنة.... قال العلماء رحمهم اللّٰه کما فی الأحادیث أن مع الدابة عصا موسی و خاتم سلیمان علیهما السلام و تنادی بأعلی صوتها (أن االناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون) وتسم الناس المؤمن والکافر فأما المؤمن فیری وجهه کأنه کوکب دری و یکتب بین عینیه مؤمن و أما الکافر فتنکت بین عینیه نکتة سوداء ویکتب بین عینیه کافر (شرح عقیده سفارینیه: ۲/۱۴۸۔۱۴۷)

(۱) عن عائشة رضی اللّٰه عنها، قالت: سمعت رسول اللّٰه ﷺ انه سیکون من ذٰلک ماشاء اللّٰه ثم یبعث اللّٰه ریحا طیبة فتوفی کل من فی قلبه مثقال حبة خردل من ایمان، فیبقی من لا خیر فیه، فیرجعون الی دین آبائهم (صحیح مسلم: ۲/۳۹۴)، عن عبد اللّٰه ابن عمر و قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: یخرج الدجال فی امتی.... ثم یرسل اللّٰه ریحا باردة من قبل الشام فلا یبقی علی وجه الارض احد فی قلبه مثقال ذرة من خیر او ایمان الا قبضته حتی لوان احد کم دخل فی کبد جبل لدخلته علیه حتی تقبضه.... فیبقی شرار الناس فی خفة الطیر وأحلام السباع لا یعرفون معروفا ولا ینکرون منکرا (صحیح مسلم: ۲/۴۰۳)

(۲) عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ یخرب الکعبة ذوالسویقتین من الحبشة۔ (صحیح مسلم: ۲/۳۹۴) من العلامات العظمی هدم الکعبة المشرفة والقبلة المعظمة وأخرج الامام أحمد

(۴۱) آگ کا لوگوں کو ملک شام کی طرف ہانکنا

قیامت کی علامت کبریٰ میں سے آخری علامت آگ کا نکلنا ہے۔ قیامت کا صور پھونکے جانے سے پہلے زمین پر بُت پرستی اور کُفر پھیل جائے گا' اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے شام میں جمع ہونے کے اسباب پیدا ہوں گے شام میں حالات اچھے ہوں گے، لوگ وہاں کا رخ کریں گے، پھر یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ارض محشر یعنی شام کی طرف ہانکے گی، جب سب لوگ ملک شام میں پہنچ جائیں گے تو یہ آگ غائب ہو جائیگی۔

اس کے بعد عیش و آرام کا زمانہ آئے گا، لوگ مزے سے زندگی بسر کر رہے ہوں گے کچھ عرصہ اسی حالت میں گزرے گا کہ اچانک قیامت قائم ہو جائے گی۔ (۱)

(۴۲) صُور پھونکا جانا اور قیامت کا قائم ہونا

ان تمام علامات کے واقع ہو جانے کے بعد عیش و آرام کا زمانہ آئے گا' محرم کی دس تاریخ اور جمعہ کا دن ہو گا لوگ اپنے اپنے کاموں میں لگے ہونگے کہ اچانک قیامت قائم ہو

من حديث ابى هريرة رضى الله عنه مرفوعا يبايع لرجل بين الركن و المقام ولن يستحل هذاالبيت الا أهله فاذااستحلوه فلاتسأل عن هلكة العرب ثم تجى الحبشة يحربونه خرابالايعمره بعده أبدا(شرح عقيده سفارينيه: ۲/۱۲۲-۱۲۳)، و فى الحديث أكثروامن الطواف بالبيت قبل أن يرفع وينسى الناس مكانه وأكثرواتلاوة القرآن من قبل أن يرفع، قيل وكيف يرفع مافى صدورالرجال؟قال يسرى عليهم ليلا فيصبحون منه فقراءوينسون قول لااله الا الله وأخرج ابن ماجه من حديث حذيفة رضى الله عنه مرفوعا يدرس الاسلام حتى لايدرى ماصيام ولاصلوة ولانسك ولا صدقة ويسرى على كتاب الله تعالى فى ليلة فلا يبقى فى الارض منه آية (شرح عقيده سفارينيه: ۲/۱۳۲)

(۱) عن حذيفة ابن اسيد قال قال رسول الله ﷺ ان الساعة لاتكون حتى تكون عشر آيات ومنها نار تخرج من قعرة عدن ترحل الناس (صحيح مسلم: ۲/۳۹۳)، عن عائشة رضى الله عنها قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول :لايذهب الليل والنهار حتى تعبداللات والعزى (صحيح مسلم: ۲/۳۹٤)، واخر الايات العظام (حشر النار) للناس من المشرق الى المغرب ومن اليمن الى مهاجر ابراهيم عليه السلام و هوارض الشام و فى حفظ تخرج نارمن قعرعدن ترحل الناس الى المعشروحديث نارتحشر الناس من المشرق الى المغرب فبان يقال ان الشام الذى هوالمحشر مغرب بالنسبة الى المشرق فيكون ابتداء خروجها قعر عدن من اليمن فاذاخرجت انتشرت الى المشرق فتحشر اهله الى المغرب الذى هو الشام وهوالمحشر (شرح عقيده سفارينيه: ۲/۱٤۹-۱۵۰)

جائے گی، دوؔ آدمیوں نے کپڑا پھیلا رکھا ہوگا' اس کو سمیٹ نہ سکیں گے اور نہ ہی خرید و فروخت کر سکیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی' ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر جائے گا اور اسے پی نہیں سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی 'ایک شخص اپنے پانی والے حوض کی مرمت کر رہا ہوگا اور اس سے پانی نہیں پی سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی، ایک شخص نے نوالہ منہ کی طرف اُٹھایا ہوگا اسے منہ میں ڈال نہیں سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائیگی۔ ①

قیامت حضرت اسرافیل علیہ السّلام کے صور پھونکنے سے برپا ہوگی جس کی آواز پہلے ہلکی اور پھر اس قدر ہیبت ناک ہوگی کہ اس سے سب جاندار مرجائیں گے، زمین و آسمان پھٹ جائیں گے 'ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر فنا ہو جائے گی، چالیسؔ سال بعد دوبارہ حضرت اسرافیل علیہ السّلام صور پھونکیں گے جس سے سب زندہ ہو کر میدان محشر میں جمع ہونا شروع ہو جائیں گے۔ ②

---

① عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال لاتقوم الساعة حتی... لتقومن الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بینهما فلا یتبایعانه ولا یطویانه ولتقومن الساعة وقد انصرف الرجل بلبن لوحته فلا یطعمه ولتقومن الساعة وهو یلوط حوضه فلا یسقی فیه ولتقومن الساعة وقد رفع اکلته الی فیه فلا یطعمها (صحیح بخاری: ۲/۱۰۵۵)

② ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا من شاءاللّٰہ (زمر/۶۸)، یایها الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شئ عظیم یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها و تری الناس سکری وماهم بسکری ولکن عذاب اللّٰہ شدید (حج/۱،۲)، یوم یخرجون من الاجداث سراعا کانهم الی نصب یوفضون (المعارج/۴۳)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللّٰہ ﷺ "مابین النفختین اربعون قالوا: یاابا ھریرۃ، اربعین یوما؟ قال: أبیت، قالوا: اربعین شهرا؟ قال: ابیت، قالوا: اربعین سنة؟ قال: أبیت، ثم ینزل اللّٰہ من السمآء مآء فینبتون کما ینبت البقل (صحیح مسلم ۲/ ۴۰۶-۴۰۷)، اخرج ابوالشیخ فی کتاب العظمة عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال حدثنا رسول اللّٰہ ﷺ ان للّٰہ لما فرغ من خلق السمٰوٰت والارض خلق الصور فأعطاه اسرافیل فهو واضعه علی فیه شاخصا ببصره الی العرش ینتظر متی یؤمر... فبینما هم علی ذلک اذ تصدعت الارض فانصدعت من قطر الی قطر فرأوا أمرا عظیما ثم نظروا الی السمآء فاذاهی کالمهل ثم انشقت فانتشرت نجومها وانخسفت شمسها وقمرها (شرح عقیده سفارینیه: ۲/۱۶۱) وقد روی ابن المبارک عن الحسن قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بین النفختین اربعون سنة الاولی یمیت اللّٰہ بها کل حیی والاخرنی یحی اللّٰہ بها کل میت وقال الحلیمی: اتفقت الروایات علی ان بین النفختین اربعین سنة (التذکرہ للقرطبی/۱۶۵)

عالم آخرت

① میدان محشر

قیامت قائم ہونے کے چالیس سال بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا، پہلے صور پھونکنے سے تمام مخلوق تباہ و برباد ہو جائے گی، تمام فرشتے مر جائیں گے، حتیٰ کہ اسرافیل علیہ السلام پر بھی موت طاری کر دی جائے گی، اللہ تبارک و تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دیں گے، اس دوسرے صور کی آواز سے تمام مخلوق دوبارہ زندہ ہو جائے گی، یہ زمین کسی دوسری زمین سے تبدیل کر دی جائے گی، مُردے قبروں سے نکل نکل کر میدان محشر میں جمع ہونا شروع ہو جائیں گے، بعض عمدہ قسم کی سواریوں پر سوار ہو کر میدان محشر میں پہنچیں گے، بعض دوڑتے بھاگتے پہنچ جائیں گے، اور بعض چہروں کے بل گھسٹ گھسٹ کر میدان محشر میں جمع ہوں گے، تمام لوگ برہنہ حالت میں اللہ کے حضور پیش ہوں گے، ہر شخص تنہا اور اکیلا ہو گا، اولین و آخرین تمام کو جمع کیا جائے گا، اور کوئی اس دن کی حاضری سے مستثنیٰ نہیں ہو گا۔ اور سب اللہ کے حضور صفوں میں کھڑے ہوں گے، قیامت کا وہ ایک دن پچاس ہزار سال کا ہو گا، اس دن سورج سروں کے بہت قریب ہو گا، جس کی تپش اور گرمی سے لوگوں کے دماغ کھولنے لگیں گے، ہر گنہ گار اپنے گناہوں کے بقدر پسینہ میں شرابور ہو گا، لوگ اس میدان میں بھوکے پیاسے کھڑے ہوں گے۔[1]

---

[1] ونفخ في الصور فصعق من في السموات ومن في الارض الا من شاءاللّٰه ثم نفخ فيه اخرى فاذاهم قيام ينظرون(الزمر/٦٨)،ونفخ في الصور فا ذاهم من الاجداث الى ربهم ينسلون (يس/٥١)،في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة۔(المعارج/٤)،يوم تبدل الأرض غير الأرض۔(ابراهيم/٤٨)،واذاالقبور بعثرت علمت نفس ما قدمت واخرت(الانفطار/٤، ٥)،هذا يوم الفصل جمعنكم والاولين۔(المرسلات/٣٨)،يقول الانسان يومئذأ ين المفر۔كلا لاوزرالى ربك يومئذالمستقر۔ (القيامة/١٠ تا ١٢)،ولقد جئتمونا فرادىٰ۔

اس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا' ہر کسی کو اپنی فکر دامن گیر ہوگی 'لوگ انتہائی پریشانی کے عالم میں ہوں گے 'اللہ تبارک وتعالیٰ انتہائی غضب اور غصے کی حالت میں ہوں گے، حساب وکتاب شروع نہیں ہو رہا ہوگا 'میدان محشر کی گرمی 'تپش اور بھوک پیاس برداشت سے باہر ہو جائے گی 'انسان وہاں سے بھاگنا چاہے گا مگر کہیں بھاگ نہیں سکے گا' کچھ چہرے اس دن ترو تازہ اور سفید ہوں گے، ان پر اللہ کی رحمت ہوگی، اور کچھ چہرے اس دن مرجھائے ہوئے اور سیاہ رنگ کے ہوں گے ان پر اللہ کا غضب اور غصہ ہوگا' اس دن آپس کے سب تعلقات اور دوستیاں ختم ہو جائیں گی البتہ نیک لوگوں کے تعلقات برقرار رہیں گے' وہ دن ایسا ہولناک ہوگا کہ بچوں کو بوڑھا بنا دے گا' اسی حالت میں لوگوں کو کھڑے ہوئے جب ایک عرصہ گزر جائے گا بالآخر سب اکٹھے ہوکر سفارش کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور درخواست شفاعت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حساب وکتاب شروع کروانے کی درخواست پیش کی جائے، وہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے 'حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے 'حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے تم اس کام کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ 'حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیج دیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ابی ہریرۃ قال أتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بلحم فقال یجمع اللہ یوم القیامۃ الأولین والأخرین فی صعید واحد وتدنو الشمس۔(صحیح مسلم: ۱/۱۱۱)، عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: یحشر الناس یوم القیامۃ حفاۃ عراۃ غرلا (صحیح مسلم: ۲/۳۸۴)، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان العرق یوم القیامۃ لیذہب فی الارض سبعین باعا وانہ لیبلغ الی افواہ الناس أوالی اذانہم۔(صحیح مسلم: ۲/۳۸۴)، عن بہز عن ابیہ عن جدہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحشرون .... مشاۃ ورکبانا وعلی وجوہکم تعرضون علی اللہ تعالی، وعلی افواہکم الفدام (مسند احمد: ۴/۵) عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ: یحشر الناس یوم القیامۃ أجوع ما کانوا قط واظمأ ما کانوا قط۔(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی: ۳/۴۲۲)

السلام فرمائیں گے تم اس کام کیلئے حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں جاؤ (آج وہی یہ کام کریں گے) تمام خلقت جمع ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گی اور درخواست شفاعت کرے گی، آپ ﷺ اس درخواست کو قبول فرماکر اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوں گے 'اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی سفارش کو قبول فرمائیں گے' آپ ﷺ کی اس سفارش کو شفاعتِ کبریٰ کہا جاتا ہے اور اس مقام و مرتبہ پر فائز ہونے کو مقام محمود کہتے ہیں اور یہ مقام صرف آپ ﷺ ہی کو عطا ہوا ہے۔ اس کے بعد لوگوں کا حساب و کتاب شروع ہو گا۔[1]

---

[1] یوم یفرالمرءمن اخیه.... تر هقها قترة(عبس /٣٤تا٤١)، یوم تبیض وجوه وتسود وجوه۔(آل عمران/١٠٦)،ولوترىٰ اذفزعوافلافوت۔(سبا/٥١)،من قبل أن یاتی یوم لا بیع فیه ولا خلة۔ (البقره/٢٥٤)، ان زلزلة الساعة شی عظیم الی قوله ولکن عذاب اللّٰه شدید۔(الحج/١، ٢)،قلوب یومئذ واجفة أ بصارهاخاشعة۔(النازعات/٨، ٩)،لا یحزنهم الفزع الاکبر۔(الانبیاء/١٠٣)،یامعشر الجن والانس ان استطعتم أن تنفذوامن اقطار السمٰوات والأرض فانفذوا لاتنفذون الا بسلطن۔(الرحمٰن /٣٣)،عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه عن النبی ﷺ قال سبعة یظلهم اللّٰه فی ظله یوم لاظل الاظله (صحیح مسلم:١/ ٣٣١)
عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال ان رسول اللّٰه ﷺ قال ان العرق، یوم القیامة لیذهب فی الارض سبعین باعا، وانه لیبلغ الی افواه الناس أو الی اذانهم (صحیح مسلم: ٢/ ٣٨٤)، عن مقداد بن اسود رضی اللّٰه عنه قال سمعت رسول اللة ﷺ یقول: تدنی الشمس یوم القیامة، من الخلق حتی تکون منهم کمقدار میل (صحیح مسلم: ٢/ ٣٨٤)، عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: أتی رسول اللّٰه ﷺ یوما بلحم، فرفع الیه الذراع وکانت تعجبه، فنهس منها نهسة فقال: "انا سید الناس یوم القیامة، وهل تدرون بم ذاک؟ یجمع اللّٰه یوم القیامة الأولین والآخرین فی صعید واحد، فیسمعهم الداعی، وینفذهم البصر، وتدنو الشمس، فیبلغ الناس من الغم والکرب ما لا یطیقون، وما لا یحتملون، فیقول بعض الناس لبعض: ألا ترون ما أنتم فیه؟ألا ترون ماقد بلغکم؟ألا تنظرون من یشفع لکم الی ربکم؟ فیقول بعض الناس لبعض: ائتوا آدم، فیأتون آدم، فیقولون: یاآدم، انت أبو البشر، خلقک اللّٰه بیده، ونفخ فیک من روحه، وأمر الملائکة فسجدوا لک، اشفع لنا الی ربک، الا تری الی ما نحن فیه؟ ألاتری الی ما قد بلغنا؟ فیقول آدم: ان ربی غضب الیوم غضبالم یغضب قبله مثله، ولن یغضب بعده مثله، وانه نهانی عن الشجرة فعصیته، نفسی، نفسی، اذهبوا الی غیری، اذهبوا الی نوح، فیأتون نوحا، فیقولون: یانوح، انت اول الرسل الی الأرض، وسماک اللّٰه عبدا شکورا، اشفع لنا الی ربک، ألا تری مانحن فیه؟ الا تری ماقد بلغنا؟ فیقول لهم ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبله مثله، ولن یغضب بعده مثله، وانه قد کانت لی دعوة

② تجلیٔ حق تبارک وتعالیٰ

حساب وکتاب شروع ہونے سے پہلے آسمان سے بہت زیادہ فرشتے اتریں گے اور لوگوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں گے‘ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کا عرش اتارا جائے گا اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلی ہوگی، جس سے تمام مخلوق بے ہوش ہو جائے گی، سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ ہوش میں آئیں گے‘ آپ ﷺ دیکھیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے پائے کو پکڑے کھڑے ہوں گے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ انہیں حضور ﷺ سے پہلے ہوش آگیا ہوگا یا طور کی بے ہوشی کے بدلے میں انہیں میدان محشر کی بے ہوشی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا‘ پھر ساری مخلوق ہوش میں آجائے گی اور حساب وکتاب شروع ہو جائے گا۔[1]

دعوت بها على قومي، نفسي، نفسي، اذهبوا الى ابراهيم عليه السلام، فيقول لهم موسى عليه السلام: ان ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، واني قتلت نفسا لم أومر بقتلها، نفسي، نفسي، اذهبوا الى عيسى عليه السلام، فيأتون عيسى، فيقولون: يا عيسى، أنت رسول الله، وكلمت الناس في المهد، وكلمة منه ألقاها الى مريم، وروح منه، فاشفع لنا الى ربك، الا ترى ما نحن فيه؟ الا ترى ما قد بلغنا؟ فيقول لهم عيسى عليه السلام: ان ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله ولم يذكر له ذنبا نفسي، نفسي، اذهبوا الى غيري، اذهبوا الى محمد ﷺ فيأتوني، فيقولون: يا محمد، أنت رسول الله وخاتم الأنبياء، وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، اشفع لنا الى ربك، ألا ترى ما نحن فيه؟ ألا ترى ما قد بلغنا؟ فأنطلق، فآتي تحت العرش، فأقع ساجدا لربي، ثم يفتح الله علي ويلهمني من محامده وحسن الثناء عليه شيئا لم يفتحه لأحد قبلي، ثم يقال: يا محمد، ارفع رأسك، سل تعطه، اشفع تشفع، فأرفع رأسي فأقول: يا رب، أمتي، أمتي فيقال: يا محمد، أدخل الجنة من أمتك، من لا حساب عليه، من الباب الأيمن من أبواب الجنة، وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الأبواب، والذي نفس محمد بيده، ان ما بين المصراعين من مصاريع الجنة، لكما بين مكة وهجر، أو كما بين مكة وبصرى" (صحيح مسلم: ١/١١١)

[1] يوم تبدل الارض غير الارض و السموات و برزوا لله الواحد القهار (ابراهيم/٤٨)، وجاء ربك والملك صفا صفا (الفجر/٢٢)، ونفخ في الصور فصعق من في السموت ومن في الارض الا من شاء الله ثم نفخ فيه اخرى فاذا هم قيام ينظرون (زمر/٦٨)، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال النبي ﷺ: فانه ينفخ في الصور فيصعق من في السموات ومن في الارض الا من شاء الله .... ثم ينفخ فيه اخرى فاكون اول من بعث .... فاذا موسى عليه

③ اعمال ناموں کی تقسیم

حسابِ وکتاب شروع ہونے سے پہلے ہر ایک کو اس کا نامۂ اعمال دے دیا جائے گا' نامۂ اعمال دینے کا طریقہ یہ ہوگا کہ اعمال ناموں کو اڑایا جائے گا' ہر کسی کا نامۂ اعمال اڑ کر خود بخود اس کے ہاتھ میں پہنچ جائے گا' ایمان والوں کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں اور بے ایمانوں کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں آجائے گا۔ پھر ہر ایک کو اپنا نامۂ اعمال پڑھنے کا حکم ہوگا۔ نامۂ اعمال کا دائیں ہاتھ میں ملنا، اس دن کامیاب وکامران اور جنتی ہونے کی علامت ہوگا، اور نامۂ اعمال کا بائیں ہاتھ میں ملنا، ناکام اور جہنمی ہونے کی علامت ہوگا۔ ①

④ حساب وکتاب کا آغاز

نامۂ اعمال کی تقسیم کے بعد انہیں پڑھنے کا حکم ہوگا جب ہر شخص اپنا اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے گا اور دیکھ لے گا تب اس کا حساب شروع ہوگا' کراماً کاتبین کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا، گواہیوں کا سلسلہ شروع ہوگا' انبیاء کرام علیہم السلام' حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی اُمت کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا، اعضائے انسانی کی بھی گواہیاں ہوں گی' ہاتھ، پاؤں اور جسم کے جس حصہ کو اللہ تعالیٰ چاہیں گے قوت گویائی عطا فرما کر ان سے بطور اتمام

السلام اخذ بالعرش فلا ادری احوسب بصعقة یوم الطور او بعث قبلی (صحیح مسلم: ۲/۲۶۷)، وھذا صعق فی موقف القیامة، اذا جاء اللّٰہ لفصل القضاء واقت الارض بنورہ، فیحینئذ یصعق الخلائق کلھم۔ عقیدۃ طحاویۃ مع الشرح/ ۴۳۲) مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: فتاوی ابن تیمیہ: ۴/۱۲۶

① فاما من اوتی کتابه بیمینه فیقول ھآؤم اقرؤا کتابیه انی ظننت انی ملق حسابیه فھو فی عیشة راضیة فی جنة عالیة قطوفھا دانیة کلوا واشربوا ھنیأ بما اسلفتم فی الایام الخالیة وأما من اوتی کتبه بشماله فیقول یلیتنی لم اوت کتبیه ولم ادر ما حسابیه یلیتھا کانت القاضیة مآ اغنی عنی مالیة ھلک عنی سلطٰنیه (الحاقة/ ۱۹ تا ۲۹) فاما من اوتی کتبه بیمینه فسوف یحاسب حسابا یسیرا وینقلب الی اھله مسرورا واما من اوتی کتبه ورآء ظھرہ فسوف یدعوا ثبورا ویصلی سعیرا (الانشقاق/ ۷ تا ۱۲)، عن عائشه رضی اللّٰہ عنھا قالت: ذکرت النار فبکیت فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مایبکیک قلت ذکرت النار فبکیت فھل تذکرون أھلیکم یوم القیامة؟ فقال رسول اللّٰہ ﷺ: أمافی ثلاثة مواطن فلا یذکر احداحدا وعند الکتاب حین یقال ھاؤم اقرؤا کتابیه حتی یعلم أین یقع کتابه فی یمینه أم فی شماله أم من وراء ظھرہ۔ (سنن ابوداؤد: ۲/۳۰۶)

مُجتت گواہیاں لیں گے۔ ①

⑤ وزنِ اعمال

قیامت کے دن حساب وکتاب کا طریقہ گننا نہیں ہو گا کہ نیکیوں اور برائیوں کو گنا جائے بلکہ وزن کر کے یعنی ترازو میں نیکیوں اور بُرائیوں کو تول کر حساب وکتاب ہو گا' قیامت کے دن وزن اعمال حق ہے۔ ②

⑥ وزن اعمال دوؔ مرتبہ ہو گا

قیامت کے دن وزن اعمال دوؔ مرتبہ ہو گا پہلی مرتبہ مومن وکافر کو الگ الگ کرنے کیلئے وزن ہو گا' اس وزن میں جس کے پاس صرف کلمہ طیبہ ہو گا اس کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا اور وہ مومنین میں سے شمار ہو گا۔ دوسری مرتبہ نیک وبد کو الگ الگ کرنے کیلئے صرف مُسلمانوں کے اعمال کا وزن ہو گا' جس کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا وہ

---

① وجایئ بالنبین والشھدآء وقضی بینھم بالحق(الزمر/٦٩)،فکیف اذا جئنامن کل امة بشھید وجئنا بک علی ھؤلاءشھیدا(النساء/٤١)،یوم تشھد علیھم ألسنتھم وأیدیھم وأرجلھم بما کانو ایعملون(النور/٢٤)، الیوم نختم علی أفواھھم وتکلمنا أیدیھم وتشھدار جلھم بما کاتوایکسبون(یس/٦٥)،وجاءت کل نفس معھا سائق وشھید(ق/٢١)

② والوزن یومئذن الحق فمن ثقلت موازینه فاولئک ھم المفلحون (الاعراف/٨)،ونضع الموازین القسط لیوم القیامة فلاتظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبة من خردل اتینا بھاوکفی بناحاسبین(الانبیاء/٤٧)،فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره(الزلزال /٧، ٨)، عن سلمان عن النبی ﷺ، قال: یوضع المیزان یوم القیامة فلو وزن فیه السماوات والأرض لوسعت، فتقول الملائکة: یا رب لمن تزن بھذا؟ فیقول اللّٰه: لمن شئت من خلقی فتقول الملائکة سبحانک ما عبدناک حق عبادتک(مستدرک حاکم: ٤٠/٥٨٦)،والمیزان عبارة عمایعرف به مقادیرالاعمال والعقل قاصر عن ادراک کیفیة ولکن قد کشف الاحادیث عنھا فھو میزان له لسان وکفتان توضع الحسنات فی احدھما والسیات فی الاخری فان ثقلت الحسنات نجی وان خفت ھلک وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال عمود المیزان مسیرة خمسین الف سنة واحدے کفتیه من نوروالاخری من ظلمة و ھذاان صح سنده فلیس انکشاف الکفتین علی اھل المحشر ببعیدعن القدرة(نبراس/٢١٥)

کامیاب قرار پائے گا اور جنّت میں داخل ہوگا اور جس کا برائیوں کا پلڑا جھک جائے گا وہ ناکام ہوگا اور جہنم میں داخل ہوگا۔ ①

⑦ قیامت کے دن اعمال ہی کا وزن ہوگا

قیامت کے دن اعمال ہی کا وزن ہوگا یعنی قولی فعلی 'بدنی 'مالی اور ہر قسم کے اعمال کو تولا جائے گا' وزن اعمال سے اعمال ناموں کو تولا جانا یا خود صاحب اعمال یعنی انسان کو تولا جانا مُراد نہیں ہے۔ ②

⑧ انسانی اعمال اعراض ہیں' ان کا کوئی حجم یا جسم نہیں ہے، جس چیز کا کوئی حجم یا جسم نہ ہو، اسے کیسے تولا جاسکتا ہے؟

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے' وہ ایسا ترازو بنانے پر بھی قادر ہے جس میں اعراض کو تولا جائے، جس میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوت اور ذکر وغیرہ کو تولا جائے' جب اس نے کہہ دیا کہ میں اعمال کا وزن کروں گا، تو ایک مُسلمان کیلئے ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ سائنسی ایجادات

---

① فاما من ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية واما من خفت موازينه فامه هاوية وما ادرك ماهيه نار حامية (القارعة/ ٦تا١١)، فمن ثقلت موازينه فاؤلئک هم المفلحون ومن خفت موازينه فاولئک الذين خسروا أنفسهم في جهنم خالدون (المؤمنون/ ١٠٢، ١٠٣)، عن ابن عمر رضى الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال: ان نوحا لما حضره الوفاة دعا ابنيه، فقال: آمر كما بلااله الاالله، فان السموات والأرض ومافيها لووضعت فى كفة الميزان، ووضعت لااله الا الله فى الكفة الأخرى كانت أرجح منها (كنز العمال: ١٠٧/١٦)، ذكر خيثمة بن سليمان فى سنده عن جابر بن عبدالله قال: قال رسول الله ﷺ توضع الموازين يوم القيامة فتوزن السيات و الحسنات فمن رجحت حسناته على سياته مثقال صؤابة دخل الجنة، ومن رجحت سياته على حسناته مثقال صوأبة دخل النار (التذكرة للقرطبى/ ٢٧٧)

② وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها وكفى بنا حاسبين (الانبياء/ ٤٧) يوم تجد كل نفس ما عملت من خير محضرا و ما عملت من سوء تودلوان بينها و بينه امدا بعيدا (آل عمران/ ٣٠) والحق عند أهل السنة أن الأعمال حينئذ تجسد أو تجعل فى أجسام فتصير أعمال الطائعين فى صورة حسنة وأعمال المسيئين فى صورة قبيحة ثم توزن (فتح البارى: ٦٥٩/١٣)، قد ذكروا ان الاعمال والأقوال تتجسد باذن الله تعالى فتوزن (عمدة القارى: ٧٣٧/١٦)

کے نتیجے میں آج ایسے آلات موجود ہیں جن کے ذریعے اعراض کو تولا جارہا ہے، مثلاً سردی، گرمی اور ہوا وغیرہ کو تولا جارہا ہے، اگر انسان اعراض تولنے کے آلات ایجاد کرسکتا ہے تو کیا احکم الحاکمین ایسے آلات ایجاد نہیں کرسکتا جن سے نیکیوں اور بدیوں کو تولا جائے، یقیناً کرسکتا ہے۔ ①

⑨ وزن اعمال کیلئے قائم کیے جانے والی اس ترازو کی حقیقت تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہی جانتے ہیں، اس پر اتنا اجمالی ایمان کافی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ وزن اعمال کیلئے ایک ترازو قائم فرمائیں گے، جس کے دو پلڑے ہوں گے، ایک میں نیکیاں اور دوسرے میں بُرائیاں تولی جائیں گی، یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ترازو ہو اور یہ احتمال بھی ہے کہ کئی سارے ترازو ہوں۔ ②

---

① فعلينا الا يمان بالغيب، كما أخبرنا الصادق ﷺ من غير زيادة ولا نقصان ويا خيبة من ينفي وضع الموازين القسط ليوم القيامة كما أخبر الشارع، لخفاء الحكمة عليه، ويقدح في النصوص بقوله: لا يحتاج الى الميزان الا البقال والفوال!! وما أحراه بأن يكون من الذين لا يقيم الله لهم يوم القيامة وزنا ولو لم يكن من الحكمة في وزن الأعمال الا ظهور عدله سبحانه لجميع عباده، [فانه] لا أحد أحب اليه العذر من الله، من أجل ذلك أرسل الرسل مبشرين ومنذرين فكيف وراء ذلك من الحكم ما لا اطلاع لنا عليه فتامل قول الملائكة، لما قال [الله] لهم: (انی جاعل في الأرض خليفة، قالوا: أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك، قال: انی أعلم ما لا تعلمون) البقرة: ٣٠ وقال تعالى: (وما أوتيتم من العلم الا قليلا) الاسرائيل: ٧٥ (عقيده طحاويه مع الشرح ١٩/٤٢٠)

② والوزن يومئذ الحق (الاعراف/٨)، هل المراد أن لكل شخص ميزانا أو لكل عمل ميزان فيكون الجمع حقيقة أو ليس هناك الا ميزان واحد والجمع باعتبار تعدد الأعمال أو الاشخاص ويدل على تعدد الاعمال (فتح البارى: ١٣/٦٥٧-٦٥٨)، اختلف في الميزان هل هو واحد أو أكثر فالا شهر أنه ميزان واحد لجميع الامم ولجميع الاعمال كفتاه كاطباق السموات والارض كما مر، وقيل انه لكل امة ميزان وقال الحسن البصرى: لكل واحد من المكلفين ميزان۔ قال بعضهم الاظهر اثبات موازين يوم القيامة لا ميزان واحد لقوله تعالى (ونضع الموازين) وقوله (فمن ثقلت موازينه) قال وعلى هذا فلا يبعد أن يكون لأفعال القلوب ميزان ولأفعال الجوارح ميزان ولما يتعلق بالقول ميزان۔ أورد هذا ابن عطية وقال: الناس على خلافه وانما لكل واحد وزن مختص به والميزان واحد۔ وقال بعضهم انما جمع الموازين في الآية الكريمة لكثرة من توزن أعمالهم، وهو حسن

(عقيده طحاويه مع الشرح/٤٢١)

⑩ پُل صراط

جہنم کے اُوپر ایک پل لگایا گیا ہے، جسے ہر ایک نے عبور کرنا ہے، مقربین میں سے بعض اسے پلک جھپکنے میں عبور کرلیں گے، بعض بجلی کی رفتار سے اسے عبور کریں گے، بعض ہوا کی رفتار سے عبور کریں گے' بعض پرندوں کی رفتار سے عبور کریں گے، بعض عمدہ گھوڑوں کی رفتار سے عبور کریں گے' ہر ایک کی رفتار اس کے ایمان واعمال کے بقدر ہوگی' جنہیں جنّت میں جانا ہوگا وہ اس پُل کو عبور کر کے جنّت میں پہنچ جائیں گے' اور جہنمی لوگ پُل صراط پر لگے ہوئے کانٹوں اور کنڈوں سے پھنس کر جہنم میں جاگریں گے۔ سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ اپنی امت کے ساتھ اس پُل کو عبور کریں گے، پھر باقی انبیاء ورسل اس پل سے گزریں گے، نیک لوگوں کی زبان پر یہ وِرد ہوگا: "اے اللہ سلامت رکھنا' اے اللہ سلامت رکھنا"

پُل صراط ایک حقیقی پُل ہے جو باقاعدہ نظر آئے گا اور محسوس ہوگا' کوئی تخیلاتی افسانہ نہیں ہے' باقی اس کی اصل حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔[1]

---

[1] وان منكم الا واردها(مريم/٧١)،قال النبى صلى الله عليه وسلم ويضرب جسر جهنم....فاكون اول من يجيز و دعاء الرسل يومئذ اللهم سلم سلم وبه كلاليب مثل شوک السعدان فتخطف الناس باعمالهم (صحيح بخارى: ٢/٩٧٣)،عن مغيرة بن شعبة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: شعار المؤمنين على الصراط: رب سلم سلم (جامع ترمذى: ٢/٥٢٠)،وهوالا قدار اى يجعلهم قادرا من العبور عليه ويسهله على المومنين حتى ان منهم من يجوزه يمر عليه كالبرق الخاطف الخطف السلب والبرق الشديد يغلب البصر فكانما يسلبه وهذا عبارة عن السرعة الشديدة ومنهم كالريح الهابة اى السريعة من الهبوب بالضم وهو سرعة الريح ومنهم كالجواد المسرع بالفتح الفرس السريع الى غير ذلک مماورد فى الحديث ومنهم كالطير ومنهم كاجود الا بل ومنهم كالشادوالشد بالفارسية دويدن ومنهم كالماشى فهذا حال عبور الصلحاء واما غيرهم فمنهم من يرجف على اليته كالصبى بل روى ان بعضهم يعبره على وجهه ثم العابر اما يمر سالمًا واما يمر مجروحًا من شوک و كلاليب على جانبى الصراط ويسقط بعض المومنين العصاة فى النار الى ان ينجيه الله سبحانه والتفصيل فى كتب الحديث (نبراس/٢١٨تا٢١٩)

⑪ حوضِ کوثر

کوثر، عربی زبان میں خیر کثیر کو کہا جاتا ہے' اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو کوثر، یعنی خیر کثیر عطا فرمائی ہے' اس سے دنیا و آخرت کی تمام قسم کی خیریں' بھلائیاں اور نعمتیں مُراد ہیں' ان نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت حوض کوثر ہے جو آپ کو میدان محشر میں عطا ہوگا' جس کی لمبائی چوڑائی سینکڑوں میل پر مُحیط ہوگی' دو پرنالوں کے ذریعہ سے جس میں جنّت کی نہر کا پانی گرے گا' جو اس حوض سے ایک مرتبہ پانی پی لے گا، اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی' حوض کوثر پر حاضری میزان عمل سے پہلے ہوگی' ہو سکتا ہے بعضوں کی اس سے بھی پہلے اور بعضوں کی میزان عمل کے بھی بعد ہو۔ بعض لوگ حوض کوثر پر حاضر ہوں گے' فرشتے یہ کہہ کر انھیں دھتکار دیں گے کہ یارسول اللہ: ان لوگوں نے آپ ﷺ کے بعد دین میں نئی نئی بدعات داخل کر لی تھیں۔ ہر نبی کو اپنی اپنی امت کے لیے حوض عطا ہوگا، مگر سب سے بڑا حوض حضور اکرم ﷺ کا ہوگا، اور آپ ﷺ کے حوض کوثر پر آنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔ [1]

⑫ شفاعت

قیامت کے دن شفاعت بھی ہوگی، لیکن شفاعت نہ تو ہر کوئی کر سکے گا اور نہ ہی ہر کسی کی کر سکے گا' خاص لوگوں کو شفاعت کی اجازت ہوگی اور خاص لوگوں کے لیے ہوگی۔ سب

---

① انا اعطیناک الکوثر (الکوثر /۱)، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، قال: الکوثر: الخیر الکثیر الذی أعطاہ اللہ ایاہ۔ (صحیح بخاری: ۲/ ۹۷٤)، عن سہل بن سعد: قال النبی ﷺ انی فرطکم علی الحوض من مر علی شرب، ومن شرب لم یظمأ أبدا، لیردن علی أقوام أعرفہم ویعرفونی ثم یحال بینی وبینہم قال ابو حازم: فسمعنی النعمان بن ابی عیاش فقال: ھکذا سمعت من سہل؟ فقلت: نعم، فقال أشہد علی أبی سعید الخدری لسمعتہ، وھو یزید فیہا: فأقول انہم منی فیقال: انک لا تدری ما أحدثوا بعدک فأقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی (صحیح بخاری: ۲ / ۹۷٤)، عن انس رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: دخلت الجنۃ فاذا أنا بنہر یجری حافتاہ خیام اللؤلؤ، فضربت یدی الی مجری الماءٔ، فاذا مسک أذفر، فقلت لجبرائیل: ما ھذا؟ قال ھذا الکوثر الذی اعطاکہ ربک عزوجل (مستدرک حاکم: ۱/ ۱۱٦)

مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ فرمائیں: شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲/ ۱۹۳ تا ۲۰۲، نبراس/ ۲۱۷ تا ۲۱۸

سے بڑی اور سب سے پہلی شفاعت حضور اکرم ﷺ کی ہوگی، جس کو شفاعت کبریٰ کہا جاتا ہے، جس کا ذکر پیچھے آچکا ہے۔ ①

⑬ شفاعت صرف وہی لوگ کریں گے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کی اجازت ہوگی، بلا اجازت کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ شفاعت کی اجازت انبیاء، علماء، شہداء، اولیاء، حفاظ، صلحاء اور فرشتوں کو ہوگی، قرآن اور روزہ بھی سفارش کریں گے۔ ②

⑭ اقسام شفاعت

(۱) شفاعت کبریٰ: سب سے پہلی شفاعت 'شفاعت کبریٰ' ہے، جو حضور ﷺ میدان محشر کی سختی میں تخفیف اور حساب وکتاب شروع کروانے کے لئے فرمائیں گے۔

---

① ومن الليل فتهجد به نافلة لک عسى أن يبعثک ربک مقاما محمودا (الاسراء/ ٧٩)، من ذالذى يشفع عنده الا باذنه (البقرة/ ٢٥٥)، عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ أنا سيد ولد آدم يوم القيامة وأول من ينشق عنه القبر واول شافع، وأول مشفع (صحيح مسلم: ٢/ ٢٤٥) (تفصیل کیلئے کتاب کا ص ١٣٦، ١٣٧ ملاحظہ فرمائیں)

② عن ابى سعيد رضى الله عنه مرفوعا، قال: فيقول الله تعالى: شفعت الملائكة وشفع النبيون، وشفع المؤمنون ولم يبق الاأرحم الراحمين (صحيح مسلم: ١/ ١٠٣)، عن على رضى الله عنه قال، قال رسول الله ﷺ من قرأ القرآن فاستظهره .... شفع فى عشرة من أهل بيته، قد وجبت لهم النار (مسند احمد: ١/ ١٨٥)، عن الحسن، قال: قال رسول الله ﷺ: يدخل الجنة بشفاعة رجل من امتى أكثر من ربيعة ومضر (مستدرک حاکم: ٦/ ٢٠٥٩) عن عمران رسول الله ﷺ قال: الصيام والقرآن يشفعان للعبد يقول الصيام رب: انى منعته الطعام والشهوات بالنهار فشفعنى فيه، ويقول القرآن: منعته النوم بالليل فيشفعان (مستدرک حاکم: ٢/ ٧٧٣)، الحاصل أنه يجب أن يعتقد أن غير النبى ﷺ من سائر الرسل والانبياء والملائكة والصحابة والشهداء والصديقين والاولياء على اختلاف مراتبهم ومقاماتهم عند ربهم يشفعون وبقدر جاههم ووجاهتهم يشفعون لثبوت الاخبار بذلک وترادف الآثار على ذلک وهو امر جائز غير مستحيل فيجب تصديقه (شرح عقيده سفارينيه: ٢/ ٢٠٩)

(ب) دوسری شفاعت حساب و کتاب میں سہولت اور آسانی کیلئے ہوگی کہ ان لوگوں کے حساب و کتاب میں سہولت اور آسانی کا معاملہ کیا جائے گا۔

(ج) تیسری شفاعت بعض اہل ایمان کے جنّت میں درجات بلند کرنے کے لئے ہوگی کہ جو درجہ اس مومن کو عطا ہوا ہے' اس سے اونچا درجہ عطا فرمادیا جائے

(د) چوتھی شفاعت ان گنہ گاروں کیلئے ہوگی جن کیلئے عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہوگا کہ ان کی خطا معاف فرمادی جائے اور انہیں جہنم میں داخل نہ کیا جائے۔

(ھ) پانچویں شفاعت ان گنہ گاروں کے لیے ہوگی جو جہنم میں داخل ہو چکے ہوں گے اور یہ شفاعت انہیں جہنم سے باہر نکالنے کے لیے ہوگی۔

(و) چھٹی شفاعت ان لوگوں کے حق میں ہوگی جن کی نیکیاں اور بُرائیاں برابر ہوں گی یعنی اصحاب اعراف کے بارے میں کہ ان کو اعراف سے نکال کر جنّت میں داخل فرمادیا جائے۔

(ز) ساتویں شفاعت بعض لوگوں کو بلا حساب و کتاب جنّت میں داخل کروانے کے لیے ہوگی' چنانچہ ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ اس شفاعت کے نتیجے میں بلا حساب و کتاب جنّت میں داخل ہوں گے۔

(ح) آٹھویں شفاعت مستحقین عذاب کے عذاب میں تخفیف کیلئے ہوگی۔[1]

---

[1] النوع الأول: الشفاعة الأولى، وهى العظمى، الخاصة بنبيناﷺ من بين سائر اخوانه من الأنبياء والمرسلين، صلوات الله عليهم أجمعين، النوع الثانى والثالث من الشفاعة: شفاعةﷺ فى أقوام قد تساوت حسناتهم وسيئاتهم، فيشفع فيهم ليدخلوا الجنة، وفى أقوام آخرين قد أمِر بهم الى النار، أن لا يدخلونها النوع الرابع: شفاعتهﷺ فى رفع درجات من يدخل الجنة فيها فوق ما كان يقتضيه ثواب أعمالهم وقد وافقت المعتزلة هذه الشفاعة خاصة، وخالفوا فيما عداها من المقامات، مع تواتر الأحاديث فيها . . . النوع السادس: الشفاعة فى تخفيف العذاب عمن يستحقه، كشفاعته فى عمه أبى طالب أن يخفف عنه عذابه . . . النوع السابع: شفاعته أن يؤذن لجميع المؤمنين فى دخول الجنة، كما تقدم۔ وفى "صحيح مسلم" عن أنس رضى الله عنه، أن رسول اللهﷺ قال: "أنا أول شفيع فى الجنة" النوع الثامن: شفاعته فى أهل الكبائر من أمته، ممن دخل النار، فيخرجون منها، وقد تواترت بهذا النوع الأحاديث . . . وهذه الشفاعة

⑮ شفاعت صرف اہل ایمان کے لیے ہوگی، کیونکہ اہل ایمان ہی قابل معافی و مغفرت ہیں، کافروں، مُشرکوں اور ان لوگوں کے لیے جن کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا ہوگا خلاصی جہنم کی کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔ ①

تشارکه فيها الملائكة و النبيون والمؤمنون أيضاً (عقيده طحاويه مع الشرح/ ۲۲۹ تا ۲۳۳)،فاعلم ان العلماءاختلفوافی شفاعاته و کم هی فقال النقاش :لرسول اللهﷺثلاث شفاعات: العامة وشفاعة فی السبق الى الجنة.... و شفاعة فی اخراج المذنبين من النار، وهذه الشفاعة الثانية لا يتدافعها الأنبياء،بل يشفعون ويشفع العلماء، قال القاضی عياض: شفاعات نبيناﷺيوم القيامة خمس شفاعات: الأولى: العامة۔ الثانيه: ادخال قوم الجنة بغير حساب۔ الثالثة: فی قوم من أمته استوجبوا النار بذنوبهم فيشفع فيهم نبيناﷺ، ومن شاءأن يشفع و يدخلون الجنة، وهذه الشفاعة هی التی أنكرتها المبتدعة الخوارج والمعتزلة، فمنعتها على أصولهم الفاسدةوهی الاستحقاق العقلی المبنی على التحسين والتقبيح۔ الرابعه: فيمن دخل النار من المذنبين فيخرج بشفاعة نبينا وغيره من الأنبياءوالملائكة واخوانهم من المؤمنين قلت: وهذه الشفاعة أنكرتها المعتزلة أيضاً، واذا منعوها فيمن استوجب النار بذنبه وان لم يدخلها فأحرى أن يمنعواها فيمن دخلها۔ الخامسة: فی زيادة الدرجات فی الجنة لأهلها وترفيعها قال القاضی عياض: وهذه الشفاعة لا تنكرها المعتزله ولا تنكر شفاعة الحشر الاوّل۔ قلت: وشفاعة سادسة لعمه أبی طالب فی التخفيف عنه، كمارواه مسلم عن أبی سعيد الخدری رضی الله عنه أن رسول اللهﷺذكر عنده عمه أبو طالب فقال: "لعله تنفعه شفاعتی يوم القيامة فيجعل فی ضحضاح من نار يبلغ كعبيه يغلی منه دماغه" فان قيل: فقد قال الله تعالى:(فما تنفعهم شفعة الشفعين(المدثر/ ٤٨)قيل له: لا تنفع فی الخروج من النار كعصاة الموحدين الذين يخرجون منهاويدخلون الجنة (التذكرة للقرطبی/ ٢١٩۔٢٢٠)

① فمالنامن شفعين ولا صديق حميم(الشعراء/ ١٠٠۔١٠١)
ثم يقول الكافر: قد وجد المؤمنون من يشفع لهم فمن يشفع لنا؟فيقولون: ماهو غير ابليس هو الذی أضلنافيأتونه فيقولون: قد وجد المؤمنون من يشفع لهم فقم أنت فاشفع لنا فانک قد أضللتنا، فيقول فيثور من مجلسه أنتن ريح شمه أحد ثم يعظهم لجهنم ويقول عند ذلک (وقال الشيطن لما قضی الامر ان الله وعدكم وعد الحق ووعدتكم فاخلفتكم) ابراهيم/ ٢٢ (التذكرة للقرطبی/ ٢٢١)

جنّت

① جنّت حق ہے، اس پر ایمان لانا فرض ہے یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے انعام کی جگہ ہے' اس کی لمبائی، چوڑائی بے حد و حساب ہے۔[1]

② جنّت پیدا ہو چکی ہے اور اس وقت موجود ہے۔[2]

③ اہل جنّت 'جنّت میں قیامت کے بعد داخل ہوں گے' قیامت سے پہلے کوئی بھی جنّت میں داخل نہیں ہو گا' سوائے آدم و حوا علیہما السّلام کے کہ وہ زمین پر آنے سے پہلے جنت میں رہ چکے ہیں۔[3]

④ جنّت دائمی ہے 'یعنی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اور اہل جنّت بھی جنّت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔[4]

---

① وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموت والارض أعدت للمتقین(آل عمران/۱۳۳) وازلفت الجنة للمتقین غیر بعید(ق/۳۱)، والجنة حق والنار حق لان الآیات والاحادیث الواردة فی اثباتهما اشهر من أن تخفی واکثر من أن تحصی(شرح عقائد/۱۰۵)

② وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموت والأرض اعدت للمتقین(آل عمران/۱۳۳) عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ "لماخلق اللہ تبارک و تعالی الجنة قال یا جبرائیل اذهب انظر الیها قال فذهب فنظر الیها ثم جاءفقال ای رب وعزتک وجلالک لا یسمع بها احدالادخلها ثم خفها بالمکاره ثم قال یا جبریل اذهب فانظر الیها قال فذهب فنظر الیهافقال ای رب وعزتک لقد خشیت ان لا یدخلها احد ثم خلق النار قال یا جبریل اذهب فانظر الیها قال فذهب فنظر الیهافقال لا یسمع بها احد فید خلهاقال فحفها بالشهوات ثم قال اذهب فانظر الیها قال فذهب فنظر الیها فقال لقد خشیت ان لا یبقی احد الادخلها" (مستدرک حاکم: ۱/۳۵)

③ وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة وکلا منها رغدًا حیث شئتما ولاتقرباهذه الشجرة فتکونا من الظلمین(البقره/۳۵)، عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ آتی باب الجنة یوم القیامه فاستفتح فیقول الخازن من انت؟ فاقول محمد فیقول بک امرت لا افتح لاحدقبلک(صحیح مسلم: ۱/۱۱۲)، عن انس بن مالک قال: قال رسول اللہ ﷺ انا اکثر الانبیاءتبعا یوم القیامة وانا اول من یقرع باب الجنة،(صحیح مسلم: ۱/۱۱۲)، ولاقدرة للعباد علی أن یسکنوا الجنة قبل الوقت المعلوم(نبراس/۲۲۱)

④ واماالذین سعدو اففی الجنة خلدین فیها ماد امت السموت والارض الاماشاء ربک عطاء غیر

⑤ جو ایک مرتبہ جنّت میں داخل ہو جائے گا، وہاں سے نکالا نہیں جائیگا۔ [1]

⑥ جنّت میں اہل ایمان ہی داخل ہوں گے' اگر چہ سزا بھگتنے کے بعد ہی داخل ہوں۔ کوئی کافر ہر گز جنّت میں داخل نہیں ہو گا۔ [2]

⑦ جو شخص جنّت کے فنا ہونے کا قائل ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے' اس لیے کہ قرآن کریم کی متعدد آیات سے جنّت کا ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنا ثابت ہے۔ [3]

مجذوذ(هود: ١٠٨)، وقال لهم خزنتهما سلم عليكم طبتم فادخلوها خالدين (الزمر/ ٧٣)، عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: يدخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار ثم يقوم موذن بينهم يا اهل النار لا موت ويا اهل الجنة لا موت كل خالدفيما هو فيه(صحيح مسلم: ٣٨٢/٢)،فأماأبدية الجنة وانها لاتفنی ولاتبيد فهذاممايعلم بالضرورة أن الرسول أخبر به، قال تعالى وأماالذين سعدوافقى الجنة خالدين فيها مادامت السموات والأرض الا ماشاءربک عطاءغير مجذوذالآية أی غير مقطوع (عقيده طحاويه مع الشرح/ ٤٢٥)

① لا يمسهم فيها نصب وماهم منها بمخرجين(الحجر/ ٤٨)،ويدخله جنت تجری من تحتها الانهر خلدين فيها أبدا(التغابن/ ٩)

② ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل فی سم الخياط (الاعراف/ ٤٠)

عن ابی ذر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ "مامن عبدقال لا اله الا الله ثم مات على ذلک الا دخل الجنة قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق وان رغم انف ابی ذر" (صحيح مسلم: ٦٦/١)، عن جابر قال اتی النبی ﷺ رجل فقال يارسول الله ماالموجبات؟ قال، من مات لا يشرک بالله شيادخل الجنة ومن مات يشرک بالله شيئاً دخل النار" (صحيح مسلم: ٦٦/١)

③ واما الذين سعدوا ففی الجنة خلدين فيها ما دامت السموات والارض الا ما شاءربک عطاءغير مجذوذ(هود: ١٠٨)، خلدين فيها ابدا وعد الله حقا ومن اصدق من الله قيلا (النساء: ١٢٢)، فاما ابدية الجنة وانها لاتفنی ولا تبيد فهذا مما يعلم بالضرورة أن الرسول أخبر به قال تعالى واما الذين سعدوافقى الجنة خالدين فيها مادامت السموات والارض الا ماشاءربک عطاءغير مجذوذالآية ای غير مقطوع ولا ينافی ذلک قوله: الا ما شاءربک واختلف السلف فی هذا الاستثناء . . . وعلى تقدير، فهذاالاستثناءمن المتشابه، وقوله: عطاءغير مجذوذ محكم۔ (عقيده طحاويه مع الشرح/ ٤٢٦) وقال بغناء الجنة . . . ويس له سلف قط لا من الصحابة ولا من التابعين لهم باحسان ولا من آئمة المسلمين ولا من اهل السنة وانكره عليه عامة اهل السنة وكفروه به (عقيده طحاويه مع الشرح/ ٣٤١)، فمن قال: انهم يخرجون . . . وانها تغنى وتزول فهو عن مقتضى العقول ومخالف لما جاءبه الرسول، وما اجمع عليه اهل السنة والآئمة العدول ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين لما لهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ماتولى ونصله جهنم وساءت مصيرا۔ (تذكره للقرطبی/ ٣٧٧)

⑧ جو شخص جنّت کو اللہ تعالیٰ کے انعام کی حقیقی جگہ نہیں سمجھتا بلکہ جنّت کو ایک تخیلاتی جہان سے تعبیر کرتا ہے' وہ در حقیقت جنّت کا منکر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔①

⑨ جنّت اللہ تعالیٰ کے انعام اور عیش وآرام کی جگہ ہے جنّت میں ملنے والی کچھ نعمتوں کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے جنّت کی جو نعمتیں قرآن کریم یا طریق متواتر سے معلوم ہیں ان پر ایمان لانا فرض ہے' مثلاً: جنّت میں کسی قسم کا خوف اور غم نہیں ہوگا' جنت میں ملنے والی نعمتیں ہمیشہ کیلئے ہوں گی،وہاں جنتی کی ہر خواہش پوری ہوگی' جنّت میں حق تعالیٰ کی رضاءاور اس کا دیدار نصیب ہوگا' اہل جنّت کیلئے جنّت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوں گے' ہر جنتی کے گھر میں چار نہریں ہوں گی' پانی کی نہر، تازہ دودھ کی نہر جس کا ذائقہ خراب نہیں ہوگا' پاکیزہ شراب کی نہر اور صاف ستھرے شہد کی نہر' تمام جنتی کامیاب قرار دیئے جائیں گے' اہل جنّت کے دل میں اگر ایک دوسرے کیطرف سے کوئی رنجش' کدورت یا عداوت ہوگی' اللہ تعالیٰ اس کو دلوں سے نکال دیں گے' اہل جنّت، جنت میں بالکل خوشی خوشی اور بھائی بھائی ہوکر رہیں گے، جنّت میں اونچے اونچے باغات ہوں گے جن کے خوشے لٹک رہے ہوں گے' جنتیوں کیلئے ریشم کا لباس اور سونے چاندی کے کنگن ہوں گے، جنّت میں انار' انگور' کیلے اور مختلف اقسام کے میوے اور پھل ہوں گے' پرندوں کا گوشت اور حوریں ہوں گی' لمبے سائے اور پانی کی بہتی ہوئی آبشاریں ہوں گی' جنّت کی یہ نعمتیں قرآن کریم میں بیان کی گئیں ہیں' ان پر اور ان کے علاوہ دوسری ان نعمتوں پر جو قرآن کریم یا احادیث متواترہ میں بیان کی گئیں ہیں' ایمان لانا فرض ہے، ان میں سے کسی ایک نعمت کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔②

---

① أن ما أخبر اللّٰه تعالى من الحور والقصور والأنهار والأشجار والأثمار لأهل الجنة حق خلافا للباطنية والعدول عن ظواهر النصوص الى معان يدعيها أهل الباطن الحاد" (شرح فقه اكبر/١٣٣)

② ادخلوا الجنة لا خوف عليكم ولا انتم تحزنون (الاعراف/٤٩)، قل أذلك خير أم جنة الخلد التى وعد المتقون (الفرقان/١٥)، وهم فى ما اشتهت انفسهم خالدون (الانبياء/ ١٠٢)، يبشرهم ربهم برحمة منه

⑩ جنّت کی بعض نعمتیں اخبارِ آحاد میں بیان کی گئی ہیں' ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، تاہم ان کے انکار سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔①

⑪ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا' جنّت میں ہر جنتی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا' اور دیدارِ الٰہی جنّت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہو گی۔②

ورضوان(التوبة/٢١)،وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة(القيامة٢٢، ٢٣)،للذين أحسنوا الحسنى و زيادة(يونس/٢٦)،لهم مايشاؤن فيها ولدينا مزيد(ق/٣٥)،جنت عدن مفتحة لهم الابواب(ص/٥٠)، وسيق الذين اتقوا ربهم الى الجنة زمرا حتى اذا جاؤاها وفتحت ابوابها(الزمر/٧٣)،مثل الجنة التى وعد المتقون فيها انهر من ماء غير أسن وانهر من لبن لم يتغير طعمه وانهر من خمر لذة للشربين وانهر من عسل مصفى (محمد/١٥)،فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز (آل عمران/١٨٥)،من يصرف عنه يومئذ فقد رحمه وذلک الفوز المبين (الانعام/١٦)ونزعنا مافى صدورهم من غل تجرى من تحتهم الانهر (الاعراف/ ٤٣)،ونزعنا ما فى صدورهم من غل اخوانا على سرر متقبلين (الحجر/٤٧)،فى جنة عالية قطوفها دانية (الحاقة/٢٢، ٢٣)، وجنا الجنتين دان(رحمن/٥٤)،وذللت قطوفها تذليلا (الدهر/١٤)،يحلون فيها من أساور من ذهب ولؤلؤا ولباسهم فيها حرير (فاطر/٣٣)، يحلون فيها من أساور من ذهب ويلبسون ثيابا خضرا من سندس واستبرق(الكهف/٣١)،فيها فاكهة ونخل ورمان(الرحمن/٦٨)،فأنشانالكم به جنت من نخيل واعناب لكم فيها فواكه كثيرة ومنها تأكلون (المؤمنون/١٩)،طلع منضود(واقعه/٢٩)،فيها بكل فاكهة امنين (الدخان/٥٥)فجعلنهن أبكارا عربااترابا لاصحب اليمين (الواقعه/٣٦تا ٣٨)، حور مقصورات فى الخيام(رحمن/٧٢)،وزوجنهم بحور عين(الدخان/٥٤)،ولحم طير ممايشتهون وحور عين كامثال اللؤلؤ ممكنون (الواقعة/٢١تا٢٣)،وظل ممدود وماء مسكوب(الواقعه/٣٠-٣١)، عينا يشرب بها عباد الله يفجرونها تفجيرا(الدهر/٦)،وهؤلاء كلهم كفار يجب قتلهم باتفاق أهل الايمان؛فان محمدا ﷺ قد بين ذلک بياناً شافياً قاطعاً للعذر، وتواتر ذلک عند أمته خاصها وعامها، وقد ناظره بعض اليهود فى جنس هذه المسألة وقال:يا محمد أنت تقول: ان أهل الجنة يأكلون ويشربون ومن يأكل ويشرب لا بدله من خلاء فقال النبى ﷺ: "رشح كرشح المسک" ويجب على ولى الامر قتل من أنكر ذلک ولو أظهر التصديق بألفاظه فكيف بمن ينكر الجميع؟والله أعلم(فتاوىٰ ابن تيميه: ٤/٣١٤)

① ولا يكفر منكر خبر الآحاد فى الاصح(شرح عقيده سفارينيه:١/١٩)

مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں صحیح بخاری: ٢/٩٧،مسند احمد: ٢/١٣-٢٧٥،البدور السافره للسيوطى/٥١٤،حلية الاولياء:٣/٣٠٧

② لاتدركه الابصار وهويدرک الابصار وهواللطيف الخبير (الانعام/١٠٤)،للذين أحسنوا الحسنى

⑫ تمام اہل جنت کا جنّت میں داخلہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے ہو گا جنّت میں کسی کا داخلہ اللہ تعالیٰ پر واجب اور ضروری نہیں۔ ①

⑬ جنّت کافر و مُشرک پر حرام ہے کوئی کافر مُشرک اور منافق ہر گز جنّت میں داخل نہیں ہو گا۔ ③

وزيادة(يونس/٢٦)،ووجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة(القيامة/٢٢،٢٣)، عن صهيب عن النبي ﷺ قال: اذا دخل أهل الجنة الجنة، قال: يقول الله تبارك وتعالى تريدون شيئا أزيدكم فيقولون: ألم تبيض وجوهنا ألم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار؟ قال فيكشف الحجاب فما أعطوا شيأ أحب اليهم من النظر الى ربهم عزوجل (صحيح مسلم: ١/١٠٠)، ذهب أهل السنة الى أن الله تعالى يجوز أن يرى وأن المومنين فى الجنة يرونه منزها عن المقابلة والجهة والمكان (شرح المقاصد: ٣/١٣٤)

① لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون۔(أنبياء/٢٣)، عن عائشة رضى الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ سددوا وقاربوا وابشروا، فانه لن يدخل الجنة احدا عمله، قالوا ولا انت يا رسول الله قال: ولا انا الا ان يتغمدنى الله منه برحمة (صحيح مسلم: ٢/٣٧٧)، فمن شاء منهم الى الجنة فضلا منه و من شاء منهم الى النار عدلا منه (عقيده طحاويه مع الشرح/٤٣١)

③ انه من يشرک بالله فقد حرم الله عليه الجنة و ماوه النار (المائده/٧٢)، ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل فى سم الخياط وكذلک نجزى المجرمين (الاعراف/٤٠)، والذين كفروا لهم نار جهنم لا يقضى عليهم فيموتوا ولا يخفف عنهم من عذابها كذلک نجزى كل كفور۔(فاطر/٣٦)

اعراف

① جنّت اور جہنم کے درمیان ایک اونچی دیوار حائل ہوگی' اس دیوار کا نام اعراف ہے' اس جگہ نہ تو جنّت جیسی راحت ہوگی اور نہ ہی جہنم جیسا عذاب ہوگا' وہ لوگ جن کیلئے ابتدائی طور پر جنّت کا فیصلہ نہیں ہوگا' کچھ مدت یہاں ٹھہریں گے' جنتیوں کو ان کے سفید چہروں سے اور جہنمیوں کو ان کے سیاہ چہروں سے پہچانیں گے' جنتیوں اور جہنمیوں سے ہم کلام بھی ہوں گے' اصحاب الاعراف بالآخر جنّت میں داخل کردیئے جائیں گے۔ ①

② اعراف میں وہ لوگ ہوں گے جنہیں مستقبل میں جنّت میں داخل ہونا ہوگا، بعض عوارض کی بناء پر کچھ دیر اعراف میں رکھے جائیں گے' ان عوارض میں سے نیکیوں اور بدیوں کا برابر ہونا' یا نیکیوں کی وجہ سے پُل صراط سے گذر کر جہنم سے بچ جانا اور نیکیوں کی کمی کی وجہ سے فی الحال جنّت میں داخل نہ ہوسکنا، یا والدین کی اجازت کے بغیر جہاد فرض کفایہ میں شرکت کرنا وغیرہ ہوسکتا ہے۔ ②

---

① الاعراف فی اللغة: جمع عرف و هو كل عال مرتفع قال الزجاج: الاعراف أعالی السور، قال بعض المفسرين الاعراف أعالی سور بين اهل الجنة والنار۔ (لسان العرب: ۹/ ۲۸۸، ۲۸۹)، وعلى الأعراف رجال يعرفون كلا بسيمهم ونادوا أصحب الجنة أن سلم عليكم لم يدخلوها وهم يطمعون واذا صرفت أبصارهم تلقاء أصحب النار قالوا ربنا لا تجعلنا مع القوم الظلمين ونادى أصحب الاعراف رجالا يعرفونهم بسيمهم قالوا ما أغنى عنكم جمعكم وما كنتم تستكبرون أهؤلاء الذين أقسمتم لا ينالهم اللّٰه برحمة ادخلوا الجنة لا خوف عليكم ولا أنتم تحزنون (الاعراف/ ۴۵ تا ۴۹)

② فقال حذيفة وابن عباس هم قوم استوت حسناتهم وسيأتهم وقصرت بهم سيأتهم عن الجنة وتجاوزت بهم حسناتهم عن النار.... وقال شرحبيل بن سعد: أصحاب الاعراف قوم خرجوا فی الغزو بغير اذن أبائهم ورواه مقاتل فی تفسيره مرفوعا: هم رجال غزوا فی سبيل اللّٰه عصاة لابائهم فقتلوا، فاعتقوا من النار بقتلهم فی سبيل اللّٰه وحبسوا عن الجنة بمعصية آبائهم ....يحبسون على الأعراف الى أن يقضى اللّٰه بين الخلق، ثم يدخلون الجنة۔ (معالم التنزيل: ۲/ ۱۶۳)

③ اصحاب الاعراف جنتیوں کو دیکھ کر ان کو سلام کریں گے اور جنت میں جانے کی تمنا اور آرزو کریں گے، اور دوزخیوں کو دیکھ کر ان کے عذاب سے پناہ مانگیں گے، گویا بیک وقت جنت اور جہنم کے حالات کا مشاہدہ کریں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمادیں گے۔[1]

---

[1] ونادی اصحب الاعراف رجالا یعرفونھم بسیمھم قالواما اغنی عنکم جمعکم وما کنتم تستکبرون آھولآء الذین اقسمتم لاینا لھم اللّٰہ برحمۃ ادخلوا الجنۃ لاخوف علیکم ولاانتم تحزنون (الاعراف / ٤٨، ٤٩)،فیطلعون علی أھل الجنۃ و أھل النار جمیعا و یطالعون أحوال الفریقین....(ونادو أصحاب الجنۃ أن سلام علیکم) أی اذار أوا اھل الجنۃ قالو السلام علیکم.... (واذا صرفت ابصارھم تلقاء أصحاب النار) تعوذوا باللہ (قالو ربنا لا تجعلنا مع القوم الظلمین)....ثم قالت الملائکۃ لأصحاب الأعراف: ادخلوا الجنۃ لا خوف علیکم ولا انتم تحزنون فیدخلون الجنۃ۔(معالم التنزیل ٢/ ١٦٢)

جہنم

① جنّت کی طرح جہنم بھی حق ہے' یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی جگہ ہے، یہاں ہر طرح کا اور شدید قسم کا عذاب تیار کیا گیا ہے' جہنم پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔ ①

② جنّت کی طرح جہنم بھی پیدا کی جاچکی ہے اور اس وقت موجود ہے۔ ②

③ جہنم میں اہل جہنم قیامت کے بعد ہی داخل ہوں گے' اس سے پہلے برزخ کا عذاب ہو گا۔ ③

④ جہنم کا عذاب کافروں کیلئے دائمی یعنی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہو گا' گنہ گار مسلمانوں کیلئے عارضی عذاب ہو گا' وہ اگر اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئے تو ایک نہ ایک دن ضرور نکال لئے جائیں گے اور بالآخر جنّت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ ④

⑤ جہنم میں داخل ہونے والا' جہنم سے نکال کر جنّت میں داخل کیا جاسکتا ہے، جیسے گنہ گار مسلمان، لیکن جنّت میں داخل ہونے والے شخص کو نہ تو جنّت سے نکالا جائے گا اور نہ ہی کبھی جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ ⑤

---

① واماالذین شقوافقی النارلھم فیھازفیر و شھیق۔ (ھود / ۱۰۶)، فکل واحدۃ من الجنۃ والنار حق ثابت بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ وکل ماھو کذلک فالایمان بہ واجب واعتقاد وجودہ حق لاذب، والمرادمن الجنۃ دارالثواب ومن النار دارالعقاب (شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲۱۹/۲)، والجنۃ حق والنار حق لأن الآیات والاحادیث فی شانھما اشھر من ان یخفی واکثر من ان یحصی (نبراس / ۲۱۹)

② وبرزت الجحیم للغوین (الشعراء/ ۹۰)، واتقوا النار التی اعدت للکفرین (آل عمران / ۱۳۱)، فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین (البقرہ / ۲۴)، (والجنۃ والنار مخلوقتان الیوم) ای موجودتان الآن قبل یوم القیمۃ (شرح فقہ اکبر / ۹۸)

③ قیل ادخلوا ابواب جھنم خلدین فیھا فبس مثوی المتکبرین (الزمر / ۷۲)، النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا ال فرعون اشد العذاب (غافر / ۴۶)، وان الفجار لفی جحیم یصلونھا یوم الدین وماھم عنھا بغآئبین (الانفطار / ۱۴۔۱۶)

④ یریدون ان یخرجوا من النار وماھم بخرجین منھا ولھم عذاب مقیم (المائدۃ/ ۳۷)

⑤ واماالذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیھا ما دامت السموت والارض الا ماشاءربک عطاءغیر

⑥ جہنم اور اس کا عذاب دراصل کافروں کیلئے تیار کیا گیا ہے، اسی لئے کفار اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ مسلمان اگر داخل بھی ہوئے تو نکال لئے جائیں گے۔ ①

⑦ یہود کا یہ نظریہ غلط ہے کہ ہم کچھ عرصے کیلئے جہنم میں داخل ہوں گے پھر نکل جائیں گے، اس کے رد میں قرآن کریم نے کہا ہے کہ وہ یعنی یہود و کفار جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ②

⑧ جہنم 'جنّت کی طرح ایک حقیقی مقام اور عذاب کی جگہ ہے' جو شخص جہنم کو حقیقی جگہ نہیں سمجھتا بلکہ ایک تخیلاتی جہان یا کوئی غیر حقیقی چیز سمجھتا ہے، وہ درحقیقت جہنم کا منکر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ③

⑨ جنّت کی طرح جہنم بھی دائمی اور ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے 'اس کے فنا کا قائل ہونا غلط نظریہ اور گمراہی ہے۔ ④

مجذوذ۔(ھود/۱۰۸)،عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی ﷺ اخرجوا من النار من قال لا الہ الا اللّٰہ وکان فی قلبہ من الخیر مایزن شعیرۃ،اخرجوا من النار من قال لا الہ الا اللّٰہ وکان فی قلبہ مایزن برۃ،اخرجوا من النار من قال لا الہ الا اللّٰہ وکان فی قلبہ مایزن ذرۃ(جامع ترمذی:۲/۵٤۰)

① فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔(البقرہ/۲٤)،عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال: اتی النبی ﷺ رجل فقال یا رسول اللّٰہ ماالموجبان؟قال من مات لایشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ ومن مات یشرک باللہ شیئا دخل النار(صحیح مسلم:۱/٦٦)

② وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ قل اتخذتم عند اللّٰہ عھدا فلن یخلف اللّٰہ عھدہ ام تقولون علی اللّٰہ مالا تعلمون بلی من کسب سیۃ واحاطت بہ خطیتہ فأولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون(البقرہ۸۰۔۸۱)،قالوا لن تمسنا النار الا ایام معدوذت وغرھم فی دینھم ما کانوا یفترون(آل عمران/۲٤)

③ والجنۃ حق والنار حق لان الآیات والاحادیث فی شانھما اشھر من ان یخفی واکثر من ان یحصی الاحصار . . . تمسک المنکرون ھم الفلاسفۃ زعموا ان کل ما جاء فی النصوص من ذکر الجنۃ والنار فھو ماؤل باللذۃ والا لم العارضین للروح من تصور کمالاتھا ونقصاناتھا ھذا التاویل یکفرھم لانہ کانکار النصوص(نبراس/۲۱۹)

④ فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر وشھیق خالدین فیھا مادامت السموت والارض الا ماشاء ربک ان ربک فعال لما یرید(ھود/۱۰٦،۱۰۷)قال النار مثوکم خلدین فیھا الا ماشاء اللّٰہ ان ربک حکیم علیم(الانعام/۱۲۸)،وفی ھذا المقام فوائد مستطرفۃ الاولی تحیرت الافھام فی قولہ تعالی فمنھم شقی .... خالدین فیھا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک .... واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیھا ما دامت السموات

⑩ اہل جنّت کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہر نعمت وعطاء اس کا فضل وکرم ہوگا اور اہل جہنم کیلئے ہر عقوبت وسزا اس کا عدل وانصاف ہوگا۔ ①

⑪ کافر نے اگرچہ تھوڑی مدت یعنی صرف دنیوی زندگی میں کُفر کیا' اس کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں ڈالنا بالکل صحیح اور عدل وانصاف کے عین مطابق ہے' اس لیے کہ یہ کوئی ضابطہ اور اصول نہیں کہ سزا کا وقت جرم کے وقت سے زیادہ نہ ہو' قاتل صرف پانچ سیکنڈ میں فائر کر کے کسی کو قتل کر دیتا ہے تو کیا اس کی سزا بھی صرف پانچ سیکنڈ قید ہوتی ہے؟ اس کی سزا عمر قید ہوتی ہے جو جرم کے وقت کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے۔ معلوم ہوا سزا کا وقت' وقت جرم سے زیادہ ہونا عدل وانصاف کے منافی نہیں۔

نیز کافر کی نیت ہمیشہ ہمیشہ کافر رہنے کی ہوتی ہے' جیسے مُسلمان کی نیت ہمیشہ ہمیشہ مسلمان رہنے کی ہوتی ہے' مُسلمان' ہمیشہ ہمیشہ مُسلمان رہنے کی نیت کی بناء پر ہمیشہ ہمیشہ جنّت میں رہے گا، اور کافر ہمیشہ ہمیشہ کافر رہنے کی نیت اور عزم کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا' کافر کو ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل کرنا کوئی ظلم نہیں بلکہ عین عدل و انصاف ہے۔ ②

والارض الا ما شاء ربک و ذکر المفسرون فیه وجوها احدها ان المستثنی فی الموضعین فساق الموحدین سعدوا بالایمان وشقوا بالعصیان فیفارقون الجنة ایام عذابهم والتابید من مبدء معین وهو دخول اهل الطاعة الجنة والتقسیم لمنع الخلو فلا یمتنع اجتماع القسمین، ثانیهما ان المستثنی مدة توقفهم للحساب اولبثهم فی الدنیا، ثالثها ان اهل النار یخرجون من النار احیانا الی الزمهریر واهل الجنة ینعمون بما یشغلهم عن الجنة وهو الرؤیة، رابعها الا بمعنی سوی ولیس ما دامت السموت والارض کنایة عن التابید بل المعنی سوی ما شاء من الزیادة الغیر المتناهیة علی مدة لقاء السموت والارض (نبراس /٢٢٢، ٢٢٣) وقال الامام الاعظم رحمه اللہ فی کتابه الوصیة: والجنة والنار . . . ولا فناء لهما (شرح فقه اکبر /٩٩)، أجمع المسلمون علی خلود اهل الجنة فی الجنة وخلود الکفار فی النار (شرح المقاصد: ٣/٣٨٠)

① ووقهم عذاب الجحیم فضلاً من ربک ذلک هو الفوز العظیم (الدخان /٥٦، ٥٧)، لهم ما یشاؤن عند ربهم ذلک هو الفضل الکبیر (الشوری /٢٢)، الذی احلنادار المقامة من فضله لا یمسنا فیها نصب ولا یمسنا فیها لغوب (فاطر /٣٥)، ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفر لهم فانک انت العزیز الحکیم (المائده /١١٨)، وان اللہ لیس بظلام للعبید (آل عمران /١٨٢)، فمن شاء منهم الی الجنة فضلا منه' ومن شاء منهم الی النار عدلا منه (عقیدہ طحاویہ مع الشرح /٤٣١)، مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: شرح المقاصد: ٣/٤٧٣

② أن المعصیة متناهیة زمانا، وهو ظاهر وقدر ما یوجد من معصیة أشد منها فجزاؤها یجب أن یکون متنا

⑫ جہنم میں مختلف قسم کا عذاب ہوگا' جو جو عذاب قرآن کریم یا طریق متواتر سے ثابت ہے اس پر ایمان لانا فرض ہے' مثلاً: جہنم میں آگ کا عذاب ہوگا، آگ کا لباس ہوگا، جہنمیوں کے سروں پر کھولتا ہوا گرم پانی ڈالا جائے گا، جس سے ان کے پیٹ اور کھالیں جُھلس جائیں گی، وہ سخت عذاب کی وجہ سے جہنم سے نکلنا چاہیں گے ' مگر نہیں نکل سکیں گے، مرنا چاہیں گے 'مر بھی نہیں سکیں گے، پینے کیلئے پیپ اور سینڈھ ہوگی' جہنمی جسے گھونٹ گھونٹ کرکے پیئے گا، مگر پی نہیں سکے گا، ہر طرف موت کا سامان ہوگا' مگر موت نہیں آئے گی، گلے میں طوق پہنا کر زنجیروں میں جکڑا جائے گا، کھانے کیلئے زخموں کا دھوون ہوگا، جہنمیوں کے چہروں کو آگ میں اُلٹا پلٹا جائے گا، جہنم میں کافر و منافق سب جمع ہوں گے، جہنمیوں کے مال و متاع کو جہنم کی آگ میں پگھلا کر ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا، جہنم میں گرمی کا عذاب الگ ہوگا اور سردی کا عذاب الگ ہوگا، جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھرا جائے گا، جہنم ایک بُرا اور بدترین ٹھکانہ ہوگا، جہنمیوں کو جہنم میں ذلیل و خوار کرکے داخل کیا جائے گا، جہنم کے دروازے بند ہوں گے ' جہنمیوں کے آنے پر ہی کھولے جائیں گے ' جیسے جیل کا دروازہ قیدیوں کے آنے پر کھلتا ہے، جہنم کے ساتؔ دروازے ہیں، جہنم کی آگ جب کبھی ہلکی ہوگی اسے اور بھڑکا دیا جائے گا، جہنمی، جہنم میں نہ تو زندوں جیسا ہوگا اور نہ ہی مُردوں جیسا، جہنم میں مشرکوں کے ساتھ ان کے معبودانِ باطلہ کو بھی ڈالا جائے گا، کافرلوگ جہنم کی آگ کیلئے بطور ایندھن بھی ہوں گے، منافقین جہنم کے نچلے درجے میں ہوں گے، جہنم میں عذاب کی وجہ سے کافروں کی خوب چیخ و پُکار ہوگی، جہنمیوں کے جسم پر گندھک کا لباس ہوگا، جہنمیوں کو

هیا تحقیقًالقاعدة العدل بخلاف الکفر، فانه لا یتناهی قدرا، وان تناهی زمانه وأما التمسک بأن الخلود فی النار اشد العذاب وقد جعل جزاء لا شد الجنایات' وهوالکفر (شرح المقاصد: ۳۸۲/۳)،واما نفس الدخول فبالفضل المجرد حیث لا یجب علیه شی، والخلود بالنیة، کما أن دخول الکفار فی النار بمجرد العدل والدرکات، بحسب اختلاف مالهم من الحالات، والخلود باعتبار النیات(شرح فقه اکبر/۱۵٦)، مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں:شرح المقاصد: ۳۸۰/۳، نہایت الاقدام للشہرستانی/٤٧٦،شرح المواقف: ۳۳۵/۸تا۳۳۷۔

اُوندھے منہ جہنم میں ڈالا جائے گا اور ان کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہوگی، جہنمیوں کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور نیچے بھی آگ کے سائبان ہوں گے، ایسا کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا جس سے ہونٹ جھلس جائیں گے اور آنتیں کٹ جائیں گی، جہنم کی آگ اس قدر شدید ہوگی کہ دل پر براہ راست اثر کرے گی۔

جہنم کے یہ تمام عذاب قرآن کریم میں بیان کیے گئے ہیں' ان پر اور ان کے علاوہ دیگر ان عذابوں پر ایمان لانا اور ان پر یقین کرنا فرض ہے جو بطریق تواتر ثابت ہیں' ان میں سے کسی ایک عذاب کے انکار سے یا اس میں شک کرنے سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔[1]

---

[1] واتقوا النار التی اعدت للکفرین (آل عمران/۱۳۱)،والذین کفروالھم نارجھنم لا یقضی علیھم فیموتواولا یخفف عنھم من عذابھا کذلک نجزی کل کفور۔(فاطر/۳٦)، ھذان خصمن اختصموافی ربھم فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من نار(الحج/۱۹)، یصب من اللّٰہ رؤوسھم الحمیم یصھر بہ ما فی بطونھم والجلود(الحج/۱۹، ۲۰)، کلما ارادواان یخرجوامنھا من غم اعیدوافیھا وذوقواعذاب الحریق (الحج/۲۲)، واذاالقوامنھامکاناضیقامقرنین دعواھنالک ثبورا(الفرقان/۱۳)،لاتدعوااالیوم ثبورا واحداوادعواثبورا کثیرا (الفرقان/۱٤)، ونادوایملک لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون(الزخرف/۷۷)،یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ ویاتیہ الموت من کل مکان وماھو بمیت ومن ورائہ عذاب غلیظ(ابراھیم/۱٦، ۱۷)،ثم لا یموت فیھاولا یحی (الاعلی/۱۳)، ھذا فلیذوقوہ حمیم وغساق (ص/۵۷)،من ورائہ جھنم ویسقی من ماءصدید یتجرعہ ولا یکادیسیغہ (ابراھیم/۱۷)،وقل الحق من ربکم فمن شاءفلیؤمن ومن شاءفلیکفر انااعتدنااللظلمین ناراًاحاط بھم سرادقھاوان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمھل یشوی الوجوہ بئس الشراب وساءت مرتفقا (الکھف/۲۹)، یاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت و من ورائہ عذاب غلیظ (ابراھیم/۱۷)، اذالاغلال فی اعناقھم والسلسل یسحبون (غافر/۱۷)، خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ثم فی سلسلۃ ذرعھا سبعون ذراعافا سلکوہ(الحاقۃ/ ۳۰تا۳۳)،ولا طعام الامن غسلین لایا کلہ الا الخاطؤن(الحاقۃ/ ۳٦، ۳۷)، یوم تقلب وجوھھم فی النار (الاحزاب/٦٦)،یوم یسحبون فی النار علی وجوھھم ذوقوامس سقر (القمر/ ۴۸)، تلفح وجوھھم النار وھم فیھا کالحون(المؤمنون/۱۰٤)،ان اللّٰہ جامع المنافقین والکفرین فی جھنم جمیعا (النساء/۱٤۰)،یوم یحمی علیھا فی نارجھنم فتکوی بھاجباھھم و جنوبھم وظھورھم ھذا ماکنزتم لا نفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون (التوبۃ/۳۵)،قل نارجھنم اشدحرالوکانوایفقھون (التوبۃ/۸۱)،ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین(السجدۃ/۱۳)، الذین یحشرون علی وجوھھم الی جھنم اولئک شرمکانا واضل سبیلا (الفرقان/۳٤)،اولئک لھم سوءالحساب ومأ وھم جھنم وبئس المھاد (الرعد/۱۸)،وقال ربکم ادعونی

⑭ جہنم کے جو عذاب وسزا خبر واحد سے ثابت ہیں ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے' تاہم ان میں سے کسی کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ ①

استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جهنم داخرین (غافر/٦٠)، ثم جعلنا له جهنم یصلها مذموما مدحورا (بنی اسرائیل/١٨)، وسیق الذین کفروا الی جهنم زمرا حتی اذا جاؤا ها فتحت ابوابها(الزمر/١٧)، لها سبعة ابواب لکل باب منهم جزء مقسوم (الحجر/٤٤)، وماوهم جهنم کلما خبت زدنهم سعیرا (بنی اسرائیل/٩٧)، انه من یات ربه مجر مافان له جهنم لا یموت فیها ولا یحیی(طه/٧٤)، ثم لا یموت فیها ولا یحیی (الاعلی/١٣)، وبرزت الجحیم للغوین وقیل لهم این ما کنتم تعبدون من دون الله هل ینصرونکم اوینتصرون فکبکوافیها هم والغاون (الشعراء/٩١تا٩٤)، ان الذین کفروا....واولئک هم وقود النار (آل عمران/١٠)، فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکفرین (البقرة/٢٤)، انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم انتم لها واردون (الانبیاء/٩٨)، ان المنفقین فی الدرک الا سفل من النار ولن تجدلهم نصیرا (النساء /١٤٥)، بشر المنفقین بان لهم عذابا الیما (النساء/١٣٨)، فاما الذین شقوافقی النار لهم فیهازفیر وشهیق (هود/١٠٦)، اذا راتهم من مکان بعید سمعوالها تغیظاوز فیرا(الفرقان/١٢)، سرابیلهم من قطران(ابراهیم/٥٠)، یوم یسحبون فی النار علی وجوههم ذوقوامس سقر (القمر/٤٨)، یغشهم العذاب من الله هم و من تحت ارجلهم۔ (العنکبوت/٥٥)، انا اعتدنا للظلمین نارا احاط بهم سرادقها وان یستغیثو ایغاثوابماء کالمهل یشوی الوجوه بئس الشراب وساءت مرتفقا(الکهف/٢٩)، کالمهل یغلی فی البطون کغلی الحمیم (الدخان/٤٥۔٤٦)، وسقواماء حمیما فقطع امعاءهم(محمد/١٥)، نار الله الموقدة التی تطلع علی الافئدة (همزة/٦، ٧)، وفیها أن ما أخبر الله تعالی من الزقوم والحمیم والسلاسل والأغلال لأهل النار حق خلافا للباطنیة، والعدول عن ظواهر النصوص الحاد (شرح فقه اکبر/١٣٣)

① ولا یکفر منکر خبر الأحاد فی الأصح (شرح عقیده سفارینیه: ١/١٩)

تقدیر

① تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے' تقدیر کا لغت میں معنی ہے اندازہ کرنا، اور اصطلاح شریعت میں تقدیر کہتے ہیں: جو کچھ اب تک ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور اسی کے مطابق ہو رہا ہے۔ ①

② جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو وہی ہوتا ہے' جو ان کو منظور نہ ہو وہ نہیں ہوتا۔ ②

③ ہر اچھی اور بری چیز اللہ تعالیٰ کے علم اور اندازے کے مطابق ہے' کوئی اچھی یا بری چیز اللہ تعالیٰ کے علم اور ان کے اندازے سے باہر نہیں۔ ③

④ حق جل شانہ نے اس کارخانۂ عالم کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم ازلی میں اس کا نقشہ بنایا اور ابتداء تا انتہاء ہر چیز کا اندازہ لگایا، اس نقشہ بنانے اور طے کرنے کا نام تقدیر ہے ااور اس کے مطابق اس کارخانہ عالم کو بنانے اور پیدا کرنے کا نام قضاء ہے۔ اسی کو قضاء و قدر کہتے ہیں۔ ④

---

① (والقدر) ای وبالقضاء والقدر (خیرہ وشرہ) ای نفعه وضرہ وحلوہ ومرہ حال کونه (من اللّٰہ تعالی) فلا تغییر للتقدیر، فیجب الرضاء بالقضاء والقدر؛ وھو تعیین کل مخلوق بمرتبته التی توجد من حسن وقبح ونفع و ضر، ومایحیط به من مکان وزمان، ومایترتب علیه من ثواب اوعقاب (شرح فقه اکبر/ ۱۳) مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: لسان العرب ۵/ ۸۷، شرح المقاصد: ۳/ ۸۶

② فعال لمایرید (البروج/ ۱۶)، ربک یخلق مایشاء ویختار (القصص/ ۶۸)، وتعلق الارادۃ تابع لتعلق العلم فلایوجد اویعدم سبحانه من الممکنات عندنا الاماأراد (شرح عقیدہ سفارینیه: ۲/ ۱۵۵۔۱۵۶)

③ انا کل شئ خلقناہ بقدر (القمر/ ۴۹)، واللّٰہ خلقکم وما تعملون (الصافات/ ۹۶)، فالھمھا فجورھا وتقوھا (الشمس/ ۸)، قل کل من عنداللّٰہ (النساء/ ۷۸)، (القدر) ای وبالقضاء والقدر (خیرہ وشرہ) ای نفعه وضرہ و حلوہ مرہ حال کونه (من اللّٰہ تعالی) فلا تغییر للتقدیر، فیجب الرضاء بالقضاء و القدر؛ وھو تعیین کل مخلوق بمرتبته التی توجد من حسن وقبح ونفع وضر، ومایحیط به من مکان وزمان، ومایترتب علیه من ثواب او عقاب (شرح فقه اکبر/ ۱۳)

④ وکان امر اللّٰہ قدرا مقدورا (الاحزاب/ ۳۸)، واذاقضی امرا فانما یقول له کن فیکون (البقرہ/ ۱۱۷)،

⑤ عقیدہ تقدیر کو تسلیم کرنے سے انسان مجبور محض نہیں ہو جاتا بلکہ اس میں صفتِ ارادہ واختیار باقی رہتا ہے جیسا کہ ہر آدمی کے مشاہدہ میں یہ بات ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جو کرنا چاہتا ہے کرتا ہے اور جو نہیں کرنا چاہتا، نہیں کرتا۔ ①

⑥ تقدیر دو قسم کی ہے:

اوّل تقدیر مبرم: یہ وہ تقدیر ہے جو اٹل ہوتی ہے اس میں کچھ بھی تغیر و تبدل نہیں ہوتا، لوح محفوظ میں ایک ہی بات لکھی ہوتی ہے جو ہو کے رہتی ہے۔

دوم تقدیر معلق: یہ وہ تقدیر ہے جو اٹل نہیں ہوتی بلکہ اس میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے، اس تقدیر کو اللہ تبارک و تعالیٰ کسی دوسرے کام کے ساتھ معلق کر کے لکھتے ہیں کہ اگر فلاں کام ہوا تو فلاں دوسرا کام بھی ہوگا، اور اگر فلاں کام نہ ہوا تو فلاں دوسرا کام بھی نہیں ہوگا، مثلاً زید نے اپنے والدین کی خدمت کی تو اس کی عمر لمبی ہوگی اور اگر خدمت نہ کی اس کی عمر لمبی نہیں ہوگی۔

⑦ تقدیر مبرم اور تقدیر معلق بندوں کے اعتبار سے ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں ہر تقدیر مبرم ہی ہے، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر کام کے انجام اور خاتمہ کے متعلق ازل سے ہی واقف اور پوری طرح آگاہ ہیں۔ ②

والذی خلقکم من طین ثم قضی أجله۔ (الانعام/٢)، ان القدر وھومایقع من العبد المقدر فی الازل من خیرہ وشرہ وحلوہ ومرہ کائن منه سبحانه وتعالی بخلقه وارادته، ماشاء کان ومالافلا(والقضاءوالقدر) المراد باحدھما الحکم الاجمالی وبالاخر التفصیلی(شرح فقه اکبر/٤١)

① وملخص الکلام ماشار الیه الامام حجة الاسلام الغزالی، وھوانه لمابطل الجبر المحض بالضرورۃ وکون العبد خالقالا فعاله بالدلیل، وجب الاقتصاد فی الاعتقادو ھوانھامقدورۃ بقدرۃ اللّٰه تعالی اختراعًا، وبقدرۃ العبد علی وجه اخر من التعلق یعبر عنه عندنا بالاکتساب(شرح المقاصد: ١٦٦/٣، ١٦٧)، ان العبد مختار مستطیع علی الطاعة والمعصیة ولیس بمجبور، والتوفیق من اللّٰه تعالی کمایدل علیه قوله، سبحانه "امنوا باللہ ورسوله" (شرح فقه اکبر/٤٨) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: حجة اللّٰه البالغة: ١٥٣/١

② یمحو اللّٰه مایشاء ویثبت وعنده ام الکتاب(الرعد/٣٩)، قال ملا علی القاری رحمه اللّٰه (عن عبداللّٰه بن

⑧ تقدیر کے پانچ درجات اور مراتب ہیں :

الف وہ امور جن کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے ازل میں فیصلہ فرمالیا تھا، ان امور سے متعلقہ تقدیر کو تقدیر ازلی کہتے ہیں۔

ب وہ امور جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرش کو پیدا کرنے کے بعد اور زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے طے فرمایا۔

ج وہ امور جو صلب آدم علیہ السّلام سے ذریت آدم علیہ السّلام کو نکالنے کے وقت "یوم عہد الست" میں طے کیے گئے۔

د وہ امور جو بچے کیلئے اس وقت طے کیے جاتے ہیں جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔

ھ وہ امور جو دیگر بعض امور پر موقوف کیے گئے ہیں۔

تقدیر کے ان پانچ درجات میں سے پہلے چار درجات تقدیر مبرم کے درجات ہیں جو کہ اٹل ہیں' ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوتا' آخری درجہ تقدیر معلق کا ہے' اس میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ ①

عمرو) رضی اللہ عنہما (قال قال رسول اللہ ﷺ کتب اللہ مقادیر الخلائق) .... قدر واعین مقادیر ھم تعیینا بتالا یتأتی خلافہ بالنسبة لمافی علمہ القدیم المعبر عنہ بام الکتاب اومعلقا کان یکتب فی اللوح المحفوظ فلان یعیش عشرین سنة ان حج و خمسة عشر ان لم یحج وھذا ھو الذی یقبل المحوو الاثبات المذکورین فی قولہ الامایوافق ما ابرم فیھا کذاذکرہ ابن حجر و فی کلامہ خفاء اذالمعلق والمبرم کل منھما مثبت فی اللوح غیر قابل للمحونعم المعلق فی الحقیقة مبرم بالنسبة الی علمہ تعالی فتعبیرہ بالمحوا نما ھومن الترديد الواقع فی اللوح الی تحقیق الامر المبرم المبھم الذی ھم معلوم فی ام الکتاب اومحو احد الشقین الذی لیس فی علمہ تعالی فتأمل فانہ دقیق و بالتحقیق حقیق (المرقاة: ١/ ١٤٥۔١٤٦) مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: حجة اللہ البالغة : ١/ ١٥٥

① وقد وقع ذلک (ای القدر) خمس مرات، فاولھا: انہ اجمع فی الازل ان یوجد العالم علی احسن وجہ ممکن مراعیا للمصالح . . . وثانیھا: انہ قدر المقادیر، ویروی انہ کتب مقادیر الخلائق کلھا، والمعنی واحد قبل ان یخلق السمٰوت والارض بخمسین الف سنة . . . وثالثھا: انہ لماخلق ادم علیہ السلام لیکون اباللبشریة، ولیبدأمنہ نوع الانسان احدث فی عالم المثال صوربنیہ ومثل سعادتھم وشقاوتھم بالنور والظلمة وجعلھم بحیث یکلفون، وخلق فیھم معرفتہ والاخبات لہ ....ورابعھا: حین نفخ الروح فی الجنین

⑨ عقیدہ تقدیر کی وجہ سے کسی کو یہ سوچ کر ایمان واعمال ترک نہیں کرنے چاہئیں کہ میرے بارے میں جو کچھ لکھا جاچکا ہے ہو کر رہیگا' میرے ایمان واعمال سے کیا ہوگا، کیونکہ اولاً: کسی کو علم نہیں کہ اس کے بارے میں کیا لکھا ہے جب علم نہیں تو اچھے کام ہی کرنے چاہئیں تاکہ انجام بھی اچھا ہو، ثانیاً: تقدیر میں جہاں نتائج لکھے ہیں وہاں اسباب وذرائع بھی لکھے ہیں' مثلاً تقدیر میں اگر یہ لکھا ہے کہ فلاں جنتی ہے' ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ایمان واعمال صالحہ کی وجہ سے جنتی ہے، ثالثاً: دنیا کے بارے میں کوئی یہ سوچ کر کہ جو کچھ مقدر ہے وہی ملے گا' اسباب حصول رزق ترک نہیں کرتا، آخرت کے بارے میں بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے۔①

⑩ تقدیر کے متعلق بحث نہیں کرنی چاہیے اور اس میں زیادہ کھود کرید میں نہیں پڑنا چاہیے، احادیث مبارکہ میں اس سے منع کیا گیا ہے' کیونکہ اس موضوع کی اکثر باتیں انسانی سمجھ سے بالا ہیں۔②

. . . وخامسها: قبیل حدوث الحادثة، فینزل الامر فی حظیرة القدس الی الارض، وینتقل شئ مثالی، تنبسط احکامه فی الارض(حجة الله البالغة: ١/١٥٣ـ١٥٥)(وتقدیره) ای بمقدار قدره اولا، وکتبه فی اللوح المحفوظ وحرره ثانیا، واظهره فی عالم الکون وقرره ثالثا، ثم یجزیه جزاءوافیا فی عالم العقبی رابعا(شرح فقه اکبر/٥٣) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: العقیدة الواسطیة مع الشرح: ٢٧٨ـ٢٧٩۔

① عن علی قال بینما نحن مع رسول الله ﷺ وهو ینکت فی الارض اذ رفع راسه الی السمآء ثم قال مامنکم من احدا لا قد علم قال وکیع الا قد کتب مقعده من النار و مقعده من الجنة قالو افلا نتکل یارسول الله قال لا اعملوا فکل میسر لما خلق له۔(جامع ترمذی: ٢/٤٨٠ـ٤٨١)لا یجوز لنا ان نجعل قضاء الله وقدره حجة لنافی ترک امر اوفعل نهی، بل یجب علینا ان نومن ونعلم ان لله الحجة علینا بانزال الکتب و بعثة الرسول، قال الله تعالی "رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی الله حجة بعدالرسول قال شیخ الاسلام: والاحتجاج بالقدر حجة داحضة باطلة باتفاق کل ذی عقل (عقیده واسطیه مع الشرح/٢٨١)

② عن ابی هریرة رضی الله عنه قال خرج علینا رسول الله ﷺ ونحن نتنازع فی القدر فغضب حتی احمر وجهه حتی کانما فقئ فی وجنتیه الرمان فقال ابهذا امرتم ام بهذا ارسلت الیکم انما هلک من کان قبلکم حین تنازعوا فی هذاالامر غرمت علیکم الاتنازعوافیه(جامع ترمذی: ٢/٤٨٠)،عن عائشة قالت ، سمعت رسول الله ﷺ یقول من تکلم فی شئ من القدر سئل عنه یوم القیمة ومن لم یتکلم فیه لم یسئل عنه (سنن ابن ماجه/٩)،والتعمق والنظر فی ذلک ذریعة الخذلان (عقیده طحاویة/١٩)

برزخ وعذابِ قبر

① برزخ کا لغوی معنیٰ ہے، پردہ' عالم برزخ سے مراد وہ جہان ہے جہاں انسان کو موت کے بعد سے لے کر قیامت قائم ہونے تک رہنا ہے' چونکہ یہ جہان اس جہاں سے پردے میں ہے اس لیے اس کو عالم برزخ کہا جاتا ہے۔ [1]

② برزخ کسی خاص جگہ کا نام نہیں، موت کے بعد جس جگہ انسانی جسم یا اس کے اجزاء متفرق طور پر یا اکٹھے ہوں گے وہی اس کیلئے برزخ اور قبر ہے۔ [2]

③ قبر کا اصلی اور حقیقی معنیٰ یہی مٹی کا گڑھا ہے جس میں مُردے کو دفن کیا جاتا ہے، تاہم قبر مٹی کے گڑھے کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ جہاں میت یا اس کے اجزاء ہوں گے وہی اس کی قبر ہے' خواہ وہ جگہ مٹی کا گڑھا ہو' سمندر کا پانی ہو یا جانوروں کا پیٹ ہو۔ تاہم دوسرے معنوں میں مجازاً قبر ہوگی۔ [3]

---

① البرزخ: مابین کل شیئین وفی الصحاح الحاجز بین الشیئین، والبرزخ: مابین الدنیا والآخرة قبل الحشر من وقت الموت الی البعث فمن مات فقد دخل البرزخ .... وقال الفراء........ البرزخ من یوم یموت الی یوم یبعث(لسان العرب: ۹۰۸/۳)

② ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتواوھم فسقون(توبہ: ۸٤)،ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون (المؤمنون/۱۰۰)، قال: ھو(ای برزخ)مابین الموت والبعث وقیل للشعبی، مات فلان، قال: لیس ھو فی الدنیا ولا فی الآخرة ھو فی برزخ(تذکرة للقرطبی/۱۵۸)،قال العلماء: عذاب القبر ھو عذاب البرزخ، اضیف الی القبر لأنہ الغالب والا فکل میت.... قبرا ولم یقبر ولو صلب أوغرق فی البحر.... أوذری فی الریح(شرح الصدور/۱٦٤)

③ فاما سؤال منکر ونکیر فقال أھل السنتہ انہ یکون لکل میت سواء کان فی قبرہ أوفی بطون الوحوش أوالطیور أومھاب الریح بعد أن أحرق وذری فی الریح(الیواقیت والجواھر: ۱۳۸/۲)،ان الغریق فی الماءاوالماکول فی بطون الحیوانات او المصلوب فی الھواءیعذب وان لم نطلع علیہ (نبراس/۲۱۰) **مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ فرمائیں:** مرقاۃ: ۲۰۳/۱، شرح المقاصد: ۳٦۵/۳تا۳٦۸، شرح عقیدہ سفارینیہ: ۹/۲، شرح الصدور/۱٦٤تا۱٦۰

④ عالم برزخ میں جزاء وسزا کا سلسلہ بھی جاری ہے' نیک شخص کو عالم برزخ میں راحت و آرام ملتا ہے اور اسے انعامات سے نوازا جاتا ہے، اور برُے شخص کو سزا ملتی ہے اور اسے عذاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ①

⑤ عالم برزخ میں رُونما ہونے والے ثواب وعذاب کے یہ احوال روح اور جسم دونوں پر واقع ہوتے ہیں اور یہ عنصری جسم روح سمیت برزخ کے ثواب وعذاب کو محسوس کرتا ہے۔ ②

⑥ موت کے وقت روح جسم سے نکال لی جاتی ہے' روح کبھی فنا نہیں ہوتی' اس کو مناسب ٹھکانے اور مستقر کی ضرورت ہوتی ہے' میت کو جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کی روح سوال وجواب کیلئے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے' پھر روح کا جسم کے ساتھ اتنا تعلق ضرور باقی رکھا جاتا ہے جس سے وہ ثواب وعذاب کو محسوس کر سکے۔ ③

---

① مما خطيئتهم اغرقوا فادخلوا نارا فلم يجدوا لهم من دون الله انصارا (نوح/٢٥)، عن ابى سعيد رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ انما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار (جامع ترمذى ٢/٥٢٤)

② عن انس رضى الله عنه قال: قال النبى ﷺ: ان العبد اذا وضع فى قبره، وتولى عنه أصحابه، انه يسمع قرع نعالهم، أتاه ملكان فيقعدانه، فيقولان له: ما كنت تقول فى هذا الرجل (صحيح بخارى: ١/١٨٣)، اتفق أهل الحق على أن الله يعيد الى الميت فى القبر نوع حياة قدر ما يتألم ويتلذذ ويشهد بذلك الكتاب والاخبار والآثار ....وقد اتفقوا على أن الله تعالى لم يخلق فى الميت القدرة والأفعال الاختيارية فلهذا لايعرف حياته كمن اصابته سكتة (شرح المقاصد: ٣/٣٦٦)، ألاترى أن النائم يخرج روحه ويكون روحه متصله لجسده حتى يتألم في المنام ويتنعم؟ (شرح فقه اكبر/١٠١)

③ عن البراء بن عازب، عن النبى ﷺ أنه قال: "ان المؤمن اذا احتضر، أتاه ملك فى أحسن صورة وأطيب ريح، فجلس عنده لقبض روحه، وأتاه ملكان بحنوط من الجنة ثم عرجا بها الى الجنة، فتفتح أبواب السماء لها، وتستبشر الملائكة بها، ويقولون: لمن هذه الروح الطيبة التى فتحت لها أبواب السماء؟ وتسمى بأحسن الأسماء التى كانت تسمى بها فى الدنيا، فيقال: هذه روح فلان، فاذا صعد بها الى السماء، ردوا روح عبدى الى الأرض، فانى وعدتهم أنى أردُهم فيها فاذا وضع المؤمن فى لحده، تقول له الأرض: ان كنت لحبيباً الى وأنت على ظهرى، فكيف اذا صرت فى بطنى؟! سأريك ما أصنع بك، فيفسح له فى قبره مد بصره، فيفتح له باب عند رجليه الى الجنة، فيقال له: انظر الى ما أعد الله لك من الثواب، ويفتح له باب عند رأسه الى النار، فيقال له: انظر ما صرف الله عنك من العذاب ثم يقال له: ثم قر بر العين، فليس شىء أحب اليه من قيام الساعة"

⑦ انسان اور جنات کے علاوہ باقی مخلوق میت پر عذاب ہونے کی حالت میں اس کی چیخ وپکار کو سنتی ہے۔ ①

⑧ انسان اور جنات سے برزخ کے تمام احوال پردے میں رکھے گئے ہیں، تاکہ ایمان بالغیب باقی رہے۔

⑨ برزخ کے احوال اس واسطے بھی پردے میں ہیں کہ دنیا کا جہان اور ہے اور برزخ کا جہان اور، اس جہان کے تمام احوال انسان کو محسوس نہیں ہوتے اور نظر نہیں آتے، اگر دوسرے جہان کے احوال محسوس نہ ہوں اور نظر نہ آئیں تو اس میں کیا استبعاد ہے۔ ②

⑩ قبر میں ہر آدمی سے فرشتے سوال وجواب کریں گے، مؤمنین متقین درست جواب دے کر راحت وآرام حاصل کریں گے، اور کافر ومنافقین درست جواب نہ دے سکیں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ③

(مشکوۃ المصابیح: ۱۴۲/۱)، واعلم أن أهل الحق اتفقوا علی أن اللّٰه یخلق فی المیت نوع حیاۃ فی القبر مایتألم أو یتلذذ (شرح فقه اکبر/۱۰۱)

① عن عائشة رضی اللّٰه عنها، أن النبی ﷺ قال: ان أهل القبور یعذبون فی قبورهم.... عذابا تسمعه البهائم کلها (صحیح بخاری: ۹۴۲/۲)، عن ام مبشر، أن رسول اللّٰه ﷺ قال: استعیذوا بالله من عذاب القبر قلت: یا رسول اللّٰه، وانهم لیعذبون فی قبورهم؟ قال: نعم، عذابا تسمعه البهائم، (مسند احمد: ۳۹۵/۶)، عن انس رضی اللّٰه عنه قال: قال النبی ﷺ... ثم یقمعه قمعة بالمطراق یسمعها خلق اللّٰه عز وجل کلهم غیر الثقلین (کنز العمال: ۶۳۶/۱۵)

② ولو اطلع اللّٰه علی ذلک العباد کلهم لزالت حکمة التکلیف والایمان بالغیب، ولما تدافن الناس، کما فی "الصحیح" عنه ﷺ لولا أن لا تدافنو الدعوت اللّٰه أن یسمعکم من عذاب القبر ما أسمع ولما کانت هذه الحکمة منتفیة فی حق البهائم سمعته وأدرکته (عقیده طحاویه مع الشرح/۴۰۱)، فیجب اعتقاد ثبوت ذلک والایمان به، ولا تتکلم فی کیفیته، لکونه لا عهدله به فی هذا الدار فان عود الروح الی الجسد لیس علی الوجه المعهود فی الدنیا بل تعاد الروح الیه اعادة غیر الاعادة المألوفة فی الدنیا (عقیده طحاویه مع الشرح/۳۹۹)، وانه حق لا مریة فیه، وبذلک، یتمیز المؤمنون بالغیب من غیر هم (عقیده طحاویه مع الشرح/۴۰۰)

③ عن أنس، قال: قال رسول اللّٰه ﷺ "ان العبد اذا وضع فی قبره.... أتاه ملکان فیقولان له: ما کنت تقول فی هذا الرجل.... فیقول اشهد انه عبد اللّٰه ورسوله فیقال.... فقد ابدلک اللّٰه به مقعدا فی الجنة.... واما الکافر والمنافق فیقال له: ما کنت تقول فی هذا الرجل؟ فیقول: کنت أقول ما یقول الناس فیضربونه بمطراق من حدید

⑪ عالم برزخ میں روح کا اپنے جسم کے ساتھ تعلق مختلف ہوتا ہے' عام اموات کے ساتھ روح کا تعلق کم درجے کا ہوتا ہے' شہداء کے ساتھ ارواح کا یہ تعلق اس سے قوی ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے ساتھ یہ روحانی تعلق قوی تر ہوتا ہے' یہی وجہ ہے کہ شہداء اور انبیاء کرام علیہم السّلام کے اجسام مبارکہ اپنی قبروں میں محفوظ رہتے ہیں' اور انبیاء کرام علیہم السّلام اپنی قبروں پر پڑھا جانے والا درود وسلام سنتے ہیں۔ ①

⑫ قبر کا عذاب دائمی بھی ہوتا ہے اور عارضی بھی' دائمی کا معنی یہ ہے کہ قیامت تک ہوتا رہتا ہے' یہ کفار اور بڑے بڑے گنہ گاروں کو ہوگا' عارضی کا معنی یہ ہے کہ ایک مدت تک عذاب قبر ہوگا پھر ختم ہو جائے گا' ختم ہونے کی ایک وجہ یہ ہوگی کہ جرم اور گنہ معمولی نوعیت کا ہوگا' کچھ عذاب دے کر، عذاب ہٹالیا جائے گا' یا اقرباء کی دعا، صدقہ' استغفار اور ایصال ثواب سے بھی عذاب ختم کر دیا جائے گا۔ ②

بین أذنیه، فیصیح صیحة یسمعها الخلق غیر الثقلین" (مسند احمد: ۳/ ۱۵۵)

① عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ ﷺ: من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته (کنز العمال: ۱/ ۴۹۲)، وفی "بحر الکلام" للنسفی: الأرواح علی أربعة أوجه: أرواح الأنبیاء، تخرج من جسدها وتصیر مثل صورتها مثل المسک والکافور، وتکون فی الجنة، تأکل وتشرب وتتنعم، وتأوی باللیل الی قنادیل معلقة تحت العرش، وأرواح الشهدائ، تخرج من جسدها وتکون فی أجواف طیر خضر فی الجنة تأکل وتتنعم وتأوی باللیل الی قنادیل معلقة بالعرش........ وأرواح العصاة من المؤمنین، تکون بین السماء والأرض فی الهوائ وأما أرواح الکفار، فهی فی سجین، فی جوف طیر سود، تحت الأرض السابعة، وهی متصلة بأجسادها، فتعذب الأرواح وتتالم الأجسادمنه، کالشمس فی السماء و نورها فی الأرض انتهی (شرح الصدور / ۲۱۸)، وقال: "ان اللہ وکل بقبری ملکا أعطاه أسماء الخلائق، فلا یصلی علی أحد الی یوم القیامة الا أبلغنی باسمه واسم أبیه" أخرجه البزار، والطبرانی، من حدیث عمار بن یاسر هذا مع القطع بأن روحه فی أعلی علیین، مع أرواح الأنبیا، وهو فی الرفیق الأعلی، فثبت بهذا أنه لا منافاة بین کون الروح فی علیین أوفی الجنة أوفی السماء، وأن لها بالبدن اتصالا بحیث تدرک وتسمع وتصلی وتقرأ، وانما یستغرب هذا الکون الشاهد الدنیوی لیس فیه ما یشابه هذا وأمور البرزخ الاٰخرة علی نمط غیر هذا المألوف فی الدنیا هذا کله کلام ابن القیم (شرح الصدور / ۲۱۲)

② عن ابن عباس رضی اللہ عنهما: ان سعد بن عبادۃ توفیت امه وهو غائب عنها فاتی رسول اللہ ﷺ فقال:

⑬ روح پر موت طاری نہیں ہوتی، روح کی موت یہی ہے کہ اسے وقت مقرر پر جسم سے جدا کر دیا جاتا ہے، پیدائش کے بعد روح ہمیشہ رہے گی، البتہ اس کے ٹھکانے بدلتے رہیں گے، نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ کی درمیانی مدت میں روح کی موت و حیات کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ ①

یارسول اللّٰہ، ان امی ماتت وأنا غائب، اینفعها ان تصدقت به عنها؟ قال: نعم، قال: فانی أشهدک، أن حائطی المخراف صدقة علیها (صحیح بخاری: ۱/۲۸۶)

قال ابن القیم: ثم عذاب القبر قسمان: دائم وهو عذاب الکفار ولبعض العصاة ومنقطع، وهو عذاب من خفت جرائمهم من العصاة، فأنه یعذب بحسب جریمته، ثم یرفع عنه وقد یرفع عنه بدعاءأوصدقة أونحو ذلک، (شرح الصدور/۱٦٤)

① وقال فی موضع آخر: للروح بالبدن خمسة أنواع من التعلق متغایرة:

الأول : فی بطن الأم

الثانی : بعد الولادة

الثالث: فی حال النوم، فلها به تعلق من وجه ومفارقة من وجه

الرابع : فی البرزخ، فانها وان کانت قد فارقته بالموت فانها لم تفارقه فراقا کلیا بحیث لم یبق لها الیه التفات

الخامس: تعلقها به یوم البعث، وهو أکمل أنواع التعلقات، ولا نسبة لما قبله الیه، اذلا یقبل البدن معه موتاً ولانوماً ولا فسادا (شرح الصدور/۲۱۲)، اعلم أن العلماء اختلفوا فی فناء النفس عندالقیامة واتفقوا علی بقائها بعدموت جسدها۔ (الیواقیت والجواهر: ۲/۱۳۵)

حیاتِ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام

① حضور اکرم ﷺ اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوت والتسلیمات کی یہ حیات برزخی، حسی اور جسمانی ہے۔[1]

② حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوت والتسلیمات کی قبور مبارکہ کے پاس کھڑے ہو کر جو شخص صلوۃ وسلام پڑھتا ہے، آپ خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔[2]

---

[1] ولا تقولوا لمن يقتل فی سبيل الله اموات بل احيآء ولكن لا تشعرون (البقره/١٥٤)
ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبيل الله امواتا بل احيآء عند ربهم يرزقون (آل عمران ١٦٩)
ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جآؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (النساء/٦٤)، عن انس بن مالک رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ الانبياء احياء فی قبورهم يصلون (مسند ابو يعلی: ٢١٦/٣)، قلت لا اشكال فی هذا اصلا وذلک ان الانبياء عليهم الصلوة افضل من الشهداء والشهداء احياء عند ربهم فالانبياء بالطريق الاولی (عمدة القاری: ٤٠٢/١١)، قلت واذا ثبت انهم احياء من حيث النقل فانه يقويه من حيث النظر كون الشهداء احياء بنص القرآن والانبياء افضل من الشهداء (فتح الباری: ٢٨٨/٦) صح خبر الانبياء احياء فی قبورهم يصلون (مرقاة: ٢٦١/٢)، وقد ثبت فی الحديث ان الانبياء احياء فی قبورهم۔ رواه المنذری و صححه البيهقی (نيل الاوطار: ٢٦١/٣)، لان الانبياء عليهم الصلوة والسلام احياء فی قبورهم۔ وقد اقام النكير علی افتراء ذلک ابو القاسم القشيری (رد المحتار: ٣٦٦/٣)، لا شک فی حياته ﷺ بعد وفاته وكذا سائر الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام احياء فی قبورهم حياة اكمل من حياة الشهداء التی اخبر الله بها فی كتابه العزيز (وفاء الوفاء: ٤٠٥/٢)، واما ادلة حياة الانبياء فمقتضاها حياة الابدان حالة الدنيا مع الاستغناء عن الغذا (وفاء الوفاء: ٤٠٧/٢)

[2] عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال عليه السلام: ما من احد يسلم علی الا رد الله روحی حتی ارد عليه السلام (سنن ابو داؤد: ٢٨٦/١)، عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال النبی ﷺ: من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائيا ابلغته (كنز العمال: ٤٩٢/١)، عن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: ان لله ملائكة سياحين فی الارض يبلغونی من امتی السلام (سنن نسائی: ١٩٨/١)، واتفق الائمة علی انه يسلم عليه عند زيارته وعلی صاحبيه لما فی السنن عن ابی هريرة عن النبی ﷺ انه قال ما من مسلم

③ انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات اپنی قبور مبارکہ میں مختلف مشاغل اور عبادات میں مصروف ہیں، ان کی یہ عبادات تکلیف شرعیہ کے طور پر نہیں بلکہ حصول لذت و سرور کیلئے ہیں۔ ①

④ حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو قبر مبارک میں حاصل ہونے والی حیات اس قدر قوی اور دنیوی حیات کے مشابہ ہے کہ بہت سے احکام دنیوی حیات کے، حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات پر وفات کے بعد بھی جاری ہوتے ہیں، مثلاً ازواج مطہرات سے نکاح جائز نہ ہونا، نبی کی میراث تقسیم نہ ہونا، اور سلام کہنے والے کا سلام سُننا وغیرہ۔ ②

یسلم علی الا رد اللہ تعالیٰ علی روحی حتی ارد علیہ السلام وھو حدیث جید (فتاوی ابن تیمیہ: ۳۶۱/٤)

① عن سلیمان التیمی سمعت انس رضی اللہ عنہ یقول: قال رسول اللہ ﷺ مررت علی موسی وھو یصلی فی قبرہ، وزاد فی حدیث عیسی مررت لیلۃ اسری لی (صحیح مسلم: ۲۶۸/۲)، وصلوتھم فی اوقات مختلفہ و فی اماکن مختلفۃ لا یردہ العقل وقد ثبت بہ النقل فدل ذلک علی حیاتھم (فتح الباری: ۱۳۰/۱)، قال القرطبی حببت الیھم العبادۃ فھم یتعبدون بما یجدونہ من دواعی انفسھم لا بما یلزمون بہ (فتح الباری: ۳۳۰/۱)، کما أن موسی یصلی فی قبرہ، و کما صلی الانبیاء خلف النبی ﷺ لیلۃ المعراج ببیت المقدس، و تسبیح أھل الجنۃ والملائکۃ۔ فھم یمتعون بذلک، وھم یفعلون ذلک بحسب مایسرہ اللہ لھم و یصدرہ لھم لیس ھو من باب التکلیف الذی یمتحن بہ العباد (فتاوی ابن تیمیہ: ۳۵٤/۱)، عندنا و مشائخنا حضرۃ الرسالۃ ﷺ حی فی قبرہ الشریف وحیوتہ ﷺ دنویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ ﷺ وبجمیع الانبیاء صلوۃ اللہ علیھم (المھند علی المفند/۳۷، ۳۸)

② وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلکم کان عند اللہ عظیما (الاحزاب/۵۳)، لا عدۃ علی ازواجہ لانہ حی فتزوجھن باقیۃ (شرح زرقانی علی المواھب: ۳۳٤/۵)، لا عدۃ علیھن لانہ ﷺ حی فی قبرہ و کذلک سائر الانبیاء (مرقاۃ: ۲۵۶/۱۱)، ان المنع ھنالا نتفاء الشرط و ھواماعدم وجود الوارث بصفۃ الوارثیہ کما اقتضاہ الحدیث وا ماعدم موت الوارث بناء علی ان الانبیاء احیاء فی قبورھم کما ورد فی الحدیث (رسائل ابن عابدین ۲۰۲/۲)، فمن المعتقد المعتمد انہ ﷺ حی فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورھم وھم احیاء عند ربھم وان لا رواحھم تعلقا بالعالم العلوی والسفلی کما کان فی الحال الدنیوی فھم بحسب القلب عرشیون و باعتبار القالب فرشیون (شرح الشفا لعلی القاری: ٤۹۹/۳)، عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: والذی نفس ابی القاسم بیدہ! لینزلن عیسی ابن مریم.... ثم لئن قام علی

⑤ دور سے پڑھا جانے والا درود وسلام بذریعہ ملائکہ آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے۔①

⑥ قبر مبارک میں زمین کا وہ حصہ جو جناب نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک کے ساتھ لگا ہوا ہے، اہل السنّۃ والجماعۃ کا اجماع ہے کہ وہ تمام روئے زمین حتیٰ کہ بیت اللہ شریف اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔②

⑦ حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا نہ صرف مستحب بلکہ عمدہ ترین نیکی اور افضل ترین عبادت ہے۔③

قبری فقال یا محمد! لا جیبنه (مسند ابو یعلی: ٤٩٧/٥، حدیث: ٦٥٥٣)، انه (عیسی) علیه السلام یا خذ الاحکام من نبینا ﷺ شفاها بعد نزوله وهو ﷺ فی قبره الشریف، واید بحدیث ابی یعلی والذی نفسی بیده لینزلن عیسی ابن مریم ثم لئن قام علی قبری وقال یا محمد! لا جبته (روح المعانی: ٣٥/٢٢)،

① عن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه قال: قال النبی ﷺ ان لله ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام (سنن نسائی: ١٨٩/١)، عن اوس بن اوس رضی اللّٰه عنه: قال النبی ﷺ: ان من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه قبض وفیه النفخة وفیه الصعقة فاکثر واعلی من الصلوٰة فیه فان صلوتکم معروضة قال قالوا وکیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد ارمت.... فقال ان اللّٰه حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (سنن نسائی: ٢٠٤/١)، عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال النبی ﷺ: من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته (کنز العمال: ٤٩٢/١)، وقدروی ابن ابی شیبة والدار قطنی عنه۔ من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته وفی اسناده لین لکن له شواهد ثابتة فان ابلاغ الصلوٰة والسلام علیه من البعد قدرواه اهل السنن من غیر وجه (فتاویٰ ابن تیمیه: ١١٦/٢٧)

② قال فی اللباب: والخلاف فی ماعدا موضع القبر المقدس فما ضم اعضاؤه الشریفة فهو افضل بقاع الارض بالاجماع.... وقد نقل القاضی عیاض وغیره الاجماع عل تفضیله حتی علی الکعبة وان الخلاف فیما عداه ونقل عن ابن عقیل الحنبلی ان تلک البقعة افضل من العرش، وقد وافقه السادة البکریون علی ذلک وقد صرح التاج الفاکهی بتفضیل الارض علی السموٰت لحلوله ﷺ بها وحکاه بعضهم علی الاکثرین لخلق الانبیاء منها ودفنهم فیها وقال النووی: الجمهور علی تفضیل السماء علی الارض فینبغی ان یستثنی منها۔ مواضع ضم اعضاء الانبیاء للجمع بین اقوال العلماء (رد المحتار: ٦٢٦/٢)، واجمعوا علی ان الموضع الذی ضمم اعضاءه الشریفة ﷺ افضل بقاع الارض حتی موضع الکعبة (شرح زرقانی علی المواهب: ٢٣٤/٢۔٢٣٥)

③ اعلم ان زیارة قبره الشریف من اعظم القربات، وأرجی الطاعات، والسبیل الی اعلی الدرجات، ومن اعتقد غیر هذا فقد انخلع من ربقة الاسلام، وخالف اللّٰه ورسوله وجماعة العلماء الاعلام

⑧ زائر مدینہ منورہ کو چاہیئے کہ سفر مدینہ منورہ سے آنحضرت ﷺ کی زیارت کی نیت کرے' وہاں حاضری کے بعد دیگر مقامات متبرکہ کی زیارت بھی ہو جائیگی۔ ایسا کرنے میں آنحضرت ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے۔[1]

⑨ حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر، حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا' شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا کہ: "حضور میری بخشش کی سفارش فرمائیں"، نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔[2]

(شرح الزرقانی علی المواهب: ١٢/١٧٨)

[1] عن عبدالله بن عمر رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ من جآءنی زائرا لا یعمله حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة (معجم کبیر للطبرانی: ١٢/٢٢٥)، عن ابن عباس رضی الله عنهما قال، قال رسول الله ﷺ من حج الی مکة ثم قصدنی فی مسجدی کتبت له حجتان مبرورتان وهو فی مسند الفردوس، (وفاء الوفاء: ٤/١٣٤٧)، وقد اجمع المسلمون علی استحباب زیارة القبور، کما حکاه النووی واوجبها الظاهریة، فزیارته ﷺ مطلوبة بالعموم والخصوص لما سبق ولان زیارة القبور تعظیم، و تعظیمه ﷺ واجب ولهذا قال بعض العلماء: لا فرق فی زیارته ﷺ بین الرجال والنساء (شرح الزرقانی علی المواهب: ٢١/١٨٣)، وینبغی لمن نوی الزیارة، ان ینوی مع ذلک زیارة مسجده الشریف، والصلاة فیه

(شرح الزرقانی علی المواهب: ٢١/١٨٣-١٨٤)

[2] ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفرو الله و استغفرلهم الرسول لوجد والله توابا رحیما (النساء/٦٤)، عن مالک الدار رضی الله عنه قال اصاب الناس قحط فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله عنه فجاء رجل الی قبر النبی ﷺ فقال یا رسول الله استسق الله تعالی لامتک فانهم قد هلکوا فاتاه رسول الله ﷺ فی المنام فقال ائت عمر رضی الله عنه فاقرأه السلام واخبره انهم مسقون و قل له علیک الکیس الکیس فاتی الرجل عمر رضی الله عنه فاخبره فبکی عمر رضی الله عنه ثم قال یا رب ما الوا الا ما عجزت عنه وروی سیف فی الفتوح ان الذی رأی المنام المذکور، بلال بن الحارث المزنی احد الصحابة رضی الله عنه و محل الاستشهاد طلب الاستسقاء منه ﷺ وهو فی البرزخ و دعائه لربه فی هذه الحالة غیر ممتنع وعلمه بسؤال من یسأله قد ورد فلا مانع من سوال الاستسقاء و غیره منه کما کان فی الدنیا (وفاء الوفاء ٢/٤٢١)، ثم یسئل النبی الشفاعة فیقول یا رسول الله اسالک الشفاعة یا رسول الله اسالک الشفاعة ....ولیکثر دعائه بذلک فی الروضة الشریف عقیب الصلوة وعند القبر و یجتهد فی خروج الدمع فانه من امارات القبول (فتح القدیر: ٢/٢٣٦ تا ٢٣٩) و کذلک ایضاً ما یروی ان رجلا جاء الی قبر النبی ﷺ فشکا الیه الجدب عام الرمادة فرأه وهو یامره ان یاتی عمر فیامره ان یخرج فیستسقی بالناس۔

(اقتضاء الصراط المستقیم/ ٣٧٣)

⑩ قبر مبارک کی زیارت کے وقت چہرہ انور کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا چاہیے' اسی طرح طلب وسیلہ اور استشفاع کے وقت بھی منہ چہرہ انور کی طرف ہی رکھنا چاہیے۔①

⑪ حضور اکرم ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات وفات کے بعد اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح نبی ورسول ہیں 'جیسا کہ وفات سے پہلے دنیوی زندگی میں تھے،اس لیے کہ نبی کی وفات سے اس کی نبوت ورسالت ختم نہیں ہوتی۔②

⑫ حضور اکرم ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا مستحب اور افضل ترین نیکی ہے، لیکن افضل درود وہی ہے جس کے الفاظ آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں "گو غیر منقول درود کا پڑھنا بھی برکت سے خالی نہیں ہے بشرطیکہ اس کا مضمون صحیح ہو۔③

⑬ سب سے افضل درود' درود ابراہیمی ہے، جسے نماز میں پڑھا جاتا ہے۔④

---

① تستقبل القبر بوجهک، ثم تقول السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته... وذلک انه علیه السلام فی القبر الشریف المکرم علی شقه الایمن مستقبل القبلة(فتح القدیر: ۳۳۶/۲)، بل استقبله و استشفع به فیشفعه الله قال الله تعالی ولو انهم اذ ظلموا انفسهم الآیة (الشفاء:۳۳/۲)،فقال الاکثرون کمالک واحمد وغیرهما یسلم علیه مستقبل القبر وهو الذی ذکره أصحاب الشافعی واظنه منقولا عنه

(فتاوی ابن تیمیه: ۱۱۷/۲۷)

② قال ابو حنیفة انه رسول الآن حقیقة (مسالک العلماء/۱۰)، هو صلی الله علیه وسلم بعد موته باق علی رسالته و نبوته حقیقة کما یبقی وصف الایمان للمؤمن بعد موته وذلک الوصف باق بالروح والجسد معاً لان الجسد لا تاکله الارض ... انه ﷺ حی فی قبره رسولا الی الابد حقیقة لا مجازاً(الروضة البهیة /۱۵ بحواله مقام حیات/۱۵) مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ فرمائیں: ردالمحتار: ۳۶۶/۳، طبقات الشافعیه: ۲۶۰ تا ۲۹۰، الملل والنحل:۸۸/۲۔

③ ان الله و ملائکته یصلون علی النبی یآ ایها الذین آمنو اصلوا علیه وسلموا تسلیما(الاحزاب/۵۶)،ای عظموا شانه عاطفین علیه فانکم اولی بذالک ...ومن فسره بذالک اراد ان المراد بالتعظیم المامور به ما یکون بهذا اللفظ ونحوه مما یدل علی طلب التعظیم لشانه علیه الصلاة السلام من الله عزوجل

(روح المعانی:۷۷/۱۲)

④ عن ابن ابی لیلی عن کعب بن عجرة قیل یارسول الله.... فکیف الصلوة قال قولو اللهم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت علی آل ابراهیم انک حمید مجید ،اللهم بارک علی محمد و آل محمد کما بارکت علی آل ابراهیم انک حمید مجید(صحیح بخاری: ۷۰۸/۲) قوله وصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم قال فی

⑭ حضور ﷺ کی نیند کی حالت میں صرف آنکھیں سوتی تھیں، دل نہیں سوتا تھا، اسی لئے آپ ﷺ کی نیند سے آپ ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ ①

⑮ حضور اکرم ﷺ اور حضرات انبیاء کرام علیہم السّلام کا خواب وحی ہوتا ہے' اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے خواب دیکھ کر اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السّلام کے گلے پر چھری چلادی تھی۔ ②

شرح المنیۃ والمختار فی صفتھا.... فکیف الصلوۃ قال قولو اللھم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت علی آل ابراھیم انک حمید مجید، اللھم بارک علی محمد و آل محمد کما بارکت علی آل ابراھیم انک حمید مجید وھی الموافقۃ لمافی الصحیحین وغیرھما(ردالمحتا: ۱/۵۱۲)

① عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا .... فقلت یارسول اللّٰہ تنام قبل ان توتر قال تنام عینی ولا ینام قلبی(صحیح بخاری: ۱/۵۰٤)، عن شریک بن عبداللّٰہ بن ابی نمر قال سمعت انس بن مالک یحدثنا.... والنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نائمۃ عیناہ ولا ینام قلبہ وکذلک الانبیاء تنام اعینھم ولا تنام قلوبھم(صحیح بخاری: ۱/۵۰٤)

② فلما بلغ معہ السعی قال یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک...قال یاابت افعل ماتومر ستجدنی ان شاءاللّٰہ من الصابرین. فلما اسلما وتلہ للجبین و نادیناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرویا(الصافات/۱۰۲تا۱۰۵)عن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال وکان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا نام لم نوقظہ حتی تکون ھو یستیقظ لانالا ندری مایحدث لہ فی نومہ (صحیح بخاری:۱/٤٩)

توسلؒ

① توسل کا معنی ہے کسی کو وسیلہ اور ذریعہ بنانا۔①

② انبیاء کرام علیہم السلام، صلحاء و اولیاء، صدیقین و شہداء و اتقیاء کا توسل جائز ہے، یعنی ان کے وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے۔②

③ توسل نیک ہستیوں کی زندگیوں میں بھی جائز ہے، اور ان کی وفات کے بعد بھی جائز ہے۔③

④ توسل کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعاء کرے کہ یا اللہ! میں آپ کے فلاں ولی کے وسیلہ سے اپنی دعاء کی قبولیت چاہتا ہوں، اور اپنی حاجت بر آری کا خواستگار ہوں، یا اسی جیسے دوسرے کلمات کہے۔④

---

① وسل: الوسیلة: المنزلة عند الملک والوسیلة الدرجة والوسیلة: القربة۔ ووسل فلان الی اللّٰہ وسیلة اذا عمل عملاً تقرب به الیه۔ والواسل: الراغب الی اللّٰہ (لسان العرب: ۸۶۶/۱۱)

② وقال السبکی یحسن التوسل بالنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم الی ربه ولم ینکره احد من السلف والخلف الا ابن تیمیه فابتدع مالم یقله عالم قبله (ردالمحتار: ۳۵۰/۵)، ان التوسل بجاه غیر النبی ﷺ لا باس به ایضا ان کان المتوسل بجاهه مما علم ان له جاها عنداللّٰہ تعالیٰ کالمقطوع بصلاحه وولایته (روح المعانی: ۱۲۸/۶)

③ ویستفاد من قصة العباس رضی اللّٰہ عنه استحباب الاستشفاع باهل الخیر والصلاح واهل بیت النبوة (فتح الباری: ۱۵۱/۳)، یجوز التوسل الی اللّٰہ تعالیٰ والاستغاثة بالانبیاء والصالحین بعد موتهم (بریقه محمودیه: ۲۷۰/۱ بحواله تسیکن الصدور/ ۴۳۵)، عندنا وعند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعوات بالانبیاء والصالحین من الاولیاء والشهداء والصدیقین فی حیاتهم وبعد وفاتهم بان یقول فی دعائه اللهم انی اتوسل الیک بفلان ان تجیب دعوتی وتقضی حاجتی الی غیر ذلک (المنهد علی المفند/ ۱۲۔۱۳)

④ عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه قال فی واقعة العباس اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا ﷺ فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاستقنا قال فیسقون (صحیح بخاری: ۱۳۷/۱)، عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی ﷺ فقال ادع اللّٰہ ان یعافینی قال ان شئت صبرت فهو خیر لک قال فادعه قال فامره ان یتوضا فیحسن وضوءه ویدعو بهذا الدعا اللهم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة انی توجهت بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللهم فشفعه فی (جامع ترمذی: ۱۹۷/۲) ومن ادب الدعاء تقدیم الثناء علی اللّٰہ

⑤ بزرگوں کو وسیلہ بنانے کے بجائے براہ راست انہی سے حاجات مانگنا اور ان کو مشکل کُشا سمجھنا شرک ہے۔ ①

⑥ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات، اس کے اسمائے حسنیٰ اور اعمال صالحہ مثلاً نماز، روزہ، بر الوالدین، صدقہ، ذکر، تلاوت قرآن، درود شریف اور اجتناب معاصی وغیرہ سے توسل جائز ہے۔ ②

⑦ جیسے نیک اعمال کا توسل جائز ہے، ایسے ہی نیک اور برگزیدہ ہستیوں کا توسل بھی جائز ہے کیونکہ ذوات یعنی نیک لوگوں کا توسل درحقیقت اعمال ہی کا توسل ہے۔ ③

والتوسل بنبی اللّٰہ لیستجاب (حجۃ اللّٰہ البالغہ: ۲/۶)

① قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سالت فاسئل اللّٰہ واذا استعنت فاستعن باللہ (مشکوۃ المصابیح: ۲/۴۵۳) فان منہم من قصد بزیارۃ قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عند قبورہم ویدعو عندہا ویسائلہم الحوائج وھذا لا یجوز عند احدمن علماء المسلمین فان العبادۃ وطلب الحوائج والاستعانۃ للہ وحدہ (مجمع بحار الانوار: ۲/۷۳) **مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں:** حجۃ اللّٰہ البالغہ: ۱/۱۲۲

② لما جاء فی الصحیحین من "حدیث الغار" ان ثلثۃ نفر قد اخذہم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غار ہم صخرۃ من الجبل ....الی ان فرج اللّٰہ عنہم بتوسل صالح اعمالہم (صحیح بخاری: ۲/۸۸۳-۸۸۴، صحیح مسلم: ۲/۳۵۳)، استدل اصحابنا بھذا علی انہ یستحب للانسان ان یدعو فی حال کربہ وفی دعا الاستسقاء وغیرہ بصالح عملہ ویتوسل الی اللّٰہ تعالی بہ لان ھولاء فعلوہ فاستجیب لہم وذکرہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی معرض الثناء علیہم وجمیل فضائلہم (شرح نووی علی مسلم: ۲/۳۵۳)، فالتوسل الی اللّٰہ بالنبین ھو التوسل بالایمان بہم و بطاعتہم کالصلوۃ والسلام علیہم و محبتہم و موالاتہم او بدعائہم و شفاعتہم

(فتاوی ابن تیمیہ: ۲۷/۱۳۳)

③ فالتوسل والتشفع والتجوہ والاستغاثۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسائر الانبیاء والصالحین لیس لہا معنی فی قلوب المسلمین غیر ذلک ولا یقصدبہا احدمنہم سواہ فمن لم ینشرح صدرہ لذلک فلیبک علی نفسہ (شفاء السقام/۱۲۹ بحوالہ تسکین الصدور/۴۰۵) **مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں:** زیارۃ القبور/۱۱۸، انفاس عیسی/۴۱

صحابہؓ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ

① صحابی اسے کہتے ہیں جس نے بحالت ایمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو یا حضور اکرم ﷺ نے اسے بحالت ایمان دیکھا ہو، اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔①

② انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔②

③ صحابہ کرامؓ میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عشرہ مبشرہ میں سے باقی چھ۶ صحابہ دوسرے تمام صحابہ سے افضل ہیں، ان چھ۶ کے نام یہ ہیں، حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبد الرحمٰن بن عوف 'حضرت سعد بن ابی وقاص 'حضرت سعید بن زید اور حضرت ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہم، پھر اصحاب بدر، پھر اصحاب احد' پھر اصحاب بیعت رضوان' پھر فتح مکہ سے پہلے اسلام لانے والے اور غزوات میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔③

---

① واصحابہ جمع صاحب .... ثم اهل الحديث على ان الصاحب من راى النبی ﷺ اوراه النبی ﷺ كالمكفوفين مسلماثم مات على الاسلام (نبراس ٨، ٣٢٨)

② قدصح ان الصحابة افضل من التابعين ومن الامم السابقة لقوله تعالى كنتم خيرامة اخرجت للناس.... (نبراس /٣٠٠)

③ اجمع اهل السنة والجماعة على ان افضل الصحابة ابوبكر فعمر فعثمان فعلى، فبقية العشرة المبشرة بالجنة، فاهل بدر، فباقى اهل احد فباقى اهل بيعة الرضوان بالحديبية.......وبالجملة فالسبقون الاولون من المهاجرين والانصار افضل من غيرهم لقوله تعالى لا يستوى منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل، اولئک اعظم درجة من الذين انفقوامن بعدوقاتلوا و كلا وعدالله الحسنى (شرح فقه اكبر /١٢٠)

④ تمام صحابہؓ عادل، مومن کامل اور جنتی ہیں۔ ①

⑤ قیامت تک کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا، جس طرح کوئی ولی یا صحابی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ②

⑥ تمام صحابہؓ برحق، معیار حق اور تنقید سے بالاتر ہیں۔ ③

⑦ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات ومشاجرات امانت، دیانت، تقوی، خشیتِ الٰہی اور اختلافِ اجتہادی پر مبنی ہیں، ان میں سے جن سے خطاء اجتہادی ہوئی وہ بھی اجر کے مستحق ہیں، اس لیے کہ مجتہد مخطی کو بھی ایک اجر ملتا ہے اور اس سے خطاء اجتہادی پر دنیا میں مؤاخذہ ہوتا ہے نہ آخرت میں۔ ④

مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: الاصابۃ: ١/٢٤، الیواقیت والجواہر: ٢/٧٦

① والذین امنو وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین آووا ونصروا اولئک ھم المومنون حقالھم مغفرۃ ورزق کریم (الانفال/٧٤)، والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضواعنہ واعدلھم جنات تجری تحتھاالانھر خالدین فیھا ابداذلک الفوز العظیم (التوبۃ/١٠٠)، والصحابۃ کلھم عدول مطلقالظواھرا لکتاب وسنۃ واجماع من یعتدبہ(مرقات:٥/٥١٧)، لیس فی الصحابۃمن یکذب وغیر ثقۃ(عمدۃ القاری:٢/١٠٥)

② وکلا وعداللہ الحسنی(الحدید/١٠)، وقال تعالیٰ فی حق الصحابۃ رضی اللہ عنھم ورضواعنہ(بینہ/٨)، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تسبوا احدا من اصحابی فان احدکم لوانفق مثل احدذھباماادرک مداحدھم ولا نصیفہ(صحیح مسلم:٢/٣١٠)، قال ابن عباس: ولا تسبو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلمقام احدھم ساعۃ یعنی مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر من عمل احدکم اربعین سنۃ

(عقیدۃ طحاویہ مع الشرح/٤٦٩)

③ اولئک ھم المومنون حقا(الانفال/٤)، فان آمنوا بمثل ماامنتم بہ فقداھتدوا(البقرہ/١٣٧)، واذاقیل لھم آمنوا کماآمن الناس قالواانومن کماآمن السفھاءالاانھم ھم السفھاء(البقرہ/١٣)

④ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداءعلی الکفار رحماءبینھم (الفتح/٢٩)، یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم(التحریم/٨)، قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضا (جامع ترمذی:٢/٧٠٦)، وقداحبھم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واثنی علیھم واوصی امتہ بعدم سبھم وبغضھم واذاھم، وماورد من المطاعن، فعلی تقدیر صحتہ لہ محامل وتاویلات، ومع ذلک لا یعادل ماورد فی مناقبھم، وحکی عن اثارھم المرضیۃ و سیرھم الحمیدۃ نفعنا اللہ بمحبتھم اجمعین....اشتبھت علیھم القضیۃ

⑧ کسی شخص کو صحابہ کی خطائے اجتہادی پر تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ①

⑨ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین محفوظ عن الخطاء ہیں، یعنی یا تو صدور معصیت سے محفوظ ہیں یا مواخذۂ اخروی سے محفوظ ہیں، کسی بھی صحابی سے اللہ تبارک و تعالیٰ آخرت میں کوئی مواخذہ نہیں فرمائیں گے۔ ②

⑩ نبوت ورسالت کیلئے جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کا انتخاب فرمایا، اسی طرح مقام صحابیت پر فائز کرنے کیلئے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کے خاص بندوں کو منتخب فرمایا ہے۔ ③

⑪ جو شخص صحابیت صدیق کا منکر ہو، یا الوہیت علی کا قائل ہو، یا حضرت عائشہؓ پر تہمت باندھتا ہو، یا تحریف قرآن کا قائل ہو، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ④

وتحیروافیھا ولم یظھر لھم ترجیح احد الطرفین فاعتزلوا الفریقین، وکان ھذا الاعتزال ھو الواجب فی حقھم، لانہ لا یحل الاقدام علی قتال مسلم حتی یظھر انہ مستحق لذلک ولو ظھر لھؤلاء رجحان احد الطرفین وان الحق معہ لما جاز لھم التاخر عن نصرتہ فی قتال البغاۃ علیہ، فکلھم معذورون رضی اللّٰہ عنھم ولھذا اتفق اھل الحق ومن یعتد بہ فی الاجماع علی قبول شھاداتھم وروایاتھم وکمال عدالتھم رضی اللّٰہ عنھم اجمعین

(الاصابۃ: ۱/۲۶)

① المبحث الرابع والاربعون فی بیان وجوب الکف عما شجر بین الصحابۃ ووجوب اعتقاد انھم ماجورون .... وذلک لانھم کلھم عدول باتفاق اھل السنۃ سواء من لابس الفتن ومن لم یلابسھا کفتنۃ عثمان و معاویۃ ووقعۃ الجمل وکل ذلک وجوبا لاحسان الظن بھم وحملا لھم فی ذلک علی الاجتھاد... وکل مجتھد مصیب اوالمصیب واحد والمخطی معذور بل ماجور (الیواقیت والجواھر: ۲/۷۷)

② یوم لا یخزی اللّٰہ النبی والذین امنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم (التحریم/۸)، مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: شرح فقہ اکبر/۶۵، ۶۶

③ وقال تعالی: قل الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ قال ابن عباس: اصحاب محمد ﷺ اصطفاھم اللّٰہ لنبیہ علیہ السلام (الاصابۃ: ۱/۱۸، ۱۹)، عن جابر رضی اللّٰہ عنہ، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ان اللّٰہ اختار اصحابی علی الثقلین سوی النبیین والمرسلین (مجمع الزوائد: ۱۰/۲۰)

مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: الاصابۃ: ۱/۱۸، ۱۹

④ نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا او انکر صحبۃ الصدیق، او اعتقد الالوھیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن ولکن لو تاب تقبل

⑫ حضور اکرم ﷺ کے بعد تیس سال تک خلافت راشدہ کا زمانہ ہے جس کو خلافت نبوت بھی کہا گیا ہے، ان تیس سالوں میں آپ ﷺ کے چار جلیل القدر صحابہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بالترتیب خلیفہ بنے' ان چار خلفاء کے فیصلوں کو قبول کرنا اور ان کی سُنتوں پر عمل کرنا، ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اور آپ ﷺ کے فیصلوں کو قبول کرنا۔ ①

⑬ خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عبد اللہ 'لقب صدیق اور عتیق اور کنیت ابو بکر ہے۔ آپ کا نسب نامہ ساتویں پشت میں حضور ﷺ سے جا ملتا ہے' والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے۔ واقعہ فیل کے دو سال اور چار ماہ بعد اور آنحضرت ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دو سال اور کچھ ماہ بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے' مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے، دو سال اور تقریباً چار ماہ تک منصب خلافت پر فائز رہے' تریسٹھ برس کی عمر میں ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ میں وفات پائی اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے پہلوئے مبارک میں دفن ہوئے' یارِ غار اور یارِ مزار کا لقب پایا۔ ②

توبته۔(ردالمحتار:۴/۳۳۷)

مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: ردالمحتار:۴/۲۶۳، البزازیه علی هامش الهندیه:۶/۳۰۹، بحر الرائق: ۵/۲۱۳، فتاویٰ عالمگیریه:۲/۲۶۴

① عن العرباض قال: قال رسول الله ﷺ: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ(سنن ابوداؤد: ۲/۲۹۰)، عن سفینة قال: قال رسول الله ﷺ الخلافة بعدی ثلاثون سنة(سنن ابو داؤد: ۲/۲۹۳)، قال ابن رجب حنبلی: والسنة هی الطریق المسلوک فیشمل ذلک التمسک بما کان علیه هو وخلفاء الراشدون من الاعتقادات والاعمال والاقوال وهذه هی السنة الکامله(جامع العلوم والحکم/۲۳۰) فانهم لم یعملوا الا بسنتی فالاضافة الیهم اما بعملهم بها او لاستنباطهم واختیارهم ایاهم (مرقاة:۱/۲۳۰)

② تاریخ الخلفا/۲۲، ۲۴، ۲۵، الاکمال/۵۹۷

⑭ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عمر' لقب فاروق اور کنیت ابو حفص ہے، آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب نامہ نویں پشت میں حضور اکرم ﷺ سے جاملتا ہے' والد کا نام خطاب ہے' واقعہ فیل کے تیرہ[13] برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۶ نبوی میں اسلام قبول کیا' دس[10] سال' چھ[6] ماہ تک خلیفہ رہے اور سب سے پہلے انہیں امیر المؤمنین کا لقب دیا گیا، تریسٹھ[63] برس کی عمر میں یکم محرم الحرام ۲۴ھ میں ابو لؤلؤۃ کے نیزہ سے زخمی ہو کر شہادت پائی اور پہلوئے نبوت میں دفن ہوئے۔ ①

⑮ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عثمان' لقب ذوالنورین اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔، واقعہ فیل کے چھ[6] سال بعد پیدا ہوئے، اول اول اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دو[2] صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیں' اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے اور بارہ[12] دن کم بارہ[12] سال تک خلافت نبوت کا بار سنبھالے رہے بیاسی[82] برس کی عمر میں اٹھارہ[18] ذی الحجہ ۳۵ ہجری میں اسود التجیبی مصری نے آپ کو بڑی مظلومیت کی حالت میں شہید کر دیا، جنّت البقیع میں مدفون ہوئے۔ ②

⑯ خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام علی' لقب اسد اللہ اور مرتضیٰ اور کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے' نسب میں جناب نبی کریم ﷺ کیساتھ سب سے زیادہ قریب ہیں' آپ کے والد

---

① تاریخ الخلفاء/۷۸، ۹۷، ۹۸، الاکمال/۶۱۴

② تاریخ الخلفاء/۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۴، ۱۱۵ الاکمال/۶۱۴

ابو طالب حضور اکرم ﷺ کے سگے چچا ہیں' بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے حضور اکرم ﷺ نے اپنی چھوٹی اور لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے' تقریباً پونے پانچ سال منصب خلافت سنبھالا' ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ میں عبدالرحمٰن بن ملجم کے ہاتھوں کوفہ میں شہید ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ ①

⑰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آپ کا جانشین مقرر کیا گیا' حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ تک خلیفہ رہنے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی' خلافت راشدہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اسلامی سلطنت کے پہلے برحق حکمران اور بادشاہ تسلیم کیے گئے۔ ②

⑱ اہل بیتؓ کرام رضی اللہ عنہم

اہل بیت سے مراد بیوی' بچے ہوتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات' تین صاحبزادے' چار صاحبزادیاں اور صاحبزادیوں کی اولاد آپ ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ ③

⑲ ازواج مطہرات کی تعداد گیارہ ہے' جن میں سے دو نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں وصال فرمایا' ایک حضرت خدیجہ دوسری حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما' نو ازواج مطہرات آپ ﷺ کی وفات کے وقت حیات تھیں۔

ذیل میں ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی بترتیب نکاح ذکر کیے جاتے ہیں:

① حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

② حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

③ حضرت عائشہ صدیقہ بنت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا

④ حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم رضی اللہ عنہا

---

① تاریخ الخلفاء/۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۲، ۱۲۳ الاکمال/۶۱٤

② تاریخ الخلفاء/۱۳۱، ۱۳٤، شرح فقہ اکبر/۶۸، ۶۹ الاکمال/۶۱۵

③ تفسیر حاشیہ شیخ زادہ:۶/۶۳۵

⑤ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

⑥ حضرت اُم سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا

⑦ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

⑧ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

⑨ حضرت اُم حبیبہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہا

⑩ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

⑪ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

گیارہ[۱۱] ازواج مطہرات کے علاوہ آپ ﷺ کی تین[۳] باندیاں بھی تھیں۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا، اور حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا۔ ①

⑳ آنحضرت ﷺ کے تین[۳] صاحبزادوں کے اسماء گرامی یہ ہیں:

حضرت قاسم، حضرت عبد اللہ ان کو طیب وطاہر بھی کہا جاتا ہے، بعضوں نے ان دونوں کو الگ الگ بھی شمار کیا ہے، اور حضرت ابراہیم، تینوں صاحبزادے آپ ﷺ کی زندگی ہی میں وصال فرما گئے، آپ ﷺ کی چار[۴] صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں:

حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن، سب بڑی ہوئیں اور بیاہی گئیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ تینوں صاحبزادیاں بھی آپ ﷺ کی زندگی میں وفات پا گئیں۔ آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی، سوائے حضرت ابراہیم کے، کہ وہ آپ ﷺ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ اور کسی صاحبزادی سے آنحضرت ﷺ کی نسل کا سلسلہ نہیں چلا۔ ②

---

① شرح فقہ اکبر/۱۱۰، سیر اعلام النبلاء: ۱/۲۲۵ تا ۲۲۸، الوفاء/۶۶۷ تا ۶۶۹

② ولم یکن لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عقب الامن ابنتہ فاطمۃ رضی اللّٰہ عنہا، فانتشر نسلہ الشریف منہا فقط من جہۃ السبطین اعنی الحسنین (شرح فقہ اکبر/۱۱۰)، وتزوج الخدیجۃ وھوابن بضع و عشرین

قرآن وحدیث میں صحابہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بے شمار فضائل ومناقب بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے چند یہاں ذکر کیے جاتے ہیں:

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۲۱) اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اپنی رضاء کا اعلان فرمادیا کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ (۱)

(۲۲) اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے متعدد مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا۔ (۲)

(۲۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے خلافت وحکوت اور اسلامی سلطنت عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا، اور خلافت راشدہ کی صورت میں اس وعدے کو پورا فرمایا کہ قیامت تک اس اسلامی فرمانروائی کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ (۳)

(۲۴) صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق پر ایمان لانے کو معتبر قرار دیا' اس کے علاوہ طریقوں کو گمراہی اور بدبختی سے تعبیر کیا۔ (۴)

(۲۵) اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان' تقویٰ اور قلبی کیفیات کا

سنة فولد له منها قبل مبعثه القاسم ورقية و زينب وام كلثوم وولد له بعدالمبعث الطيب والطاهر و فاطمة عليه السلام(اصول كافی ٢٧٩ كتاب الحجة باب مولدالنبی ﷺ)

(۱) والسابقون الاولون من الماجرين والانصار.....رضی اللّٰه عنهم ورضوا عنه (توبه/١٠٠)

(۲) فاعف عنهم واستغفرلهم وشاورهم في الامر فاذا عزمت فتوكل على اللّٰه ان اللّٰه يحب المتوكلين (آل عمران/١٥٩)

(۳) وعداللّٰه الذين آمنوا منكم وعملوا الصحلت ليستخلفنهم فی الارض (نور/٥٥)، مراد بهذا الاستخلاف طريقة الامامة ومعلوم ان بعد الرسول الاستخلاف الذی هذا وصفه انما كان فی ايام ابی بكر وعمر وعثمان لان فی ايامهم كانت الفتوح العظيمة وحصل التمكين وظهور الدين والامن (تفسير كبير:٨/٤١٣)

مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: تفسير بيضاوی:٣/٤١

(۴) فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا، وان تولوا فانما هم فی شقاق (البقره/١٣٧)

امتحان لیکر انہیں کامیاب قرار دیا اور مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا۔ ①

(۲۶) اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب کو ایمان کے ساتھ مزین فرمایا، ان کے دلوں میں ایمان کی محبّت ڈال دی اور کفر وفسوق اور عصیان کو ان کے لئے ناپسند قرار دیا۔ ②

(۲۷) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کا متبع اور پیروکار قرار دیا۔ ③

(۲۸) اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ان کے اوصاف بیان فرمائے کہ وہ آپس میں بڑے مہربان اور کافروں پر بڑے سخت ہیں، وہ بڑے عبادت گزار ہیں، اللہ کی خوشنودی کے طلبگار ہیں، تورات اور انجیل میں بھی ان کی مدح بیان فرمائی، ان کو کامیاب اور جنتی قرار دیا۔ ④

(۲۹) حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی امت میں سب سے بہترین قرار دیا۔ ⑤

(۳۰) رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبّت کو اپنے ساتھ محبّت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیساتھ بغض کو اپنے ساتھ بغض قرار دیا۔ ⑥

---

① اولئک الذین امتحن اللّٰہ قلوبھم للتقویٰ لھم مغفرۃ واجر عظیم (الحجرات/۳)

② ولکن اللّٰہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الراشدون (الحجرات/۷)

③ یاایھا النبی حسبک اللّٰہ ومن اتبعک من المومنین (الانفال/٦٤)

④ محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلاً من اللّٰہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التورۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستویٰ علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللّٰہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما (الفتح/۲۹)

⑤ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اکرموا اصحابی فانھم خیارکم (مصنف عبدالرزاق:۱۰/۲۹٦)، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لوان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما ادرک مداحدھم ولا نصیفہ (صحیح مسلم:۲/۳۱۰)

⑥ قال علیہ الصلوۃ والسلام اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضا من احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم من آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی اللّٰہ ورسولہ فیوشک ان یاخذہ

فضائل اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم

(۳۱) اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ کو دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل قرار دیا اور انہیں ہر قسم کی ظاہری و باطنی گندگی سے پاک قرار دیا۔ ①

(۳۲) اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہراتؓ کو طیبات یعنی پاکیزہ عورتیں قرار دیا اور ان پر الزام تراشی کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں لعنت اور عذاب عظیم کا مستحق قرار دیا۔ ②

(۳۳) حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو اہل بیت سے محبّت کا حکم دیا، ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے محبّت کی بناء پر میرے اہل بیت سے محبّت کرو۔ ③

(۳۴) حضور اکرم ﷺ نے اہل بیت کو حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی کی مثل قرار دیا کہ جو حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی پر سوار ہو گیا اس نے نجات پائی اور جو کشتیٔ نوح علیہ السّلام پر سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔ ④

اسی طرح جس نے اہل بیت سے محبّت کی اس نے نجات پائی اور جس نے اہل بیت سے بغض رکھا وہ گمراہ ہوا۔

(جامع ترمذی: ۷۰۶/۲)

① ینسآء النبی لستن کأحد من النساء ان اتقیتن الی قوله انما یرید اللّٰہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (الاحزاب/۳۲، ۳۳)

② ان الذین یرمون المحصنٰت الغٰفلٰت المؤمنٰت لعنوا فی الدنیا والآخرة ولهم عذاب عظیم یوم تشهد علیهم ألسنتهم وأیدیهم وأرجلهم بما کانوا یعملون یومئذ یوفیهم اللّٰہ دینهم الحق ویعلمون أن اللّٰہ هو الحق المبین الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت والطیبٰت للطیبین والطیبون للطیبٰت أولٰئک مبرؤن مما یقولون لهم مغفرة ورزق کریم (النور/۲۳تا۲۶)

③ عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال قال رسول اللّٰہ ﷺ أحبوا اللّٰہ بما یغذوکم من نعمه واحبونی بحب اللّٰہ واحبوا اهل بیتی بحبی (جامع ترمذی: ۶۹۹/۲)

④ عن ابی ذر رضی اللّٰہ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: مثل اهل بیتی مثل سفینة نوح، من رکبها نجا، ومن تخلف عنها غرق (مستدرک حاکم: ۳۳۴/۲، ۱۴۳/۴)

(۳۵) حضور اکرم ﷺ نے قرآن کریم اور اہل بیت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ میں تم میں دو بھاری بھرکم چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں، پہلی چیز کتاب اللہ ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنا' پھر فرمایا (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں کہ تم میرے اہل بیت کے حقوق کا خیال رکھنا۔ (۱)

(۳۶) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر اہل بیت سے محبّت نہ کرے۔ (۲)

(۳۷) حضرت عباسؓ کے متعلق ارشاد فرمایا: جس نے میرے چچا (حضرت عباسؓ) کو ایذا دی' اس نے مجھے ایذا دی، کیونکہ آدمی کا چچا اس کے والد کے برابر ہوتا ہے۔ مزید فرمایا: عباسؓ مجھ سے ہیں اور میں عباسؓ سے ہوں۔ (۳)

(۳۸) حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جنتی عورتوں کی سردار قرار دیا اور فرمایا: فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس نے فاطمہ کو ناراض کیا' اس نے مجھے ناراض کیا۔ (۴)

---

(۱) عن یزید بن حیان قال انطلقت انا و حصین بن سبرۃ وعمر بن مسلم الی زید ابن ارقم فلما جلسنا... قال قام رسول اللہ ﷺ یوم فینا خطیبا... ثم قال اما بعد الا ایھا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم ثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی (صحیح مسلم: ۲/ ۳۷۹)

(۲) ان العباس ابن عبدالمطلب دخل علی رسول اللہ ﷺ مغضبا وانا عندہ فقال ما اغضبک قال یا رسول اللہ مالنا ولقریش اذا تلاقوا بینھم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ واذا القونا القونا بغیر ذلک قال فغضب رسول اللہ ﷺ حتی احمر وجھہ ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ (جامع ترمذی: ۲/ ۶۹۶)

(۳) قال النبی ﷺ: ایھا الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ (جامع ترمذی: ۲/ ۶۹۶)، عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ: العباس منی وانا منہ (جامع ترمذی: ۲/ ۶۹۶)

(۴) عن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ ﷺ قال: فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا فقد اغضبنی (صحیح بخاری: ۱/ ۵۳۲)

۳۹ حضرت حسنؓ کے متعلق ارشاد فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہوگا' اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔ ①

۴۰ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق ارشاد فرمایا: جو ان سے جنگ کرے گا' میری اس سے جنگ ہوگی اور جو ان سے صلح رکھے گا' میری اس سے صلح ہوگی۔ ②

---

① عن الحسن انه سمع ابا بکرة رضی اللہ عنہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر والحسن الی جنبه ینظر الی الناس مرة والیه مرة ویقول ابنی هذا سید ولعل اللّٰه ان یصلح به بین فئتین من المسلمین (صحیح بخاری: ۱/۵۳۰)

② عن زید ابن ارقم رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی وفاطمة والحسن والحسین: انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم (جامع ترمذی: ۲/۷۰۶)

معجزات

① معجزہ اس خارق عادت اور لوگوں کو عاجز کر دینے والے کام کو کہتے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی کے ہاتھوں ظاہر ہو۔[1]

② معجزہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نبی کی نبوت کے برحق ہونیکی ایک آسمانی دلیل ہوتی ہے۔[2]

③ نبی کی نبوت کی اصل دلیل 'نبی کی ذات وصفات اور اس کی تعلیمات ہوتی ہیں، انہیں کو دیکھ کر سلیم الفطرت اور فہیم وذکی لوگ ایمان لے آتے ہیں 'عام لوگ جو ظاہری اور حسی نشانیوں سے متاثر ہوتے ہیں 'ان کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ معجزات کا انتظام فرماتے ہیں، اور جن کے مقدر میں سوائے محرومی کے اور کچھ نہیں ہوتا' وہ معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔[3]

④ اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کو مغالطے سے بچانے کے لیے کسی جھوٹے مدعی نبوت کو

---

[1] المعجزة :امر خارق للعادة، داع الى الخير والسعادة، مقرون بدعوى النبوة، قصد به اظهار صدق من ادعى انه رسول من الله (كتاب التعريفات للجرجانى/١٧٦)، المعجزة من العجز الذى هوضد القدرة وفى التحقيق المعجز فاعل العجز فى غيره وهوالله سبحانه(مرقاةهامش مشكوة: ٢/٥٣٠)، معجزہ عبارت است ازامر خارق عادت كه بردست مدعى نبوت بمقابله منكرين نبوت صادر شودوكسے مثل او كردن نتواند(مجموعه فتاوى:٢/١٨)

[2] اعلم ان البرهان القاطع على ثبوت نبوة الانبياءهوالمعجزات وهى فعل يخلقه الله خارقاللعادة على يد مدعى النبوة معتر فابدعواه وذلك الفعل يقوم مقام قول الله عزوجل له انت رسولى تصديق لماادعاه

(اليواقيت والجواهر:١/١٥٨)

[3] ثم اذا نظرنا الى الذين انساقوا بالمعجزة لضعف ايمانهم واماغير هم فما احتاج الى ظهور ذالك بل أمن باول وهلة بما جاءبه رسوله لقوة نصيبه من الايمان فاستجاب باليسر سبب وامامن ليس له نصيب فى الايمان لم يستجب با لمعجزات ولا بغيرها قال تعالى من يردان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا كانما يصعدفى السماء،الانعام/١٢٥ (اليواقيت والجواهر:١/٢١٥)

کوئی معجزہ نہیں دیا، اور نہ ہی اس کی کوئی پیش گوئی پوری ہونے دی، یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی کوئی پیش گوئی سچی ثابت نہیں ہوئی بلکہ اس کے خلاف واقع ہوا۔ ①

⑤ دجال کے ہاتھوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کئی خرق عادات کام ظاہر فرمائیں گے، جیسا کہ دجال کے بیان میں گزر چکا ہے لیکن وہ نبوت کا دعویٰ نہیں کرے گا بلکہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور کانے شخص کے خدائی کے دعویٰ کی حقیقت ہر انسان جانتا ہے۔ ②

⑥ انبیاء کرام علیہم السّلام کے جو معجزات دلائل قطعیہ سے ثابت ہیں، ان پر ایمان لانا فرض ہے، ایسے قطعی معجزات میں سے کسی ایک کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، مثلاً کشتی نوح علیہ السّلام کا معجزہ، صالح علیہ السّلام کی اونٹنی کا معجزہ، ابراہیم علیہ السّلام کیلئے آگ کو گلزار بنانے کا معجزہ' داؤد علیہ السّلام کے لیے لوہے کو موم کی طرح نرم کرنے کا معجزہ، سلیمان علیہ السّلام کو چرند پرند کی بولیاں سکھانے کا معجزہ' انسانوں اور جنوں کو ان کے تابع کرنے کا معجزہ' مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرنے کا معجزہ' موسیٰ علیہ السّلام کے لیے عصا اور ید بیضاء کا معجزہ' عیسیٰ علیہ السّلام کو بغیر باپ پیدا کرنے کا معجزہ، پیدائش کے فوراً بعد کلام کرنے کا معجزہ' مٹی کے پرندے بنا کر انہیں زندہ کر کے اڑانے کا معجزہ' اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے اور مُردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ' آنحضرت ﷺ کے لیے قرآن کریم کا معجزہ کہ سوا چودہ سو برس گذرنے کے بعد بھی کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکا۔ واقعہ اسراء کا معجزہ' آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے پھینکی جانے والی مٹی کو کافروں کی آنکھوں میں ڈال دینے کا معجزہ، وغیرہ۔ ③

---

① اجمع المحققون علی ان ظهور الخارق عن المتنبی وهو الكاذب فی دعوی النبوة محال لان دلالة المعجزة علی الصدق قطعية....بان خالق المتنبی يبطل حكمة ارسال الرسل لاشتباه الصادق و الكاذب (نبراس/۲۷۲-۲۷۳)

② کتاب کے صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۳ پر مفصلاً ملاحظہ فرمائیں۔

③ واصنع الفلک باعيننا و وحينا ولا تخاطبنی فی الذين ظلموا انهم مغرقون (هود/۳۷)، ويقوم هذه ناقة الله لكم اية فذروها تاكل فی ارض الله ولا تمسوها بسوء فيا خذكم عذاب قريب (هود/٦٤)، قلنا يانار كونی بردا و

انبیائے کرام علیہم السلام کے وہ برحق معجزات جو قطعی دلائل سے ثابت نہیں، ان کا انکار ضلالت وگمراہی ہے۔ ①

⑦ معجزہ کسی نبی اور رسول کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا کہ جب چاہیں اسے ظاہر کر دیں، بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے 'جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اور جو معجزہ چاہتے ہیں، نبی کے ہاتھوں ظاہر فرمادیتے ہیں۔ ②

⑧ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بعض مرتبہ کفار کے مطالبہ کے عین مطابق نبی کے ہاتھ پر

سلاما علی ابراهیم(الانبیاء/٦٩)،یاجبال اوبی معه و طیر والناله الحدید(سبا/١٠)،علمنا منطق الطیر (النمل/١٦)،وحشر لسلمین جنوده من الجن والانس والطیر فهم یوزعون(النمل/١٧)،واسلناله عین القطر ومن الجن من یعمل بین یدیه باذن ربه(سباء/١٢)،فسخرناله الریح(ص/٣٦)،ولسلیمن الریح غدوها شهر ورواحها شهر(سبا/١٢)،وان الق عصاک فلما رأها تهتز کانها جان ولی مدبرا ولم یعقب (القصص/٣١)، واضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاءمن غیر سوءایة اخریٰ(طه/٢٢)،قالت انی یکون لی غلم ولم یمسسنی بشرولم اک بغیا قال کذلک قال ربک هو علی هین(مریم/٢٠، ٢١)،واذتخلق من الطین کهیئة الطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیرا باذنی وتبری الاکمه والابرص باذنی واذتخرج الموتی باذنی(مائده/١١٠)،وان کنتم فی ریب ممانزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء کم من دون الله ان کنتم صدقین وان لم تفعلواولن تفعلو افاتقو النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین(البقره: ٢٣-٢٤)،فانزل الله معجزة القرآن فاعجزهم و تحدی منهم فکان اظهر لحجیة حیث اعجزهم فیما کانوا ماهرین فیه (تفهیمات الهیه: ١/٨٢، ٨١)، سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ(الاسراء/١)، ومارمیت اذا رمیت ولکن الله رمی (الانفال/١٧)،من انکر الاخبار المتواترة فی الشریعة کفر(شرح فقه اکبر/١٦٥)،ومن جحد القرآن: ای کله او سورة منه او آیة قلت وکذا کلمة او قراة متواترة اوزعم انها لیست من کلام الله تعالیٰ کفر(شرح فقه اکبر/١٤٧)

① وهذالان خبر الواحد محتمل لا محالة ولا یقین مع الاحتمال ومن انکر هذا فقدسفه نفسه واضل عقله(کشف الاسرار شرح اصول بزدوی: ٣/٦٩٤)

② انه لایخفی ان المعجز حقیقة انما هو الله تعالیٰ فانه خالق العجز والقدرة انما سمی الفعل الخارق العادة معجزة علی طریق التوسع والمجاز لا علی الحقیقة(الیواقیت والجواهر: ١/١٦٠)، معجزه فعل نبی نیست بلکه فعل خدائے تعالیٰ است که بردست وے اظهار نموده بخلاف افعال دیگر که کسب ایں از بنده است وخلق از خداتعالیٰ ودر معجزه کسب نیز از بنده نیست(مدارج النبوة: ٢/١١٦)

معجزہ ظاہر فرمایا، اور کافروں کی طرف سے جو مطالبہ، ضد، ہٹ دھرمی اور کٹ حجتی کی بناء پر کیا گیا، اسے پورا نہیں فرمایا۔ ①

⑨ حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی جھوٹے مدعیٔ نبوت سے دلیل یا معجزے کا مطالبہ کرے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، اس لئے کہ یہ مطالبہ عقیدۂ ختم نبوت میں شک کے مترادف ہے، والا، فلا۔ ②

⑩ جو خرق عادت کام، نبی کی نبوت سے پہلے ظاہر ہو اس کو ارہاص کہا جاتا ہے، جیسا کہ واقعہ فیل کو نبی کریم ﷺ کے ارہاصات میں سے شمار کیا گیا ہے۔ ③

⑪ لفظ معجزہ دراصل علم العقائد والوں کی اصطلاح ہے، ورنہ قرآن وحدیث میں اسے "آیت"، "برھان"، "علامت" اور "دلیل" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ④

---

① یاقوم هذه ناقة لله لکم اية فزروها(هود/٦٤)،وقالوا الن نومن لک حتی تفجر لنامن الارض ینبوعا اوتکون لک جنة من نخیل و عنب فتفجر الانهار خللها تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا اوتاتی بالله والملائکة قبیلا اویکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابانقرؤه قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل/٩٠تا٩٣)

② تنبا رجل فی زمن ابی حنیفة رحمة الله تعالیٰ وقال امهلونی حتی اجئی بالعلامات فقال ابو حنیفة رحمة الله من طلب علاقه فقد کفر لقول النبی صلی الله علیه وسلم لا نبی بعدی

(مناقب الامام الاعظم للامام البرازی:١/١٦١)

③ الارهاصات جمع ارهاص وهوالخارق الذی یظهر قبل بعثة النبی سمی ارهاصالکونه تا سیسالقاعدة النبوة عن ارهصت الحائط اذا اسسته(حاشیه خیالی/٨٤)، اقسام الخوارق...رابعها الارهاص للنبی قبل ان یبعث کستلیم الاحجار علی النبی ﷺ وادرجه بعضهم فی الکرامة و بعضهم فی المعجزة (نبراس/٢٧٢)، اصحاب الفیل الذین کانو قدعزموا علی هدم الکعبة .... کان هذا من باب الارهاص...لمبعث رسول الله ﷺ(تفسیر ابن کثیر:٤/٥٤٩)

④ وقالوا لولا نزل علیه اٰیة من ربه(انعام/٣٧)، یاایها الناس قد جاء کم برهان من ربکم (النساء/١٧٥)، (صحیح بخاری:١/٥٠٤،فتح الباری:٦/٧٢١)

کراماتؒ

① کرامت اس خرق عادت کام کو کہتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کی توقیر بڑھانے کے لیے ان کے ہاتھوں ظاہر فرماتے ہیں۔ [1]

② اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظاہر ہونا حق ہے' جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السّلام سے معجزات کا ظاہر ہونا حق ہے۔

③ ولی ہونے کیلئے آثار ولایت کا پایا جانا ضروری ہے' کوئی شخص محض قرابت نبی یا قرابت ولی کی بناء پر ولی نہیں ہو سکتا۔ [2]

④ معجزہ اور کرامت کے پیچھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نبی کے ہاتھوں معجزہ ظاہر فرمانے پر قادر ہیں، ایسے ہی وہ ولی کے ہاتھوں کرامت ظاہر کرنے پر بھی قادر ہیں۔

⑤ معجزہ اور کرامت کے ظاہر ہونے میں نبی اور ولی کی کسی قسم کی قدرت کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

⑥ کرامت کے ظاہر ہونے میں کسی ولی کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا' بلکہ جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اور جو کرامت چاہتے ہیں' اپنے کسی نیک بندے کے ہاتھوں ظاہر فرما دیتے ہیں۔ [3]

---

① والکرامۃ خارق للعادۃ الا انھا غیر مقرونۃ بالتحدی وھی کرامۃ للولی (شرح فقہ اکبر/۷۹)

② ولھم الکرامات التی یکرم اللّٰہ لبھا اولیاءہ لحجۃ فی الدین أو لحاجۃ بالمسلمین۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ۔ ۱۱/۱۷) المواظب علی الطاعات المجتنب عن السیات المعرض عن الا نھماک فی اللذات والشھوات والغفلات (شرح فقہ اکبر/۷۹)

③ فحینئذ یضاف الیک التکوین وخرق العادات فیری ذلک منک فی ظاہر العقل والحکم وھو فعل اللّٰہ وارادتہ حقافی العلم (فتوح الغیب/۷ مقالہ ٦ بحوالہ راہ ہدایت/٥٤)، یعنی آہ در حقیقت فعل حق است کہ بردست ولی ظہور یافتہ چناچہ معجزہ بردست نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم (ترجمہ فتوح الغیب/۲۰۷ مقالہ ٤٦،

⑦ اولیاء اللہ سے کرامتیں ظاہر ہونا کوئی ضروری نہیں، ممکن ہے کوئی شخص اللہ کا دوست اور ولی ہو اور عمر بھر اس سے کوئی کرامت ظاہر نہ ہو۔ ①

⑧ کسی ولی کی کرامت درحقیقت اس نبی کا معجزہ ہوتی ہے جس کی امت میں سے یہ ولی ہے کیونکہ اس امتی کی کرامت نبی کے سچا ہونے کی علامت ہے۔ ②

⑨ ہر خرق عادت کام خواہ وہ معجزہ ہو یا کرامت، تین امور کی بناء پر وجود میں آتا ہے، علم، قدرت اور غناء اور یہ تین صفات علی وجہ الکمال ذات باری تعالیٰ ہی میں موجود ہیں، فلہٰذا معجزہ اور کرامت اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ ③

⑩ اولیاء اللہ کی بعض کرامات دلائل قطعیہ سے ثابت ہیں ان پر ایمان لانا اور ان کو دل و جان سے قبول کرنا فرض ہے، ایسی قطعی کرامات میں سے کسی ایک کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، مثلاً اصحاب کہف کا کئی سو سال تک سوئے رہنا، حضرت مریم علیہا السلام کے بطن مبارک سے بغیر شوہر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا، حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل کا آنا، وغیرہ۔ ④

بحوالہ راہ ھدایت/ ٥٥) بل ھو فعل اللّٰہ تعالی یظھرہ علی ید الولی تکریماله وتعظیما لشانه ولیس للولی ولا للنبی فی صدورہ اختیار اذ لا اختیار لاحد فی افعال اللّٰہ تعالی وتقدس (فتاوی رشیدیہ/ ٢٥)

① قلت ظھور الکرامة لیس من لوازم الولی ولا فی استطاعته کل ما اراد بل کل من باشر المجاھدات لظھور الخوارق لم یبلغ الولایة ولم یظھر عنه الکرامة (نبراس/ ٥٥)، مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: شرح فقہ اکبر/ ٨٠

② والکرامة خارق للعادة الا انھا غیر مقرونة بالتحدی وھی کرامة للولی و علامة لصدق النبی فان کرامة التابع کرامة المتبوع (شرح فقہ اکبر/ ٧٩) وکرامات اولیاء اللّٰہ انما حصلت ببرکة اتباع رسوله صلی اللّٰہ علیه وسلم فھی فی الحقیقة قد خل فی معجزات الرسول صلی اللّٰہ علیه وسلم (فتاوی ابن تیمیہ: ١١/ ٢٧)

③ المعجزة للنبی، والکرامة للولی، وجماعھا: الامر الخارق للعادة فصفات الکمال ترجع الی ثلاثة: العلم، والقدرة، والغنی، وھذہ الثلاثة لا تصلح علی الکمال الا لله وحدہ، فانه الذی احاط بکل شیء علما، وھو علی کل شی قدیر، وھو غنی عن العلمین (عقیدہ طحاویہ مع الشرح/ ٤٩٤)

④ وتحسبھم ایقاظا وھم رقود ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال (الکھف/ ١٨)، قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ھو علی

اولیاء کرام کی جو کرامات دلائل ظنیہ سے ثابت ہیں، انہیں تسلیم کرنا بھی ضروری ہے' ایسی کرامات کا انکار ضلالت و گمراہی ہے۔ ①

شعبدہ بازی

⑪ وہ خرق عادت کام جو کسی کافر' منافق، یا فاسق و فاجر یا کسی غیر متبع سُنت شخص کے ہاتھوں ظاہر ہو' ہرگز، ہرگز کرامت نہیں، یا تو وہ استدراج ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے یا شعبدہ بازی ہے۔ ②

⑫ شعبدہ بازی چند مخفی اسباب کی بناء پر کی جاتی ہے' جن کی شعبدہ باز نے مشق کر رکھی ہوتی ہے۔ وہ اسباب ایسے ضعیف اور واہی ہوتے ہیں کہ شعبدہ باز حقیقت میں کوئی کام مکمل نہیں کر سکتا۔ ③

هين ولنجعله اية للناس ورحمة منا وكان امرامقضيا(مريم/١٩تا٢١)، كلمادخل عليها زكريا المحراب وجدعندها رزقاقال يامريم انى لک هذاقالت هومن عندالله (آل عمران/٣٧)، وقداجمع المحققون من اهل السنة على حقية الكرامات...لا يكن انكاره وايضا الكتاب ناطق بظهورها اى الكرامة من مريم امر عيسیٰ عليه السلام ومن صاحبِ سلميان عليه السلام....وبعدثبوت الوقوع لا حاجة الى اثبات الجواز (نبراس/٢٩٦)

① لان خبر الواحد محتمل لا محالة ولا يقين مع الاحتمال ومن انكر هذافقد سفه نفسه واضل عقله (كشف الاسرار شرح اصول بزدوى: ٣/٦٩٤)

② ممالا يكون مقرونا بالايمان والعمل الصالح يكون استدراجا سواءصدرعن كافر اوعن مومن فاسق و ممايجب ان يعلم ان من واظب على الرياضات الشاقة ظهرت عنه الخوارق ولوكان كافرا وهذا امتحان شديد لضعفاء المسليمنْ و سبب لضلا لهم و سواءاعتقاد هم بالشرائع فليحفظ المومن ايمانه عن هذه الافة وسمى استدراجالانه سبب الوصول الى النار بالتدريج(نبراس/٢٩٦)، اقسام الخوارق...خامسها الاستدراج للكافر والفاسق المجاهر على وفق غرضه سمى به لانه يوصله بالتدريج الى النار (نبراس/٢٧٢)، واعلم ان فرق العوائد يكون على وجوه كثيرة وليس مراد ناهنا الاخرق العادة من ثبتت استقامة على الشرع المحمدى والا فهومكر واستدراج من حيث لا يشعر صاحبه(اليواقيت والجواهر:١/٢١٦)

③ ان من الخوارق مايكون عن قوى نفسية و ذلک ان اجرام العالم تنفعل للهمم النفسية هكذاجعل الله الامر فيهاوقدتكون ايضاعن حيل طبيعة معلومة كالقلفطيريات ونحوها وبابها معلوم عندالعلماء،وقديكون عن نظم حروف بطوالع و ذلک لاهل الرصد وقديكون باسماءيتلفظ بهاذاكرها فيظهر عنها ذلک الفعل المسمى

⑬ شعبدہ باز، کسی نبی کے معجزہ یا کسی ولی کی کرامت کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا۔

⑭ شعبدہ بازی ایک اختیاری فن ہے، جو اسباب اختیار کر کے ہر وقت دکھلایا جا سکتا ہے، گویا شعبدہ، شعبدہ باز کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے دکھلا دے، بر خلاف معجزہ و کرامت کے کہ یہ نبی اور ولی کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتے، کہ جب چاہیں معجزہ یا کرامت ظاہر کر دیں۔[1]

خرق عادۃفی ناظر عین المرائین لافی نفس الامر (الیواقیت والجواہر: ۲۱۶/۱)

[1] واما الفرق بین المعجزۃ والشعبذۃ فھو ان المعجزۃ یظھر ھا النبی علی رؤس الا شھاد وعظماء بلاد والشعبذۃ انما یروج امر ھا علی الصغار وضعفاء العقول و جھلۃ الناس (الیواقیت والجواہر: ۲۱۹/۱، ۲۲۰)، لان المعجزۃ ھی التی تظھر وقت الدعوی بخلاف الکرامۃ فان صاحبھا لا یتحدی بھا ولواظھر ھا وقت الدعوی کانت شعبذہ (الیواقیت والجواہر: ۳۶۶/۲)، فان معجزات الانبیاء علیھم السلام ھی علی حقائقھا و بواطنھا کظواھر ھا...ولو جھد الخلق کلھم علی مضاھاتھا ومقابلتھا بامثالھا ظھر عجزھم عنھا لکونھا مما لا مدخل للکسب والتعلیم والتعلم فیھا ومخاریق السحرۃ مبناھا علی اعمال مخصوصۃ متی شاء من شاء ان یتعلمھا بلغ فیہ مبلغ غیرہ ویاتی بمثل ما اظھرہ سواہ (احکام القرآن للجصاص: ۴۹/۱)

جناتؑ

① جن، اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک قدیم مخلوق ہے' جس کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی پیدائش سے بہت پہلے آگ سے بنایا تھا۔①

② انسانوں سے پہلے زمین پر جنات آباد تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت ارضی کا اعزاز انسان کو عطا فرمایا۔②

③ جنات اب بھی موجود ہیں، اور زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہیں، جنات کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ قدرت دی ہے کہ وہ انسانوں کو نظر نہیں آتے، جیسے فرشتے انسانوں کو نظر نہیں آتے۔③

④ جنوں کی اپنی کوئی شکل نہیں، وہ نظر نہ آنے والی ایک لطیف مخلوق ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنات کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں، عام طور پر جنات سانپ 'بلی اور کتے کی شکل اختیار کرتے ہیں۔④

---

① والجان خلقناه من قبل من نار السموم (الحجر/۲۷)

② والجان خلقناه من قبل من نار السموم(الحجر/۲۷)،واذقال ربک للملائکةانی جاعل فی الارض خليفة (البقره/۳۰) ليس ابليس بأب للجان فان الجان كانواقبله وانما هواول من عصى (اليواقيت و الجواهر:۳٦/۱)،ليس ابليس بأب للجان والجان خلق بين الملائكة والبشر الذى هوالانسان (اليواقيت والجواهر:۱/۱٤٤)

③ انه یرٰکم هووقبيله من حيث لاترونهم (الاعراف/۲۷)
هوالذى جعل الجان يستر عن اعين الناس فلاتدركهم الابصار الا متجسدين (اليواقيت والجواهر:۱/۱٤٤)

④ عن ابى ثعلبة رضى الله عنه قال قال النبى صلى الله عليه وسلم الجن ثلاثة اصناف فصنف لهم اجنحة يطيرون بهافى الهواء وصنف حيات وكلاب و صنف يحلون و يظعنون (مستدرک حاکم: ۱۳۸۸/٤، ٤٥٦/۲)، وهم اجسادلطاف كالريح(اليواقيت والجواهر:۱۳٦/۱)،معناه والله اعلم من حيث لاترونهم فى الصورة التى خلقهم الله عليها واماروريتهم اذا تشكلوافى غير صدرهم من كلب وهر فلامنع بل هوواقع كثيرا(اليواقيت والجواهر:۱۳٥/۱)، وقد اقدر الله تعالى الجن على ان يظهر وافى اى صور شاؤاكما اقدرنا ان نظهر فى اى لباس شئنا...وانما يتشكل بصورة الرجل بواسطة الهواء المتكاثف لان الهواء اذاتكاثف امكن

⑤ مجموعی لحاظ سے جن، انسان سے زیادہ طاقتور نہیں، صرف اتنا ہے کہ وہ نظر نہیں آتا، لمبی لمبی مسافت بہت جلد قطع کر لیتا ہے اور انسانی جسم میں حلول کر سکتا ہے۔وغیرہ وغیرہ۔①

⑥ جنات کی عمریں انسانوں کی نسبت بہت زیاد لمبی ہوتی ہیں، کئی کئی سو سال ان کی عمریں ہوتی ہیں۔②

⑦ انسانوں کی طرح جنات بھی عقل وشعور کے مالک ہیں اور مکلف یعنی احکاماتِ خداوندی کے پابند ہیں۔③

⑧ انسانوں کی طرح جنات میں بھی ہر طرح کے فرقے اور گروہ ہیں، ان میں بھی مسلمان اور کافر، نیک اور بد ہیں۔④

⑨ جنات میں بھی دیگر مخلوقات کی طرح نر و مادہ ہیں اور ان میں بھی باقاعدہ توالد و تناسل کا سلسلہ ہے۔⑤

ادراکہ کالسراب (الیواقیت والجواهر:۱/۱۳۵)

① ان شیاطین الجن لیس لهم سلطان الا علی باطن الانسان بخلاف شیاطین الانس لهم سلطان علی ظاهر الانسان و باطنه وان وقع من شیاطین الجن وسوسة واعزاء للناس فی ظاهر هم فانما ذلک بحکم النیابة لشیاطین الانس فانهم هم الذین ید خلون الاراء علی شیاطین الانس (الیواقیت والجواهر:۱/۱۳۷)،وهم اجساد لطاف کالریح یدخلون اجواف بنی آدم...وفی الحدیث ان الشیطان لیجری من ابن آدم مجری الدم۔

(الیواقیت والجواهر:۱/۱۳۶)

② ان الجن یموتون قرنا بعد قرن (تفسیر طبری:۸/۶۲)

③ یامعشر الجن والانس الم یا تکم رسل منکم یقصون علیکم آیات ربکم وینذرونکم لقاء یومکم هذا (الانعام:۱۳۰)،ثالثها ان یعلم القوم ان الجن مکلفون کالانس (تفسیر کبیر:۱۰/۶۶۵)

④ وانا منا الصلحون ومنا دون ذلک کنا طرائق قددا (الجن/۱۱)،قال سعید بن المسیب معنی الایة کنا المسلمین و یهودا ونصاری و مجوسا۔وقال الحسن الجن امثالکم فمنهم قدریة و مرجئة ورافضة و شیعة (حاشیه شیخ زاده:۸/۳۶۳)،ولهم نسبة الی شیاطین بالظلمة الدخانیة ولذلک کان منهم المطیع العاصی المومن والکافر (الیواقیت والجواهر:۱/۱۳۴)

⑤ افتتخذونه وذریته اولیاء من دونی وهم لکم عدو بئس للظلمین بدلا (الکهف/۵۰)،وهم من الخلق الناطق

⑩ جنات میں شریر لوگوں کا نام شیاطین ہے، قرآن کریم میں اسی قسم کے جنات کو شیاطین کہا گیا ہے۔ ①

⑪ جنات بھی دیگر مخلوقات کی طرح کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہیں، بعض احادیث میں ہڈی وغیرہ کو جنات کی خوراک بتلایا گیا ہے۔ ②

⑫ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر جنات آسمانی خبریں سننے کے لیے اوپر چلے جایا کرتے تھے، اور اس میں اپنی طرف سے سو'سو جھوٹ ملا کر کاھنوں کو بتلایا کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا، اب اگر کوئی جن آسمانی خبریں سننے کے لیے اوپر جاتا ہے تو شہاب ثاقب کا انگارہ پھینک کر اس کو بھگا دیا جاتا ہے۔ ③

⑬ زمانہ جاہلیت میں لوگ جنات کی پناہ مانگا کرتے تھے، رات کسی جنگل میں آجاتی تو "اعوذ بعظیم ھذا الوادی من الجن" وغیرہ الفاظ کہتے، اس عمل سے جنات اپنے آپ کو بہت بڑا اور انسان سے افضل سمجھنے لگے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اس طریق بد کا خاتمہ ہوا، بندوں کو صرف اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا۔ ④

یاکلون ویتناکحون ویتناسلون (الیواقیت والجواھر ١/١٣٤)

① ان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم (الانعام/١٢١)، والکدرۃ الشریرۃ السیئۃ ھی المسماۃ بالشیاطین والمادرین (حاشیہ شیخ زادہ:٨/٣٥٥)، کان ابلیس اول الاشقیاء من الجن ولذلک قال تعالی الا ابلیس کان من الجن ای من ھذا الصنف المخلوقین الاشقیاء (الیواقیت والجواھر:١/١٣٨)

② عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قدم وفد الجن علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالوا یا محمد انہ امتک ان یستنجوا بعظم اوروثۃ اوحمۃ فان اللہ عز وجل جعل لنا فیھا رزقا قال فنھی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ذلک (سنن ابوداؤد:١/١٧)، قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فانہ طعام اخوانکم الجن (جامع ترمذی:١/١٠٠)

③ وانا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الآن یجد لہ شھابا رصدا (الجن:٩)، ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناھا رجوما للشیاطین (الملک/٥)
مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: تفسیر کبیر:١٠/٦٧٠

④ وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا (الجن/٦)، فیہ قولان اول: وھو قول جمھور المفسرین ان الرجل فی الجاھلیۃ اذا سافر فامسی فی قفر من الارض قال: اعوذ بسید ھذا الوادی اوبعزیز ھذا المکان من شر سفھاء قوحد فیبیت فی جوار منھم حتی یعبدہ (تفسیر کبیر:١٠/٦٦٧، ٦٦٨)

⑭ بعض جنات کو شرفِ صحابیت بھی حاصل ہے "نصیبین" کے بعض جنات نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست قرآن کریم سننے کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔ ①

⑮ نیک اور فرمانبردار جن جنّت میں جائیں گے، کافر اور نافرمان جن جہنم میں داخل کئے جائینگے۔ ②

⑯ شیطان بھی درحقیقت جنوں میں سے ہے۔ کثرت عبادت کے سبب فرشتوں کے ساتھ رہنے لگا، آدم علیہ السّلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ملعون و مردود قرار دیا گیا، قیامت تک اسے لوگوں کو بہکانے اور غلط راہ پر لگانے کی مہلت دی گئی، قیامت کے دن اسے اور اس کے متبعین کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ ③

⑰ جنات کا وجود قرآن و حدیث کے قطعی دلائل سے ثابت ہے، لہٰذا ان کے وجود کو تسلیم کرنا فرض ہے، جو شخص جنات کا انکار کرتا ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ④

---

① قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا(الجن /١)، الدلیل علی ذلک قوله تعالی واذصرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن و کانوا تسعة من جن نصیبین وقد کان ﷺ راهم ببطن النخلة قداتوا من شعب الحجون (الیواقیت والجواهر:١/١٣٦)

② وانا منا الصلحون ومنا دون ذلک کنا طرائق قددا، وانا ظننا ان لن نعجز اللّٰه فی الارض ولن نعجزه هربا وانا لما سمعنا أمنا به فمن یومن بربه فلا یخاف بخسا ولا رهقا وانا منا المسلمون ومنا القسطون فمن اسلم فاولئک تحزوا رشدا۔واما القٰسطون فکانوا الجهنم حطبا (الجن/١١تا١٥)، فما الدلیل علی دخول الجن الجنة فالجواب قد سئل عن ذلک ابن عباس رضی اللّٰه تعالی عنهما فمکث سبعة ایام حتی اطلع علی قوله تعالی لم یطمثهن یعنی الحور انس فقال هذا دلیل علی ان الجن یدخلون الجنة (الیواقیت والجواهر: ١/١٣٦)، الجن مخلوقین من النار فکیف یکونون حطبا للنار الجواب انهم وان خلقوا من النار لکنهم تغیروا عن تلک الکیفیة وصار والحما ودما هکذا قیل وههنا آخر کلام الحسن (تفسیر کبیر:١٠/٦٧١)

③ واذ قلنا للملائکة اسجدو الادم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه افتتخذونه وذریته اولیاء من دونی وهم لکم عدو بئس للظلمین بدلا (الکهف/٥٠)، لاملئن جهنم منک وممن تبعک منهم اجمعین (ص/٨٥)

④ ووجود الجن والشیاطین والملائکة ثابت بالشرع وانکره الفلاسفة (تفسیر مظهری: ١٠/٧٩)، المبحث الثالث والعشرون فی اثبات وجود الجن ووجوب الایمان بهم وذلک لاجماع اهل السنة سلفا وخلفا علی اثباتهم مع نطق القرآن وجمیع الکتب المنزلة بهم(الیواقیت والجواهر:١/١٣٤)

جادو

① جادو کو عربی میں سحر کہتے ہیں، سحر کا معنی ہے ہر وہ اثر جس کا سبب تو ہو مگر ظاہر نہ ہو بلکہ مخفی ہو، اور اصطلاحِ شرع میں سحر ایسے عجیب و غریب کام کو کہا جاتا ہے، جس کیلئے جنات و شیاطین کو خوش کر کے ان سے مدد حاصل کی گئی ہو۔[1]

② جادو میں جنات کو راضی کرنے کی مختلف صورتیں ہیں :

الف: ایسے منتر پڑھے جاتے ہیں جن میں کفریہ و شرکیہ کلمات ہوتے ہیں اور شیاطین کی تعریف و مدح ہوتی ہے۔

ب: ستاروں کی پرستش اور عبادت کی جاتی ہے جس سے شیاطین خوش ہوتے ہیں۔

ج: ایسے اعمال بد کا ارتکاب کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتے ہیں، مگر شیاطین ان سے خوش ہوتے ہیں، مثلاً: کسی کو ناحق قتل کر کے اس کے خون سے تعویذ لکھنا' مسلسل جنابت و ناپاکی کی حالت میں رہنا' جادو گر عورت کا حیض کے زمانہ میں جادو کرنا، طہارت و صفائی سے اجتناب کرنا وغیرہ۔

جادو گر جب ایسے کام کرتا ہے تو خبیث شیاطین خوش ہوتے ہیں اور اس کا کام کر دیتے ہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ جادو گر کے کسی کرتب سے ایسا ہو گیا جبکہ شیاطین کی مدد سے وہ کام ہوتا ہے۔[2]

---

① (وللسحر)، فی الاصل مصدر سحر یسحر بفتح العین فیهما اذا ابدی مایدق ویخفی وهو من المصادر الشاذة ،یستعمل بما لطف وخفی سببه المراد به امر غریب یشبه الخارق ـ ولیس به اذیجری فیه التعلم ویستعان فی تحصیله بالتقرب الی الشیطان (روح المعانی:١/٣٣٨)

② ویستعان فی تحصیله بالتقرب الی الشیطان بارتکاب القبائح قولا کالرقی التی فیها الفاظ الشرک ومدح الشیطان وتسخیره ،وعملا کعبادة الکواکب ،والتزام الجنایة وسائر الفسوق ،واعتقادا کاستحسان مایوجب التقرب الیه ومحبته ایاه وذلک لا ینتسب الا بمن یناسبه فی الشرارة وخبث النفس (روح المعانی:١/٣٣٨)

③ جنات و شیاطین جس طرح جادو گروں کے اعمالِ بد کی وجہ سے ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے کام بنادیتے ہیں، اسی طرح فرشتے نیک لوگوں کے تقویٰ 'طہارت' پاکیزگی 'نیک اعمال کے کرنے اور غلط اعمال سے بچنے کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے کام بنادیتے ہیں۔ ①

④ جادو سے بسا اوقات ایک چیز کی حقیقت ہی تبدیل ہو جاتی ہے، مثلاً انسان کو پتھر یا گدھا بنادیا جائے، بسا اوقات صرف نظر بندی ہوتی ہے کہ جادو گر لوگوں کی آنکھوں پر ایسا اثر ڈالتا ہے جس سے وہ ایک غیر موجود چیز کو موجود اور حقیقت سمجھنے لگتے ہیں۔ اور بسا اوقات قوتِ خیالیہ کے ذریعہ لوگوں کے دماغ پر اثر ڈالا جاتا ہے جس سے وہ ایک غیر محسوس چیز کو محسوس خیال کرتے ہیں۔ ②

⑤ جادو اور نظر برحق ہے، اسباب کے درجہ میں اس سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ جادو سے صحت مند انسان بیمار ہو سکتا ہے، جادو انسان کے دل پر اثر انداز ہو کر اس کے قلبی رجحانات کو تبدیل کر سکتا ہے حتی کہ جادو کے ذریعہ کسی کو قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ ③

---

① فان التناسب شرط التضام والتعاون فكما ان الملائكة لا تعاون الا اخيار الناس المشبهين بهم في المواظبة على العبادة والتقرب الى الله تعالى بالقول والفعل كذلك الشياطين لا تعاون الا الاشرار المشبهين في الخباثة والنجاسة قولا وفعلا واعتقاداً (روح المعاني: ۱/۳۳۸)

والسحر وجوده حقيقة عند اهل السنة وعليه اكثر الامم ولكن العمل به كفر حكى عن الشافعي رحمه الله انه قال: السحر يخيل ويمرض وقد يقتل، حتى اوجب القصاص على من قتل به، فهو من عمل الشيطان يتلقاه الساحر منه بتعليمه اياه، فاذا تلقاه منه بتعليمه اياه استعمله في غيره.....وقيل انه يوثر في قلب الاعيان فيجعل الآدمي على صورة الحمار ويجعل الحمار على صورة الكلب۔ (تفسير بغوی ۱/۹۹)

② وقيل انه يوثر في قلب الاعيان فيجعل الآدمي على صورة الحمار ويجعل الحمار على صورة الكلب، والا صح ان ذلك تخييل (تفسير بغوی: ۱/۹۹)

والجمهور على ان له حقيقة وانه قد يبلغ الساحر الى حيث يظهر في الهواء ويمشي على الماء ويقتل النفس ويقلب الانسان حمارا والفاعل الحقيقي في كل ذلك هو الله تعالى۔ (روح المعاني ۱/۳۳۹)

③ والصحيح ان السحر عبارة عن التمويه والتخييل، والسحر وجوده حقيقة عندا اهل السنة و عليه اكثر الامم ولكن العمل به كفر، حكى عن الشافعي رحمه الله انه قال السحر يخيل ويمرض وقديقتل (تفسير بغوی: ۱/۹۹)

⑥ جادو کے بعض کلمات میں بھی تاثیر ہوتی ہے، بسا اوقات صرف جادو کے کلمات سے آدمی بیمار ہو سکتا ہے، علامہ بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کچھ لوگ جادو کے کلمات سے مر بھی گئے تھے، جادو کے بعض کلمات ان عوارض اور بیماریوں کی طرح ہیں جو انسانی بدن میں اثر انداز ہوتے ہیں۔[1]

⑦ جادو بھی دیگر اسباب کی طرح ایک سبب ہے، اور کوئی سبب بھی بذاتہ موثر نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اذن نہ ہو، لہٰذا جادو کا اثر بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہوتا ہے۔[2]

⑧ جادو اور معجزہ بظاہر دونوں خرق عادت معلوم ہوتے ہیں، مگر ان میں ایک واضح فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے اور جادو غیر نبی کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے، دوسرا فرق یہ ہے کہ جادو اسباب کے ماتحت ہوتا ہے صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ اسباب خفیہ ہوتے ہیں اور معجزہ تحت الاسباب نہیں ہوتا بلکہ اسباب کے بغیر وہ براہ راست حق جل شانہ کا اپنا فعل ہوتا ہے۔

جیسے فرمایا: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ○

اور نمرود کی آگ کو فرمایا: يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ○

تیسرا فرق یہ ہے کہ معجزہ ایسے لوگوں سے ظاہر ہوتا ہے جو مقام نبوت پر فائز ہوتے ہیں اور جن کے تقویٰ، طہارت اور اعمال صالحہ کا سب مشاہدہ کرتے ہیں، اور جادو کا اثر ان لوگوں سے ظاہر ہوتا ہے جو گندے، ناپاک اور غلط کار ہوتے ہیں، اللہ کے ذکر اور اس کی عبادت سے دور رہتے ہیں، چوتھا فرق یہ ہے کہ معجزہ تحدی اور چیلنج کے ساتھ

---

① قال اللّٰہ تعالی (یخیل الیہ من سحرھم) لکنہ یوثر فی الابدان بالا مراض والموت والجنون وللکلام تاثیر فی الطباع والنفوس، وقد یسمع انسان مایکرہ فیحمی و یغضب ...وقدمات قوم بکلام سمعوہ فھو بمنزلۃ العوارض والعلل التی توثر فی الابدان (تفسیر بغوی:۱/۹۹)

② وماھم بضارین بہ من احد الا باذن اللّٰہ ویتعلمون مایضرھم ولا ینفعھم ولقد علموا لمن اشترہ مالہ فی الاخرۃ من خلاق (البقرہ/۱۰۲)، فانہ ھوالخالق وانما الساحر فاعل و کاسب وفیہ اشعار بانہ ثابت حقیقیۃ لیس مجرد اراءۃ وتموید، وبان الموثر والخالق ھواللّٰہ وحدہ (شرح المقاصد:۳/۲۳۳)

ہوتا ہے کہ نبی معجزہ میں جو چیز پیش کرتا ہے، اس کے مقابلہ میں اس جیسی چیز پیش کرنے کا چیلنج بھی کرتا ہے، جادوگر میں تحدی اور چیلنج کی ہمّت نہیں ہوتی، وہ مقابلہ سے ڈرتا ہے۔ ①

⑨ جادو اور کرامت میں یہ فرق ہے کہ جادو گندے اور غلط کار قسم کے لوگوں سے ظاہر ہوتا ہے اور کرامت صرف نیک اور اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ ②

⑩ جادوگر اگر نبوت کا دعوی کرے تو اس کا جادو نہیں چلتا، دعویٔ نبوت کے بغیر جادوگر کا جادو چل جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی جادوگر کو یہ طاقت نہیں دی کہ وہ انبیاء کرام علیہم السّلام کے معجزات جیسے کام جادو کے ذریعے کر سکے۔ ③

---

① (الانفال/١٧، الانبیاء/٦٩)، کذلک الشیاطین لا تعاون الا الاشرار المشبهین بهم فی الخباثة والنجاسة قولا و فعلا واعتقادا وبهذا یتمیز الساحر عن النبی والولی ....فسره الجمهور بانه خارق للعادة یظهر من نفس شریرة بمباشرة اعمال مخصوصة ....ولم تجر سنته بتمکین الساحر من فلق البحر واحیاء الموتی وانطاق العجماء وغیر ذلک من آیات الرسل ومن المحققین من فرق بین السحر والمعجزة باقتران المعجزة بالتحدی بخلافه فانه لا یمکن ظهوره علی ید مدعی نبوة کاذبا کما جرت به عادة اللّٰه المستمرة صونا فهذا المنصب الجلیل عن ان یتسور حماه الکذابون (روح المعانی: ١/٣٣٨، ٣٣٩)، اظهار امر خارق للعادة من نفس شریرة خبیثة بمباشرة اعمال مخصوصة یجری فیها التعلم والتلمذ، وبهذین الا عتبارین یفارق المعجزة والکرامة وبانه لا یکون بحسب اقتراح المقترحین، وبانه یختص ببعض الازمنة او الامکنة او الشرائط، وبانه قد یتصدی بمعارضته، ویبذل الجهد فی الاتیان بمثله، وبان صاحبه ربما یعلق بالفسق، ویتصف بالرجس فی الظاهر والباطن...الی غیر ذلک من وجوه المفارقة (شرح المقاصد: ٣/٣٣٢)

② کذلک الشیاطین لا تعاون الا الا شرار المشبهین بهم فی الخباثة النجاسة قولا و فعلا واعتقادا، وبهذا یتمیز الساحر عن النبی والولی (روح المعانی: ١/٣٣٩)، وبای طریق یتمیز اصحاب الکرامات من السحرة الکفار ولذا ثبت ان السحر لا یثبت الا من کل مشرک خبیث فی نفسه شریر فی طبعه متدنس فی بدنه (حاشیه شیخ زاده ٢/١٩١)

③ ومن المحققین من فرق بین السحر والمعجزة باقتران المعجزة بالتحدی بخلافه فانه لا یمکن ظهوره علی ید مدعی نبوة کاذبا کما جرت به عادة اللّٰه المستمرة صونا لهذا المنصب الجلیل عن ان یتسور حماه الکذابون (روح المعانی: ١/٣٣٩)، فان لقائل ان یقول ان الانسان لو ادعی النبوة وکان کاذبا فی دعواه فانه لا یجوز من اللّٰه تعالی اظهار هذه الاشیاء علی یده لئلا یحصل التلبیس (تفسیر کبیر: ١/٦٢٧)، انه تعالی لا یصدق

⑪ نبی پر بھی جادو ہو سکتا ہے اور نبی بھی جادو سے متاثر ہو سکتا ہے، اس لیے کہ جادو اسباب خفیہ کا اثر ہوتا ہے اور اثراتِ اسباب سے متاثر ہونا شانِ نبوت کے خلاف نہیں، نبی کریم ﷺ پر یہودیوں کا جادو کرنا، اور آپ ﷺ پر اس کا اثر ظاہر ہونا اور بذریعہ وحی اس جادو کا پتہ چلنا اور اس کو زائل کرنے کا طریقہ بتلایا جانا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا جادو سے متاثر ہونا اور ڈرنا خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ ①

⑫ جادو میں اگر کوئی شرکیہ یا کفریہ قول یا عمل اختیار کیا گیا ہو' مثلاً جنات وشیاطین سے مدد مانگنا اور ان کو مدد کے لیے پکارنا یا ان کو سجدہ کرنا، یا ستاروں کو موثر بالذات ماننا وغیرہ، تو ایسا جادو کفر وشرک ہے اور ایسا جادو گر بلاشبہ کافر ہے۔

⑬ اگر تعویذ گنڈے وغیرہ میں بھی جنات وشیاطین سے مدد طلب کی جاتی ہو اور ان کو پکارا جاتا ہو تو یہ بھی شرک ہے۔ ②

⑭ جادو اور تعویذ گنڈوں میں استعمال کیے جانے والے کلمات اگر مشتبہ قسم کے ہوں اور ان کے معانی معلوم نہ ہوں تو احتمال استمداد کی بناء پر یہ بھی حرام ہے۔ ③

الکاذب فی دعوی الرسالة باظہار ھذہ الخوارق فی یدہ لئلا یلتبس المحق بالمبطل والکاذب بالصادق

(حاشیہ شیخ زادہ: ۲/۱۹۵)

① یخیل الیہ من سحرھم أنہا تسعی فأوجس فی نفسہ خیفة موسی قلنا لا تخف انک انت الاعلی۔

(طہ/۶۶تا۶۸)

لما جاء فی الصحیح عن عائشہ رضی اللّٰہ عنہا حدیث طویل فی ذکر سحر رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔(صحیح بخاری: ۲/۸۵۸)

② واتفقوا کلھم علی ان ما کان من جنس دعوة الکواکب السبعة او غیرھا او خطابہا او السجود لہا والتقرب الیہا بما یناسبہا من اللباس والخواتیم والبخور ونحوذلک فانہ کفر وھو من اعظم ابواب الشرک فیجب غلقہ، بل سدہ(عقیدة طحاویہ مع الشرح/۵۰۵)

مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: تفسیر کبیر: ۱/۶۱۹

③ وکذلک الکلام الذی لا یعرف معناہ لا یتکلم بہ لامکان ان یکون فیہ شرک لا یعرف

(عقیدہ طحاویہ مع الشرح/۵۰۵)

⑮ تعویذ گنڈے میں اگر جائز امور سے کام لیا جاتا ہو مگر مقصد ناجائز ہو تو بھی حرام ہے۔①

⑯ جائز مقصد کیلئے اور جائز امور کیساتھ اگر عملیات اور تعویذ گنڈے کا کام کیا جاتا ہو تو جائز ہے۔②

⑰ قرآن کریم میں بابل شہر میں جن دو فرشتوں ھاروت اور ماروت کے اتارے جانے اور جادو سکھانے کا ذکر ہے، وہ لوگوں کی آزمائش و امتحان کے لیے اتارے گئے تھے، وہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے تاکہ لوگ جادو سے باخبر ہو کر اس سے بچ سکیں، اور وہ جادو سکھانے سے پہلے اس پر عہد و پیمان بھی لیتے تھے، ان سے اس عہد و پیمان کیساتھ جادو سیکھنے کے بعد اگر کسی نے اس کو غلط استعمال کیا تو وہ ان کا اپنا فعل تھا، اگر کوئی جادو کی وجہ سے کافر یا فاسق ہوا تو وہ فرشتے اس سے بالکل بری الذمہ ہیں۔③

---

① فیتعلمون منهما مایفرقون به بین المرء وزوجه (البقره/١٠٢)

② عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال: قال رسول الله ﷺ اذا فزع احدکم فی نومه فلیقل بسم الله اعوذ بکلمات الله التامات من غضبه وسوء عقابه، ومن شر عباده، ومن شر الشیاطین وان یحضرون فانها لن تضره وکان عبدالله بن عمرو رضی الله تعالیٰ عنه یعلمها ولده من بلغ من ولده ومن لم یبلغ منهم کتبها فی صک ثم علقها فی عنقه (مشکوة المصابیح: ٢١٧/١) ویجوز ان یکتب للمصاب وغیر من المرض شیئا من کتاب الله وذکره بالمداد المباح ویغسل ویسقی کمانص علی ذلک احمد وغیره (فتاوی ابن تیمیه: ٦٤/١٩)، وفی جواز تعلیق التمائم، وفی جواز النفث والمسح، ولکل من الطرفین اخبار وآثار، والجواز هو الارجح، والمسالة بالفقهیات اشبه والله اعلم (شرح المقاصد: ٣٣٤/٣)، مزید تفصیل کیلئے ملاحظه فرمائیں: فتاوی ابن تیمیه: ٦٤/١٩۔٦٥، مرقاة: ٣١٨/٨ تا ٣٢١، فتح الباری: ١٩٥/١٠)

③ وما انزل علی الملکین ببابل هاروت وماروت وما یعلمان من احد حتی یقولا انما نحن فتنة فلا تکفر (البقره: ١٠٢)، فاعلم انه تعالی شرح حالهما فقال وهذان الملکان لا یعلمان السحر الا بعد التعزیر الشدید من العمل به وهو قولهما (انما نحن فتنة) والمراد ههنا بالفتنة المحنة التی بها یتمیز المطیع عن المعاصی (تفسیر کبیر: ٦٣٢/١)

تقلید و اجتہاد

① تقلید کہتے ہیں کہ "ناواقف آدمی کا کسی جاننے والے پر اعتماد کر کے اس کے قول پر عمل کرنا اور دلیل کا مطالبہ نہ کرنا"۔ اس تقلید کا حکم قرآن کریم میں اور بہت سی احادیث میں موجود ہے۔ [1]

② تقلید صرف ان مسائل و احکام میں کی جاتی ہے جن کے بارے میں قرآن و سُنت میں کوئی واضح حکم موجود نہیں ہوتا، یا قرآن و سُنت کا مطلب سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے، یا ان کے ایک سے زائد معنی ہوتے ہیں، یا ان کے معنی میں کوئی اجمال یا ابہام ہوتا ہے، یا قرآن و سُنت یا ان سے نچلے درجے کے دلائل میں تعارض ہوتا ہے، چنانچہ قرآن و سُنت کے وہ احکام و مسائل جو قطعی ہیں یا ان کا حکم واضح ہے کہ ان میں کسی قسم کا کوئی اجمال و ابہام یا تعارض وغیرہ نہیں، ان مسائل میں کسی امام و مجتہد کی کوئی تقلید نہیں ہوتی، مثلاً: نماز، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ کی فرضیت اور زنا، چوری، ڈاکہ، قتل اور شراب نوشی وغیرہ کی حرمت میں کسی امام کی تقلید نہیں کی جاتی، ایسے احکامات کے بارے میں براہ راست قرآن و سُنت پر عمل کیا جاتا ہے کیونکہ یہ قرآن و سُنت کے واضح احکامات ہیں۔ [2]

---

① وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیهم فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (النحل/٤٣)، التقلید اتباع الانسان غیره فیما یقول اویفعل معتقدا للحقیقة من غیر نظر الی الدلیل کان هذا المتبع جعل قول الغیر اوفعله قلادة فی عنقه من غیر مطالبة دلیل (کشاف اصطلاحات الفنون/١١٧٨)

② اذا جاءهم امر من الامن اوالخوف اذاعوابه ولوردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستبطونه منهم (النساء/٨٣)، فقد حوت هذه الایة معانی منها ان فی احکام الحوادث مالیس بمنصوص علیه بل مدلول علیه ومنها ان علی العلماء استنباطه والتوصل الی معرفته برده الی نظائره من المنصوص ومنها ان العامی علیه تقلید العلماء فی احکام الحوادث (احکام القرآن: ٢/٢١٥)، واما الاحکام فضربان احدهما مایعلم بالضرورة من دین الرسول صلی الله علی وسلم کالصلوات الخمس والزکاة وصوم شهر رمضان والحج

③ تقلید صرف اس غرض کے لیے کی جاتی ہے کہ قرآن وسُنت سے جو مختلف المعانی احکام ثابت ہورہے ہیں، ان میں سے کوئی ایک معنی متعین کرنے کے لئے اپنی ذاتی رائے استعمال کرنے کی بجائے سلف میں سے کسی صالح مجتہد کی رائے اور فہم پر اعتماد کیا جائے، ظاہر ہے یہ دوسری صورت انتہائی محتاط اور صواب ہے، کیونکہ ائمہ مجتہدین متقدمین کے پاس جو علم وفہم، تقوی وللّٰہیت، حافظہ وذکاوت، دین ودیانت اور قربِ عہدِ رسالت جیسے اوصاف تھے، بعد کے لوگوں میں اور بالخصوص آج کے لوگوں میں ویسے اوصاف نہیں ہیں، چنانچہ جو اعتماد ائمہ مجتہدین پر کیا جاسکتا ہے، بعد کے لوگوں پر نہیں کیا جاسکتا، اور نہ ہی آدمی اپنے اوپر ویسا اعتماد کرسکتا ہے۔①

④ تقلید سے قرآن وسُنت ہی کی پیروی اور اتباع مقصود ہوتی ہے، تقلید میں مجتہد کی حَیثیّت صرف شارح کی ہوتی ہے کہ مقلد اس کی تشریح وتعبیر پر اعتماد کرتا ہے نہ کہ مجتہد کو بذاتِ خود واجب الاطاعت سمجھ کر اس کی اطاعت کرتا ہے، کیونکہ واجب الاطاعت ذات صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے، رسول ﷺ کی اطاعت بھی اس لیے واجب ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے قول وفعل سے احکام الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے۔②

وتحریم الزنا وشرب الخمر وما اشبه ذلک فهذا لا یجوز التقلید فیه لان الناس کلهم یشترکون فی ادراکه والعلم به فلا معنی للتقلید فیه ،وضرب لا یعلم الا بالنظر والاستدلال کفروع العبادات والمعاملات والمناکحات وغیر ذلک من الاحکام فهذا یسوغ فیه التقلید بدلیل قوله تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

(الفقیه والمتفقه: ۲/ ۱۲۸ تا ۱۳۱ بحواله مجموعه مقالات: ۱/ ۱۲۵)

① فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون(النحل/ ٤٣)، ان من الناس من جوز التقلید للمجتهد لهذه الایة فقال لمایکن احد المجتهدین عالما وجب علیه الرجوع الی المجتهد العالم...فان لم یجب فلا اقل من الجواز(تفسیر کبیر: ۱۹/۱۹)،ولم یختلف العلماء ان العامة علیها تقلید علماءهم وانهم مرادون بقول اللّٰه عزوجل فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔واجمعوا علی ان الاعمی لا بدله من تقلید غیره ممن یثق بمیزه بالقبلة اذا اشکلت علیه کذلک من لا علم له ولا بصر بمعنی مایدین به لا بدله من تقلید عالمه

(جامع بیان العلم وفضله: ۲/ ۲۲۸)

② یاایها الذین آمنوا اطیعوا اللّٰه واطیعوا الرسول واولی الامر منکم(النساء/ ٥٩)

⑤ تقلید صرف مسائل شرعیہ فرعیہ میں ہوتی ہے، چنانچہ جو احکامِ شریعت تواتر و بداہت سے ثابت ہیں، ان میں تقلید نہیں ہوتی، دین کے بنیادی عقائد میں تقلید نہیں ہوتی، قرآن و سُنت کی نصوص قطعی الدلالۃ غیر معارضہ میں بھی تقلید نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔[1]

⑥ ائمہ مجتہدین کو شارع،معصوم اور انبیاء کرام علیہم السّلام کی طرح خطاؤں سے پاک سمجھنا قطعی طور پر غلط ہے،وہ شارع،معصوم اور خطاؤں سے پاک نہیں ہیں، ان کے ہر اجتہاد میں احتمالِ خطاء موجود ہے، لیکن انہیں خطاء پر بھی اجر ملتا ہے اور وہ اجرِ اجتہاد ہے، خطاء نہ ہو تو دو اجر ملتے ہیں، ایک اجر اجتہاد، دوسرا اجرِ صواب۔[2]

⑦ مجتہد کے لیے کسی کی تقلید جائز نہیں، اس پر واجب ہے کہ اپنے اجتہاد پر عمل

ووجہ تخصیص المجتھدین انہ جاءفی الایۃ الثانیۃ ولوردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ففسر اولی الامر باھل الاستنباط وھم المجتھدون(احکام القرآن:۲/۲۵۶)،فکذلک یجب علیک الایمان والتصدیق بصحۃ مااستنبطہ المجتھدون... کلھا مقتبسۃ من شعاع نور الشریعۃ التی ھی الاصل (وایضاح ذلک)ان نور الشریعۃ المطھرۃ ھو النور الوضح ولکن کلما قرب الشخص منہ یجدہ أضوأ من غیرہ وکلما بعد عنہ فی سلسلۃ التقلید یجدہ اقل نورا بالنسبۃ لماھو اقرب من عین الشریعۃ

(الیواقیت والجواھر:۲/۹۴)

① وکلامنا فیمالم یکن فیہ نص عن الشارع امامافیہ نص فلا یدخلہ الاجتھاد ابدا کما اذا نص الشارع علی تحریم شی أووجوبہ أواستحبابہ أوکراھیۃ فلا سبیل لاحد الیمخالفۃ انما ھوالسمع والطاعۃ والتسلیم(الیواقیت والجواھر: ۲/۹۹)،واما الاحکام فضربان احدھما مایعلم بالضرورۃ من دین الرسول ﷺ کالصلوات الخمس....لا یجوز التقلید فیہ لان الناس کلھم یشترکون فی ادراکہ والعلم بہ فلا معنی للتقلید فیہ

(الفقیہ والمتفقہ:۲/۱۲۸تا۱۳٤،بحوالہ مجموعہ مقالات:۱/۱۲۵)

② عن عمرو بن العاص انہ سمع رسول اللہ ﷺ قال اذا حکم الحاکم فاجتھد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتھد ثم اخطاءفلہ اجر(صحیح مسلم: ۲/۷٦)، والمختار ان الحکم معین وعلیہ دلیل ظنی ان وجدہ المجتھد اصاب وان فقدہ اخطاء والمجتھد غیر مکلف باصابتہ کما ذھب بعضھم ممن ذھب الی الاحتمالات الثلاث وذلک لغموضہ وخفائہ،فلذلک کان المخطی معذورا،فلمن اصاب اجران ولمن اخطاءاجر واحد کماورد فی حدیث آخر اذااصبت فلک عشر حسنات وان اخطات فلک حسنۃ(شرح فقہ اکبر/۱۳۳)

کرے۔ ①

⑧ عوام کے لیے تقلید ضروری اور واجب ہے، کیونکہ ان میں اتنی استعداد و صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ براہ راست قرآن و سُنت کو سمجھ سکیں، متعارض دلائل میں تطبیق یا ترجیح کا فیصلہ کر سکیں، لہٰذا ان پر لازم ہے کہ کسی مجتہد کا دامن پکڑیں، اور اس کے بیان کردہ مسائل واحکام پر عمل کریں۔ ②

⑨ عہد صحابہؓ و تابعینؒ میں تقلید مطلق و تقلید شخصی دونوں پر عمل رہا ہے اور دونوں کی بکثرت مثالیں موجود ہیں، اس وقت تقلید کی یہ دونوں قسمیں جائز تھیں، لیکن اب تقلید مطلق جائز نہیں بلکہ تقلید شخصی ہی واجب ہے، یعنی کسی ایک متعین مجتہد ہی کی تقلید کرنا، اس لیے کہ اب اگر تقلید مطلق کو جائز قرار دیا جائے تو چونکہ تقوی و خدا خوفی کا وہ معیار باقی نہیں رہا جو پہلے زمانوں میں تھا، لوگ بجائے شریعت پر عمل کرنے کے اپنی خواہشات پر عمل کریں گے، جس مسئلہ میں جس امام کے قول میں آسانی دیکھیں گے، اسی کو اختیار کر لیں گے، اس میں خواہشات کی اتباع ہوگی شریعت کی پیروی اور اتباع نہیں ہوگی۔ جبکہ تقلید سے مقصود شریعت کی اتباع ہے۔ ③

---

① منع الائمة عن التقليد انما هو فى حق القادر على اخذ الاحكام عن الادلة (فتاوى ابن تيميه: ٢/ ٢٠٢)

② وضرب لا يعلم الا بالنظر والاستدلال كفروع العبادات والمعاملات والمناكحات وغير ذلك من الاحكام فهذا يسوغ فيه التقليد بدليل قول الله تعالى فاسئلو اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (الفقيه والمتفقه: ٢/ ١٢٨ بحواله مجموعه مقالات: ١/ ١٢٥)، ان العامى يجب عليه تقليد العلماء فى احكام الحوادث (تفسير كبير: ٣/ ٢٧٢)

③ كان التقليد موجودا فى عهد الصحابه والتابعين.... كانوا يعملون بالتقليد للمطلق من غير التزام لمذهب امام معين وكان التقليد الشخصى فيهم نادرا ولكن لما تغير الزمان وكثرت الاهواء وفسدت الافكار اختار العلماء الخير المجتهدين ان يلتزموا مذهب امام معين لا لانه كان حكما شرعيا بل لكف الناس عن اتباع الهوى فان الرجل العامى اذا حصلت له الحرية لصار الدين لعبة فى ايدى المتلعبين .... وهذا مما لا يبيحه احد فكان حكم التقليد الشخصى سدا للذريعة لا تشريعا عالم يثبت من الصحابة والتابعين۔ (اصول الافتاء/ ١٤)، وبعد المائتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم وقل من كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب فى ذلك الزمان (الانصاف/ ٥٢)، فى وقت يقلدون من يفسد النكاح وفى وقت يقلدون من يصححه

(۱۰) ائمہ مجتہدین بہت سے گذرے ہیں مگر تقلید صرف چار اماموں' امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے، اس لیے کہ انہی ائمہ اربعہؒ کے فقہی مذاہب مدون شکل میں محفوظ ہیں، اور باقی اماموں کے فقہی مذاہب نہ تو اس طرح مدون شکل میں محفوظ ہیں اور نہ ہی ان مذاہب کے علماء پائے جاتے ہیں کہ بوقت ضرورت ان کی طرف مراجعت کی جائے لہٰذا ائمہ اربعہؒ میں سے ہی کسی ایک امام کی تقلید واجب ہوگی۔ (۱)

(۱۱) برصغیر پاک وہند اور بنگلہ دیش میں چونکہ صرف فقہ حنفی ہی کے علماء پائے جاتے ہیں، لہٰذا ان ملکوں میں رہنے والوں پر فقہ حنفی کی تقلید لازم ہے۔ (۲)

(۱۲) ائمہ مجتہدین کو برا بھلا کہنا، اس تقلید شرعی کو شرکیہ تقلید کہنا، اور استعداد و صلاحیت اجتہاد نہ ہونے کے باوجود براہ راست قرآن وحدیث پر غلط سلط عمل کرنا، ایسے امور ہیں جن کی وجہ سے آدمی اہل السنّۃ والجماعۃ سے خارج ہو جاتا ہے اور اہل بدعت وہویٰ میں داخل ہو جاتا ہے۔ (۳)

بحسب الغرض والهوى ومثل هذا لا يجوز (فتاوى ابن تيميه: ٢/٢٤٠)

(۱) وثانيا قال رسول الله ﷺ اتبعو السواد الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذا لاربعة كان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم (عقد الجيد مع سلك مرواريد/٣٣)، ان هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامة اومن يعتد به منها على جواز تقليدها الى يومنا هذا وفى ذلك من المصالح مالا يخفى لا سيما فى هذه الايام التى قصرت عنها الهمم جدا واشربت النفوس الهوى واعجب كل ذى راى برايه (حجة الله البالغه: ١/١٥٤)، على هذا ماذكر بعض المتاخرين منع تقليد غير الاربعة لانضباط مذاهبهم وتقييد مسائلهم وتخصيص عمومها ولم يدو مثله فى غيرهم الان لانقراض اتباعهم وهو صحيح (التحرير فى اصول الفقه/٥٥٢)

(۲) فان كان انسان جاهلا فى بلاد الهند...وجب عليه ان يقلد بمذهب ابى حنيفة و يحرم عليه الخروج من مذهبه۔ (انصاف/٧٠)

(۳) فان اهل السنة والجماعة قد افترق بعد القرن الثلثة اوالاربعة على اربعة المذاهب ولم يبق فى فروع المسائل سوى هذه المذاهب الاربعة فقد انعقد الاجماع المركب على بطلان قول من يخالف كلهم وقد قال الله تعالى ومن يتبع غير سبيل المومنين نوله ماتولى ونصله جهنم (تفسير مظهرى: ٢/٦٤)، فعليكم يا معشر المومنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله فى موافقتهم وخزلانه وسخطه ومقته فى مخالفته وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فى المذاهب الاربعة هم الحنفيون والمالكون

⑬ اجتہاد

اجتہاد اس خاص قوت استنباط کا نام ہے، جس کے ذریعہ آدمی قرآن وحدیث کے خفیہ و دقیق احکام و معانی اور اسرار و علل کو انشراحِ صدر کیساتھ حاصل کر لیتا ہے کہ عام لوگوں کی یہاں تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ ①

⑭ امور قطعیہ واجماعیہ میں اجتہاد نہیں ہوتا، اور ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد پر حجت نہیں ہوتا۔ ②

⑮ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں، نئے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد ہو سکتا ہے، اجتہاد کیلئے اہل اجتہاد ہونا اوران تمام شرائط کا پایا جانا جو ایک مجتہد کے لیے ضروری ہیں، شرط ہے، مزید برآں اجتہاد میں انفرادیت کی بجائے اجتماعیت کی راہ اختیار کرنی چاہیے یعنی تمام اہل اجتہاد مل کر نئے پیش آمدہ مسائل کا حل نکالیں۔ ③

والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجامن هذه المذاهب الاربعة في ذلك الزمان فهومن اهل البدعة والنار (طحطاوى على الدر المختار: ١٥٣/٤)

① واذا جاءهم امر من الامن اوالخوف اذا عوابه ولوردوه الى الرسول والى اولي الامر منهم لعلمه الذين يستبطونه منهم (النساء/٨٣)،وفي هذه الاية دلالة على وجوب القول بالقياس واجتهادالراى فى الحكام الحوادث (احكام القرآن : ٢٦٢/٢)،اما شرطه فانه يحوى علم الكتاب بمعانيه وعلم السنة بطرقها ومتونها ووجوه معانيهاوان يعرف وجوه القياس (كنز الوصول الى معرفة الاصول/٢٧٨ بحواله الكلام المفيد/٦٥)

② والا حكام على ضربين عقلي و شرعي -فالعقلي فلا يجوز فيه التقليد كمعرفة الصانع وصفاته (الفقيه والمتفقه: ١٢٨/٢ بحواله مجموعه مقالات: ١٢٥/١)، وكلامنا فيما لم يكن فيه نص عن الشارع امامافيه نص فلا يدخله الاجتهاد ابدا كمااذا نص الشارع على تحريم شئي اووجوبه اواستحبابه اوكراهيته.فلا سبيل لاحدالى مخالفته(اليواقيت الجواهر: ٩٩/٢)،منع الائمة عن التقليد انما هو في حق القادر على اخذ الاحكام عن الادلة (فتاوى ابن تيميه: ٢٣٠/٢)

③ قال النبى ﷺ ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذالشاذة والقاصية والناحية واياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامة (مشكوة المصابيح: ٣٢/١)، ان الامة اجتمعت على ان يعتمدوا على السلف فى معرفة الشريعة فالتابعون اعتمدوا فى ذلك على الصحابة وتبع التابعين اعتمدوا على التابعين وهكذا فى كل طبقة اعتمدوا العلماء على من قبلهم والعقل يدل على حسن ذلك لان الشريعة لا يعرف الا بالنقل والاستنباط والنقل لا يستقيم الا بان ياخذ كل طبقة عمل قبلها بالاتصال (عقدالجيد/٣٦)، اما شرطه فان يحوى علم

⑯ آج کل اجتہاد کے نام پر اباحیت اور تحریف دین کو عام کیا جارہا ہے۔اس قسم کی اباحیت قطعاً ناجائز ہے اور اسے ہر گز ہر گز اجتہاد کا نام نہیں دیا جاسکتا۔①

① قدوقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للاربع وکذالا یجوز الاتباع لمن حدث مجتهدا مخالفالهم (تفسیرات احمدیه/۳٤٦)

تصوف وتزکیہ

① باطن کی صفائی اور باطنی گندگیوں اور کدورتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کا نام تصوف ہے' اسی کو تزکیۂ نفس بھی کہا جاتا ہے۔[1]

② کامل مسلمان بننے کیلئے جس طرح عقائد اور اعمال ظاہرہ کی اصلاح ضروری ہے' اسی طرح اعمال باطنہ کی اصلاح یعنی تزکیۂ نفس بھی ضروری ہے۔[2]

③ تصوف کے بہت سے مسلک اور طریقے ہیں، ان میں چار طریقے مشہور اور مقبول ہیں۔ طریقہ نقشبندیہ، طریقہ چشتیہ، طریقہ قادریہ اور طریقہ سہروردیہ۔ ان سب طریق کا مقصد اپنے شیخ ومرشد کے ذریعے رضائے الٰہی اور قرب خداوندی کا حصول ہے۔[3]

④ مقصد تصوف یعنی رضائے الٰہی اور قرب خداوندی کسی طریقہ میں آسانی اور جلدی سے حاصل ہو جاتا ہے اور کسی طریقہ میں ریاضت ومجاہدہ درکار ہوتا ہے' روحانیت کے ارتقاء میں اگرچہ ان طرق کے افکار ونظریات اور اصول ایک دوسرے سے مختلف ہیں،

---

① علم التصوف: ویقال له علم الحقیقة ایضا وھو علم الطریقة ایضا ای تزکیه النفس عن الاخلاق الردیة وتصفیة القلب عن الاغراض الدینة (کشف الظنون: ۱/۴۱۳)

② قد افلح من تزکی (الاعلی/۱٤)، وذروا ظاهر الاثم وباطنه (الانعام/۱۲۰) ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحمکة (آل عمران/۱٦٤)، الطریقة سلوک طریق الشریعة والشریعة اعمال شریعة معدودة وهما والحقیقة متلازمة لان الطریق الی الله ظاهر وباطن وظاهر الطریقة والشریعة وباطنها الحقیقة فبطون الحقیقة فی الشریعة کبطون الذبد فی لبنه لا یظفر بذبد بدون مخفه والمراد من الثلثه اقامة العبودیة علی الوجد المراد من العبد۔ (ردالمحتار: ۱/٤۲)

③ قال العلامة الشکارپوری علیه الرحمة: ان الطرق الی الله کثیره کالشاذلیة والسهروریة والقادریة الی غیر ذلک (قطب الارشاد/٥٤٤)، مرجع الطریق کلها الی تحصیل هیئة نفسانیة تسمی عندهم بالنسبة لانها انتساب وارتباط بالله عزوجل بالسکینة وبالنور وحقیقتها کیفیة حالة فی نفس الناطقة من باب التشبیة بالملائکة اوالتطلع الی الجبروت (شفاء العلیل/۱۱۳) مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: شفاء العلیل ترجمه قول الجمیل/٤۰، همعات/۱٥)

مگر سب کا مطلوب و مقصود ایک ہی ہے اور وہ ہے باطن کا تزکیہ اور حق تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضاء حاصل کرنا۔ ①

⑤ تصوف کے طرق اربعہ کا سلسلہ اپنے شیخ و مرشد سے شروع ہوتا ہے اور امت کی پاکیزہ اور نورانی ہستیوں سے ہوتا ہوا جناب نبی کریم ﷺ تک جا پہنچتا ہے ان طرق کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ کون سا طریقہ کامل، سہل اور حصول مقصد میں قریب تر ہے، ہر کسی کا کام نہیں، وہی یہ فیصلہ کر سکتا ہے جسے ان تمام طرق پر کامل عبور ہو اور جس نے ہر طریقہ کے نشیب و فراز، درجات و مقامات اور معارف و اسرار کا مشاہدہ کیا ہو اور اسے بصیرت و فراست سے بھی نوازا گیا ہو۔ ②

⑥ تصوف جس کا دوسرا نام تزکیہ نفس ہے کا حکم قرآن کریم میں دیا گیا ہے اور اسے مقاصد نبوت میں سے ایک اہم ترین مقصد بتلایا گیا ہے، لہٰذا اس کا انکار کرنا یا اس کو بدعت قرار دینا سراسر غلط اور گمراہی ہے۔ ③

---

① فقدبان لک ان سائر آئمة الصوفية على هدى من ربهم كالآئمة المجتهدين وانه لا ينبغى لاحد ان ينكر عليهم كلامهم (اليواقيت و الجواهر : ٢/٩٣)، ولا نظن ان النسبة لا تحصل الا بهذه الا شغال بل هذه طرق لتحصيلها من غير حصر فيما وغالب الراى عندى ان الصحابة رضي الله عنهم والتابعين كانوا يحصلون السكينة بطرق اخرى فمنها المواظبة على الصلوات والتسبيحات فى الخلوة مع المحافظة على شريطة الخشوع والحضور (شفاءالعليل/ ١١٥)

② ومعظم مادعت الى اقامته الرسل امورثلثة تصحيح العقائد فى المبداءوالمعاد....وتصحيح العمل وتصحيح الاخلاص والا حسان ....والذى نفسى بيده هذا الثالث ادق المقاصد الشرعية ماخذواعمقها محتدابالنسبة الى سائر الشرائع وبمنزلة الروح من الجسدوبمنزلة المعنى من اللفظ وتكفل بها الصوفية رضوان الله عليهم فاهتدوا وهدوا واستسقوا وسقوا وفازوا بالسعادة القصوى وحاذو السهم الاعلى (تفهيمات الهيه: ١/ ١٣)، وهذا المعنى هوالمتوارث عن رسول الله ﷺ من طريق مشائخنا لا شک فى ذلک واختلف الالوان واختلفت طرق تحصيلها (القول الجميل/ ١٣)

③ ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحمكة (آل عمران/ ١٦٤)، قد افلح من زكها وقد خاب من دسّها (الشمس/ ٩)، ومن تزكى فانما يتزكى لنفسه والى الله المصير (فاطر/ ١٨)، قد افلح من تزكى (الاعلى/ ١٤)، قال العلامة ملا على قارى رحمه الله عن امام مالک: من تفقهه ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه

⑦ طرق اربعہ میں سے ہر طریق کے مشائخ ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں اور اب بھی ہیں، لہٰذا جس طریق کے معارف سے مناسبت ہو اُسے اختیار کرنا چاہیے۔ اور اس طریق کے کسی شیخ کامل سے بیعت ہونا چاہیے۔ اس بیعت کو بَیعتِ طریقت کہتے ہیں احادیث سے یہ بیعت ثابت ہے، لہٰذا اس بَیعت سے روگردانی کرنا، اس کو بدعت کہنا یا اس بیعت کا انکار کرنا غلط ہے۔ ①

⑧ بَیعت کے لیے ایسی شخصیت کا انتخاب کرنا چاہیے جو صحیح معنی میں ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست ہو، متبع سُنت اور جامع الشریعت والطریقت ہو، تاکہ مقصد بَیعت حاصل ہوسکے، اس کے برخلاف تصوف وطریقت سے بالکل ناآشنا بدعتی قسم کے، نام کے ولی جو مختلف قسم کی بدعتوں کے مرتکب ہوں، فرائض وواجبات کی پرواہ نہ کرتے ہوں، تارکِ سُنت ہوں، ان کو ولی اللہ سمجھنا یا ان سے بَیعت ہونا قطعاً جائز نہیں۔ ②

فقد تذندق ومن جمع بينهما فقد تحقق (مرقاة: ۵۲۶/۱)، وازانها فرض عين ولا يمكن الا بمعرفة حدودها واسبابها وعلاماتها ... فان من لا يعرف الشر يقع فيه (ردالمحتار: ۳۰/۱)، وتصحيح الاخلاص والاحسان الذين هما اصلا الدين الحنيفى الذى ارتضاه الله لعباده قال الله تبارك وتعالى وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين ... انهم كانوا قبل ذلك محسنين (تفهيمات الهيه: ۱۲/۱)

① يا ايها النبى اذا جاءك المومنات يبايعنك على ان لا يشركن بالله شيئا ولا يسرقن ولا يزنين ولا يقتلن اولادهن ولا ياتين ببهتان يفترينه بين ايديهن وارجلهن ولا يعصينك فى معروف فبايعهن (الممتحنه/۱۲)، عن جرير رضى الله عنه قال: بايعت رسول الله ﷺ على اقام الصلوة۔ وايتاء الزكوة، والنصح لكل مسلم (صحيح مسلم: ۵۵/۱)، عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه قال كنا مع رسول الله ﷺ فى مجلس فقال تبايعونى على ان لا تشركوا بالله شيئا ولا تزنوا، لا تسرقوا (صحيح مسلم: ۷۳/۲)، عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه: انى من النقباء الذين بايعو رسول الله ﷺ وقال: بايعنا على ان لا نشرك بالله شيئا، ولا نزنى ولا نسرق ولا نقتل النفس التى حرم الله الا بالحق (صحيح مسلم: ۷۳/۲)، واما انتساب الطائفة الى شيخ معين فلا ريب ان الناس يحتاجون من يتلقون عنه الايمان والقرآن كما تلقى الصحابة ذلك عن النبى ﷺ وتلقاه عنهم التابعون وبذلك يحصل اتباع السابقين الاولين باحسان فكما ان المرء له من يعلمه القرآن ونحوه فكذلك له من يعلمه الدين الباطن والظاهر (فتاوى ابن تيميه: ۵۱۰/۱۱)

② وعباد الرحمن الذين يمشون على الارض هونا ... اولئك يجزون الغرفة بما صبروا ويلقون فيها تحية

⑨ بَیعت سے مقصود شیخ کامل کی اتباع کر کے اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے، لہذا صرف بَیعت پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیے کہ میں فلاں شیخ سے بَیعت ہو گیا ہوں، بلکہ مقصد بَیعت حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ اور شیخ کی رہنمائی میں ہر وقت اپنے ظاہر وباطن کی اصلاح میں لگے رہنا چاہیے۔ ①

وسلما(الفرقان /٦٣ تا ٧٥)،قال جنید البغدادی رحمة اللّٰه علیه :مذهبنا هذا مقید بالکتاب والسنة فمن لم یقرا القرآن ولم یکتب الحدیث لا یقتدی به فی مذهبنا وطریقتنا(البدایه : ١١٣/١١)،الولی هو العارف بالله تعالی وصفاته بحسب مایمکن...المواظب ...ای الملازم علی الطاعات حتی قیل ان الولی الکامل لا یترک المندوب المجتنب عن المعاصی حتی انه یخرج بالکبیرة واصرار الصغیر عن الولایة المعرض عن الانهماک ای الاستغراق فی اللذات والشهوات (نبراس / ٢٩٥)،وکان جنید بغدادی رحمه الله یقول ایضا اذا رائیتم شخصا متربعا فی الهواءفلا تلتفتوا الیه الا ان رایتموه مقیدا بالکتاب والسنة(الیواقیت والجواهر: ٩٣/٢)، یستحب عندنا اذا فرغ الانسان من تصحیح العقائد وتحصیل المسائل الضروریة من الشرع ان یبایع شیخا راسخ القدم فی الشریعة زاهدا فی الدنیا راغبا فی الآخرة قد قطع عقبات النفس وتمرن فی المنجیات وتبتل عن المهلکات کاملا مکملا ویضع یده فی یده(المهند علی المفند/٢٠)

① فان اهتدی الطالب بعنایة الحق....جل سلطانه الی مثل هذا الشیخ الکامل المکمل ووصل الیه ینبغی ان یغتنم وجوده وان یفوض نفسه الیه بالتمام وان یعتقد سعادته فی مرضیاته وشقاوته فی خلاف مرضیاته وبالجملة ینبغی ان یجعل هواه تابعا لرضاه...اعلم ان رعایة آداب الصحبة ومراعاة شرائطها من ضروریات هذا الطریق حتی یکون طریق الافادة والاستفادة مفتوحا وبدونها لا نتیجه للصحبة ولا ثمرة للمجالسة

(المکتوبات الربانیه: ١٨٩/٢۔ المکتوب الثانی والتسعون والمائتان)

فرقِ باطلہ

① قادیانی ولاہوری

حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا، آپ ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ مُرتد اور زندیق ہے۔①

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا، ۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبی ہونے کا اور بالآخر ۱۹۰۱ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔②

مرزا اپنے ان جھوٹے دعووں کی بناء پر کافرو مرتد اور زندیق ٹھہرا، اور اس کو نبی ماننے والے بھی کافرو مُرتد اور زندیق ٹھہرے۔③

مرزا کو ماننے والے دو۲ طرح کے لوگ ہیں:

۱۔ قادیانی　　۲۔ لاہوری

قادیانی مرزا کو اس کے تمام دعووں میں سچا مانتے ہیں لہٰذا جو لوگ اسلام سے برگشتہ ہو کر قادیانی ہوئے وہ مُرتد کہلائیں گے اور جو پیدائشی قادیانی ہیں وہ زندیق کہلائیں گے۔④

لاہوریوں اور قادیانیوں کا اصل جھگڑا حکیم نور الدین کے بعد "مسئلہ خلافت" پر ہوا، قادیانی خاندان نے مرزا محمود کو خلافت سونپ کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی' جبکہ لاہوری گروپ محمد علی لاہوری کی خلافت کا خواہاں تھا' ورنہ دونوں گروپ مرزا کو اپنے دعووں میں سچا مانتے ہیں۔

---

① الاحزاب/۴۰، روح البیان: ۷/۱۸۸، تفسیر ابن کثیر: ۳/۳۹۴

② آئینہ قادیانیت: ۲۱۲

③ الشفاء للقاضی عیاض: ۲/۲۴۶-۲۴۷، المجموع شرح المهذب: ۱۹/۲۳۳

④ منهاج السنة: ۲/۲۳۰

اگر لاہوری کہیں کہ ہم قادیانی کو نبی نہیں مانتے 'اول تو یہ بات خلاف حقیقت اور غلط ہے 'اور اگر تسلیم بھی کرلی جائے تو وہ اس کو مجدد 'مہدی اور مامور مِن اللہ وغیرہ ضرور مانتے ہیں، اور جھوٹے مدعیٔ نبوت کو صرف مُسلمان سمجھنے سے آدمی کافر و مُرتد ہو جاتا ہے، لہٰذا قادیانی جماعت کے دونوں گروہ قادیانی اور لاہوری کافر و مُرتد ہیں۔ ①

② بہائی

بہائی فرقہ مرزا محمد علی شیرازی کی طرف منسوب ہے، محمد علی ۱۸۲۰ء میں ایران میں پیدا ہوا، اثنا عشری فرقے سے تعلق رکھتا تھا، اسی نے اسماعیلی مذہب کی بنیاد ڈالی۔ محمد علی نے بہت سے دعوے کیے، ایک دعوی یہ کیا کہ وہ امام منتظر کے لیے "باب" یعنی دروازہ ہے، اسی واسطے اس فرقے کو " فرقہ بابیہ " بھی کہا جاتا ہے، بہائیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ایک وزیر "بہاء اللہ" کا سلسلہ آگے چلا، دوسرے وزیر "صبح الاول" کا سلسلہ نہ چل سکا۔

محمد علی کے دعووں میں سے ایک دعوی یہ تھا کہ وہ خود مہدی منتظر ہے، اس بات کا بھی مدعی تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر حلول کئے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی مخلوق کے لیے ظاہر کیا ہے۔ وہ قرب قیامت میں نزول عیسی علیہ السّلام کی طرح ظہور موسیٰ علیہ السّلام کا بھی قائل تھا، دنیا میں اس کے علاوہ کوئی بھی نزول موسیٰ علیہ السّلام کا قائل نہیں ہے۔ وہ اپنے بارے میں اس بات کا بھی مدعی تھا کہ وہ "اولو العزم من الرسل" کا مثل حقیقی ہے، یعنی حضرت نوحؑ کے زمانے میں وہی نوح تھا، موسیٰ کے زمانے میں وہی موسیٰ تھا اور عیسی علیہ السّلام کے زمانے میں وہی عیسی علیہ السّلام تھا اور حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں وہی محمد تھا۔ (معاذ اللہ)

اس کا ایک دعوی یہ تھا کہ اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں کوئی فرق نہیں ہے، وہ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا بھی منکر تھا، اس نے "البیان" نامی ایک کتاب لکھی جس

---

① اکفار الملحدین / ۱۴

کے بارے میں اس کا کہنا تھا کہ یہ کتاب قرآن کریم کا متبادل ہے، ایک دوسری کتاب "الاقدس" لکھی جس کے بارے میں اس کا دعوی تھا کہ یہ کتاب میری طرف بھیجی جانے والی وحی الٰہی پر مشتمل ہے، اس نے تمام محرمات شرعیہ کو جائز قرار دیا اور کتاب و سُنت سے ثابت اکثر احکام شرعیہ کا انکار کیا، اسلام کے بر خلاف ایک جدید اسلام پیش کرنے کا دعوی کیا، انہی تمام باطل دعوؤں پر اس کا خاتمہ ہوا، اس کے بعد اس کا بیٹا، عباس المعروف عبد البھاء اس کا خلیفہ مقرر ہوا۔

یہ فرقہ بھی اپنے باطل اور کفریہ نظریات کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ①

③ اسماعیلی و آغاخانی

اسماعیلی مذہب، اسلام کے بر خلاف واضح کفریہ عقائد اور قرآن و سُنت کے منافی اعمال پر مشتمل مذہب ہے۔

اس مذہب کے بانی پیر صدر الدین ۷۰۰ھ میں ایران کے ایک گاؤں "سبزوار" میں پیدا ہوئے، خراسان سے ہندوستان آئے، سندھ، پنجاب اور کشمیر کے دورے کیے اور نئے مذہب کی بنیاد ڈالنے کے حوالے سے ان دوروں میں بڑے بڑے تجربات حاصل کیے، چنانچہ سندھ کے ایک گاؤں "کوہاڈا" کو اپنا مرکز و مسکن قرار دیا، ایک سو اٹھارہ سال کی طویل عمر پا کر پنجاب، بہاولپور کے ایک گاؤں "اوچ" میں اس کا انتقال ہوا، اس نے اسماعیلی مذہب کا کھوج لگا کر اسماعیلیوں کو یہ مذہب دیا۔ ②

اسماعیلی مذہب کا کلمہ یہ ہے:

"اشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھدانّ محمدا رسول اللّٰہ واشھدان امیر المومنین علی اللّٰہ" ③

اسماعیلی مذہب کے عقیدہ امامت کے متعلق عجیب و غریب نظریات ہیں، ان کے نظریہ میں "امام زمان" ہی سب کچھ ہے، وہی خدا ہے، وہی قرآن ہے، وہی خانہ کعبہ ہے، وہی

---

① شرح فقہ اکبر/۸۶، عقیدۃ السلف/۱۰۷ تا ۱۰۹، بحوالہ عقیدہ حنفیہ/۴۵

② تاریخ اسماعیلیہ/۵۳-۵۴

③ اسماعیلی تعلیمات کتاب نمبر ۱-۱۹۶۸ء

بیت المعمور (فرشتوں کا کعبہ) ہے، وہی جنّت ہے، قرآن کریم میں جہاں کہیں لفظ "اللہ" آیا ہے اس سے مراد بھی امام زمان ہی ہے۔ ①

اسماعیلی ختم نبوت کے منکر ہیں، چنانچہ ان کے مذہب کے مطابق آدم علیہ السَّلام عالم دین کے اتوار ہیں، نوح علیہ السَّلام سوموار ہیں، ابراہیم علیہ السَّلام منگل ہیں، موسیٰ علیہ السَّلام بدھ ہیں، عیسیٰ علیہ السَّلام جمعرات ہیں اور حضرت محمد ﷺ عالم دین کے روز جمعہ ہیں اور سنیچر یعنی ہفتہ کے آنے کا انتظار ہے، اور وہ قائم القیامۃ ہیں، ان کے زمانہ میں اعمال نہیں ہوں گے بلکہ اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ ②

اسماعیلی مذہب میں قرآن کریم اور قیامت کا انکار کیا گیا ہے، قرآن، امام زمان کو قرار دیا گیا ہے اور ان کے ساتویں حضرت قائم القیامۃ کے زمانہ سنیچر کو قیامت قرار دیا گیا ہے۔ ③

اسماعیلی مذہب کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

① دعا کے لئے ہمیشہ جماعت خانہ میں حاضر ہونا اور وہیں دعا پڑھنا۔
② آنکھ کی نظر پاک ہونا۔
③ سچ بولنا۔
④ سچائی سے چلنا۔
⑤ نیک اعمال۔ ④

اسماعیلی مذہب میں نماز نہیں ہے، اس کی جگہ دعا ہے، روزہ فرض نہیں، زکوۃ نہیں اس کے بدلے مال کا دسواں حصہ بطور دسوند امام زمان کو دینا لازم ہے، حج نہیں ہے، اس کے بدلے میں امام زمان کا دیدار ہے، یا اسماعیلیوں کا حج پہلے ایران میں ہوتا تھا اب بمبئی بھی حج کرنے جاتے ہیں۔ ⑤

---

① وجہ دین / ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۵۰ .... علم کے موتی / ۱، ۱۲، ۱۳، ۲۹، ۴۳
② وجہ دین / ۶۶، ۶۷
③ فرمان نمبر ۱۴ از فرامین سلطان محمد شاہ بمبئی واڑی، وجہ دین / ۶۶، ۶۷
④ فرمان نمبر ۸۳ زنجبار / ۱۳، ۹۔ ۱۸۹۹ء
⑤ تاریخ اسماعیلیہ / ۵۵، فرمان نمبر ۱۱ کچھ ناگپور، ۱۵۔ ۱۱۔ ۱۹۰۳ء و فرمان نمبر ۸۳ زنجبار، ۱۳۔ ۹۔ ۱۸۹۹ء

اسماعیلی مذہب کی کُفریات کی بناء پر ان کو مُسلمان سمجھنا یا ان کے ساتھ مُسلمانوں جیسا معاملہ کرنا جائز نہیں۔[1]

④ ذکری فرقہ:

ذکری فرقے کی بنیاد دسویں صدی ہجری میں بلوچستان کے علاقہ "تربت" میں رکھی گئی، مُلا محمد اٹکی نے اس کی بنیاد رکھی جو ۹۷۷ھ میں پیدا ہوا اور ۱۰۲۹ھ میں وفات پا گیا، ملا محمد اٹکی نے پہلے مہدی ہونے کا دعوی کیا پھر نبوت کا دعوی کیا، آخر میں خاتم الانبیاء ہونے کا دعوی کر دیا۔

ذکری فرقے کا بانی مُلا محمد اٹکی، سید محمد جونپوری کے مریدوں میں سے تھا، اس کی وفات کے بعد اس نے ذکری فرقے کی بنیاد رکھی، سید محمد جونپوری ۸۴۷ھ میں جونپور صوبہ اودھ میں پیدا ہوا، اس نے مہدی ہونے کا دعوی کیا، اس کے پیروکاروں کو "فرقہ مہدویہ" کا نام دیا جاتا ہے، اس فرقے کے بہت سے کُفریہ عقائد ہیں، مثلاً سید محمد جونپوری کو مہدی ماننا فرض ہے، اس کا انکار کُفر ہے، محمد جونپوری کے تمام ساتھی، آنحضرت ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء کرام علیہم السّلام سے افضل ہیں، احادیث نبوی کی تصدیق محمد جونپوری سے ضروری ہے، وغیرہ وغیرہ....

سید محمد جونپوری نے افغانستان میں "فراہ" کے مقام پر وفات پائی، جونپوری کے فرقہ سے ذکری فرقہ نکلا ہے، ان دونوں فرقوں کے مابین بعض عقائد میں مماثلت پائی جاتی ہے اور بعض عقائد کا آپس میں فرق ہے۔ مثلاً مہدویہ کے نزدیک سید محمد جونپوری مہدی ہے اور ذکریہ کے نزدیک نبی آخر الزمان ہے، مہدویہ کے نزدیک سید محمد جونپوری "فراہ" میں وفات پا گیا اور ذکریہ کے نزدیک وہ نور ہے مرا نہیں ہے، مہدویہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور ذکریہ کے نزدیک آپ ﷺ، نبی ہیں، خاتم الانبیاء نہیں۔ مہدویہ کے نزدیک قرآن کریم آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا اور آپ ﷺ کی بیان کردہ تعبیر و تفسیر معتبر ہے، اور ذکریہ کے نزدیک قرآن سید محمد جونپوری پر نازل

---

[1] امداد الفتاوی: ۶/ ۱۱۴، فتاوی حقانیہ: ۱/ ۳۸۵

ہوا ہے، حضور ﷺ درمیان میں واسطہ ہیں، اس کی وہی تعبیر و تفسیر معتبر ہے جو سید محمد جونپوری سے بروایت ملا محمد اٹکی منقول ہے، مہدویہ کے نزدیک قرآن کریم میں مذکور لفظ "محمد" سے نبی کریم ﷺ مراد ہیں اور ذکریہ کے نزدیک اس سے مراد سید محمد جونپوری ہے، مہدویہ ارکان اسلام نماز، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ کی فرضیت کے قائل ہیں اور ذکریہ ان تمام کو منسوخ مانتے ہیں، ذکریہ نے حج کے لئے کوہ مراد کو متعین کیا، "برکہور" ایک درخت کو جو تربت سے مغرب کی جانب ہے، "مہبط الہام" قرار دیا، تربت سے جنوب کی جانب ایک میدان "گل ڈن" کو عرفات کا نام دیا، تربت کی ایک کاریز "کاریز ہزئی" کو زم زم کا نام دیا، یہ کاریز اب خشک ہو چکی ہے، جبکہ مہدویہ ان تمام اصطلاحات سے بے خبر ہیں۔

"ذکری فرقہ" وجود میں آنے کا سبب دراصل یہ بنا کہ سید محمد جونپوری کی وفات کے بعد اس کے مریدین تتر بتر ہو گئے، بعض نے واپس ہندوستان کا رخ کیا اور بعض دیگر علاقوں میں بکھر گئے، انہی مریدوں میں سے ایک ملا محمد اٹکی "سرباز" ایرانی بلوچستان کے علاقہ میں جا نکلا، ان علاقوں میں اس وقت ایران کے ایک فرقہ باطنیہ جو فرقہ اسماعیلیہ کی شاخ ہے، آباد تھی، یہ لوگ سید کہلاتے تھے، ملا محمد اٹکی نے اس فرقہ کے پیشواؤں سے بات چیت کی، مہدویہ اور باطنیہ عقائد کا آپس میں جب ملاپ ہوا تو اس کے نتیجے میں ایک تیسرے فرقہ "ذکری" نے جنم لیا، ملا محمد اٹکی اپنے آپ کو مہدی آخر الزمان کا جانشین کہتا تھا۔

اس فرقہ کا کلمہ ہے۔

"لا الٰہ الا اللّٰہ نور پاک محمد مہدی رسول اللّٰہ"

قرآن وسنت کے بر خلاف عقائد و اعمال پر اس فرقہ کی بنیاد ہے، چنانچہ یہ فرقہ عقیدہ ختم نبوت کا منکر ہے، ان کے مذہب میں نماز، روزہ، حج اور زکوۃ جیسے ارکان اسلام منسوخ ہیں، نماز کی جگہ مخصوص اوقات میں اپنا خود ساختہ ذکر کرتے ہیں، اسی وجہ سے ذکری کہلاتے ہیں، ان کے علاقے میں مسلمانوں کو نمازی کہا جاتا ہے کہ یہ ذکر کرتے ہیں اور

مُسلمان نماز پڑھتے ہیں، رمضان المبارک کے روزوں کی جگہ یہ ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے روزے رکھتے ہیں، حج بیت اللہ کی جگہ ستائیس رمضان المبارک کو "کوہ مراد" تربت میں جمع ہو کر مخصوص قسم کے اعمال کرتے ہیں جس کو حج کا نام دیتے ہیں، زکوۃ کے بدلے اپنے مذہبی پیشواؤں کو آمدنی کا دسواں حصہ دیتے ہیں۔

ذکریوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا پیشوا محمد مہدی نوری تھا عالم بالا واپس چلا گیا، وہ کہتے ہیں "نوری بود عالم بالا رفت" ان کے عقیدہ کے مطابق وہ اللہ تعالی کے ساتھ عرش پر بیٹھا ہوا ہے، حضور اکرم ﷺ کو معراج اسی لئے کرایا گیا تھا کہ آپ ﷺ محمد مہدی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ عرش پر بیٹھا ہوا دیکھ کر سمجھ لیں کہ سردار انبیاء یہ ہے، میں نہیں ہوں۔ (معاذ اللہ)

ذکری مذہب چند مخصوص رسموں اور خرافات کا مجموعہ ہے، ان کی ایک رسم "چوگان" کے نام سے مشہور ہے، جس میں مرد و عورت اکٹھے ہو کر رقص کرتے ہیں، ان کی ایک خاص عبادت "سجدہ" ہے۔ صبح صادق سے ذرا پہلے مرد و زن یکجا ہو کر بآواز بلند چند کلمات خوش الحانی سے پڑھتے ہیں پھر بلا قیام و رکوع ایک لمبا سجدہ کرتے ہیں جس میں چند مخصوص کلمات پڑھتے ہیں یہ اجتماعی سجدہ ہوتا ہے، اس کے بعد دوؔ انفرادی سجدے کرتے ہیں۔

ذکری فرقہ عقیدہ ختم نبوت اور ارکان اسلام کے انکار، توہین رسالت اور بہت سے کفریہ عقائد کی بناء پر اسماعیلیوں اور قادیانیوں کی طرح زندیق و مرتد ہے، انہیں مُسلمان سمجھنا یا ان کے ساتھ مُسلمانوں جیسا معاملہ کرنا جائز نہیں۔ ①

⑤ ہندو

ہندو دھرم، دنیا کا قدیم ترین دھرم اور مذہب ہے، اس مذہب کا کوئی ایسا داعی یا پیغمبر نہیں جیسا مذہب اسلام، عیسائیت اور یہودیت وغیرہ کا ہے، ہندو دھرم میں کوئی ایسا متفق

---

① ذکری دین کی حقیقت، ذکری مذہب کے عقائد و اعمال، ماہی الذکریہ (مُصنفہ مُفتی احتشام الحق آسیا آبادی)، ذکری مذہب و ذکری فرقہ و ذکری مذہب کا تفصیلی جائزہ

علیہ عقیدہ، فلسفہ یا اصول نہیں ہے جس کا ماننا تمام ہندوؤں پر لازم ہو، ہندو دھرم بذات خود کوئی ایسا دھرم یا ادارہ نہیں جو لوگوں کو عبادات اور ضابطہ کا پابند بنائے۔ ①

ہندوستان میں ۱۷۰۰ء قبل مسیح آریوں کا پہلا جتھا آیا اس کے بعد یکے بعد دیگرے وہ ہندوستان وارد ہونا شروع ہوئے آریائی قوم اپنے مسلک اور روایتوں کا علم لیکر ہندوستان وارد ہوئی، یہی علم ہندو دھرم کا ماخذ ہے۔ ②

ہندو مذہب کی قدامت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس لفظ کے استعمال کا ثبوت آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے ۲۳۰۰ سال قبل ملتا ہے۔ ③

ہندو دھرم کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں، ایک تعریف یہ کی گئی ہے:

> ہندو دھرم وہ ہے جو اصلاً ویدوں، اپنشدوں اور پرانوں وغیرہ سے مؤید ہو اور جو ایشور کو قادر مطلق، غیر متشکل ہونے میں شبہ نہ کرتے ہوئے مختلف روپ اختیار کرنے کی بھی بات مانتا ہو، اسے کسی گرنتھ یا شخص کا قیدی نہیں بتاتا، جو روح کو اس سے الگ نہیں کرتا، اس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرنے کے ساتھ علامتوں (مثلاً مورتیوں) کو مسترد نہیں کرتا، جو کرم، یوگ، بھگتی اور گیان کی راہ پر چلتے ہوئے "دھرم"، "ارتھ" اور "جو کچھ" کو زندگی کا نصب العین بتاتا ہے۔ ④

ہندو دھرم کا اصل ماخذ دھارمک کتب ہیں، بقیہ ماخذ اور بنیادیں انہی پر مبنی ہیں، دھارمک کتب کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

① سرتی　② سمرتی　③ دھرم شاستر　④ دھرم سوتر
⑤ رزمیہ تخلیقات　⑥ پران　⑦ اپنشد، ویدانت وغیرہ،

---

① مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ر ۱۰۰

② ہندوازم ر ۳ ناشر دارالعلوم دیوبند

③ ہندوازم ر ۱۰ ناشر دارالعلوم دیوبند

④ ہندو دھرم از ڈاکٹر رام پرشاد ر ۱۰۲۔ ۱۰۳ بحوالہ ہندوازم ر ۸ ناشر دارالعلوم دیوبند

ان میں بنیادی کتب پہلی دو [۲] ہیں یعنی سرتی اور سمرتی، زیادہ تر اصطلاحات انہی کتب کے تحت آجاتی ہیں۔

سرتی کا معنی ہے، سُنی ہوئی باتیں، اس کے ذیل میں "وید" آتا ہے، کیونکہ ویدوں کو جاننے اور یاد کرنے کا روایتی طریقہ یہ تھا کہ انہیں استاذ سے گاتے ہوئے سنا جائے، اس لئے انہیں سرتی کُتب کہا جاتا ہے۔

سمرتی کا معنی ہے یاد کیا ہوا، ویدوں کے علاوہ دیگر کُتب کا شمار سمرتی میں ہوتا ہے۔ ①

ویدوں کے علاوہ دیگر اکثر کُتب مسلکی نوعیت کی ہیں اور ویدوں کے مقابلہ میں دوسرے درجہ کی اہمیت کی حامل ہیں، ان میں واقعات، کہانیاں، ضابطہ اخلاق عبادت کی رسمیں اور فلسفیانہ مکاتب فکر کی رودادیں وغیرہ پائی جاتی ہیں۔

دھرم شاستر، دھارمک قانون کو کہا جاتا ہے جو نثر میں ہوتا ہے، منظوم قانون کو دھرم سوتر کہا جاتا ہے، رزمیہ تخلیق میں جنگ وغیرہ کا بیان ہوتا ہے جیسے رامائن، مہا بھارت اور گیتا کا شمار رزمیہ اور فلسفیانہ دونوں قسم کی تحریروں میں ہوتا ہے۔

"پران" پرانے اور قدیم کو کہتے ہیں، "اپنشد" اور "ویدانت" ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، اپنشد کا معنی ہے علم الٰہی حاصل کرنے کے لئے استاد کے پاس جاکر بیٹھنا، اسے اپنشت بھی پڑھا جاتا ہے، "ویدانت" کا مطلب ہے وید کا آخری یا اس کے بعد۔ ②

ویدوں کا شمار ہندووں میں سب سے قدیم اور بنیادی کتب میں ہوتا ہے، "وید" سنسکرت لفظ "ود" سے لیا گیا ہے، جس کے معنی ہیں: "علم و معرفت حاصل کرنا" ویدوں کی تعداد ایک ہزار [۱] سے متجاوز ہے مگر اصل وید ایک یا چار [۲] ہیں، باقی شروحات ہیں۔ چار [۴] وید یہ ہیں:

---

① مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ / ۱۰۱، ہندوازم / ۱۴

② ہندوازم / ۱۴۔۱۵

۱۔رگ وید .... ۲۔یجر وید .... ۳۔سام وید .... ۴۔اتھر وید

ان چاروں میں سے اصل رگ وید ہے، دیگر ویدوں میں اس کے منتروں، اشلوکوں، رسوم اور معلومات کو الگ الگ کر کے مرتب کیا گیا ہے۔

رگ وید کا غالب حصہ دیوتاؤں کی مدح و ثنا پر مشتمل ہے، ہندو سماج میں جن مختلف فلسفوں اور نظریات کو عروج و فروغ ملا، مثلاً توحید، شرک، ودیت واد، وحدت الوجود، نظریہ تشکیک، عمل، ثواب اور عقیدہ تناسخ ان سب کا ماخذ رگ وید کو مانا جاتا ہے۔

رگ وید کے رشی یعنی شاعر اور مصنف اپنی پسند سے مختلف دیوتاؤں کو مخاطب کر کے منتر کہتے ہیں، تین سو تین کے قریب رشیوں نے اسّی کے قریب دیوتاؤں کی مدح و ثنا میں منتر گائے ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل دیوتا خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اگنی، اندر، وایو، ورن، مترا، اندردانی، پرتھوی، وشنو، پوشن، آیو، سوتہا، اوشا، رودر، راکا، سوریہ، وام دیو، اپنا، پترئی، سرماپوتر، مایابھید، وشودیو اور سرسوتی وغیرہ۔

زیادہ تر منتر اگنی اور اندر دیوتا کے لئے گائے گئے ہیں، ہندو عقیدے کے مطابق اگنی دیوتا آسمان اور زمین کے دیوتاؤں کے درمیان نمائندہ ہے، اس کے سہارے اور دیوتا بلائے جاتے ہیں، اندر ایک طاقتور دیوتا مانا جاتا ہے جو برق باری اور بارش وغیرہ کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

دوسرا وید "یجر وید" ہے جو ضخامت میں رگ وید کا دو تہائی ہے اس کا بیشتر حصہ نثری ہے کچھ منظوم ہے، یہ قربانیوں کے موقع پر گایا جاتا ہے۔

تیسرا وید "سام وید" ہے، اس وید میں راگ اور گیت ہیں، ہندوستانی موسیقی کا ماخذ یہی وید ہے یہ رگ وید سے نصف ہے۔

چوتھا وید "اتھر وید" ہے، یہ وید نصف کے قریب نثر میں ہے، اس کا زیادہ حصہ جادو کے متعلق ہے یہ وید قدیم آریوں کے تمدن کا آئینہ دار ہے۔

بہت سے ہندو اہل علم ویدوں کو خدا کی طرح غیر مخلوق مانتے ہیں، لیکن اکثر ہندو

عُلماء ان کے ازلی اور غیر مخلوق ہونے کا انکار کرتے ہیں ان کا دور تخلیق ۱۲۰۰۰ سال قبل مسیح ۱۸۰۰ قبل مسیح ۲۵۰۰ قبل مسیح اور ۱۰۰۰ قبل مسیح اور ۶۰۰ قبل مسیح بتلایا گیا ہے۔ ①

ہندوؤں کے عقیدہ میں بے شمار دیوتا اور دیویاں ہیں، ہندو دھرم میں تین بڑے خدا ہیں ، براہمہ دیوتا عالم کا خالق اور کائنات کا نقطہ آغاز تصور کیا جاتا ہے، اس دیوتا کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے، دوسرا بڑا دیوتا "وشنو" ہے یہ ویدی معبود ہے، اسے معبود شمس ظاہر کیا گیا ہے، ہندو عقیدے میں یہ رحم کا دیوتا ہے، اشیاء کی حفاظت اور بقاء کا ذمہ دار ہے۔

تیسرا بڑا دیوتا "شیو" ہے یہ برباد کرنے والا دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ ثانوی حَیثیّت کے اور دوسرے بہت سے دیوتا اور دیویاں ہندو مذہب میں مانے گئے ہیں، انہی دیوتاؤں کی بناء پر ہندو دھرم میں بہت سی فرقہ بندیاں ہیں۔

ہندو دیوتاؤں میں گائے کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے، ہندو ویدوں سے لے کر پرانوں، سمرتیوں اور قصص تک میں گائے اور بیل کی عظمت اور پرستش کا ذکر ہے، قدیم ہندوستان میں دھرماتما لوگ گائے کے گوبر میں سے دانے چُن چُن کر کھاتے اور اس کا پانی نچوڑ کر پیتے تھے، تمام دھرم شاستروں میں گائے، بیل کے گوبر اور پیشاب کو پینا گناہوں کی معافی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ ②

ہندو دھرم میں "نیوگ" کے نام پر زناکاری کو جائز قرار دیا گیا ہے، نیوگ یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے تو اسے دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے، اگر وہ چاہے تو کسی غیر مرد سے ہم بستر ہو کر اپنی شہوت کو تسکین دے سکتی ہے، اسی طرح غیر مرد سے وہ اولاد بھی پیدا کر سکتی ہے، اسی طرح اگر کسی عورت کا شوہر زندہ ہو مگر اس سے اولاد پیدا نہ ہوتی ہو تو یہ عورت کسی غیر مرد سے تعلقات استوار کر کے اولاد پیدا کر سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ③

---

① مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ / ۱۰۳ .... ہندوستانی مذاہب / ۱۳ تا ۱۸ .... ہندو ازم / ۱۶ تا ۲۴

② منو سمرتی بحوالہ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ / ۱۵۴

③ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ / ۱۸۴

ہندو عقیدے میں اللہ تعالیٰ کی طرح مادہ اور روح کو ازلی و ابدی قرار دیا گیا ہے، ہندو دھرم عقیدہ تناسخ کا قائل ہے، تناسخ کا مطلب ہے کہ مرنے کے بعد اپنے اعمال کے مطابق انسانی روح کو مختلف روپ بدلنا پڑیں گے، گناہوں اور نیکیوں کے باعث اسے بار بار جنم لینا اور مرنا پڑے گا، آریوں کا عقیدہ ہے کہ روحوں کی تعداد محدود ہے، اللہ تعالیٰ نئی روح پیدا نہیں کر سکتا، اس بناء پر ہر روح کو اس کے گناہوں کی وجہ سے تناسخ کے چکر میں ڈال رکھا ہے، ہر گناہ کے بدلے روح ایک لاکھ چوراسی ہزار مرتبہ مختلف شکلوں میں جنم لیتی ہے، یہ بھی نظریہ ہے کہ روح اپنے گزشتہ اعمال وعلم کی بناء پر حصول جسم کے لئے کبھی تو رحم مادر میں داخل ہوتی ہے اور بعض روحیں مقیم اشیاء پودے وغیرہ میں داخل ہوتی ہیں۔ ①

وحی الٰہی سے بغاوت کے نتیجے میں ہندو دھرم کفر کی تاریکی میں بھٹک رہا ہے اور رب ذوالجلال کو چھوڑ کر مختلف دیوتاؤں اور دیویوں کو مان کر شرک جیسے ظلم عظیم جرم کا مرتکب ہے۔

⑥ سکھ

سکھ مذہب کے بانی گورو نانک صاحب تھے جو لاہور سے تقریباً پچاس میل جنوب مغرب میں واقع ایک گاؤں تلونڈی میں ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے، جو اب ننکانہ صاحب کہلاتا ہے، والد کا نام مہتہ کالو تھا، بیدی کھتری خاندان سے تعلق رکھتے تھے، گورونانک نے ابتدائی عمر میں سنسکرت اور ہندو مذہب کی مقدس کتابوں کا علم حاصل کیا پھر گاؤں کی مسجد کے مکتب میں عربی اور فارسی کی تعلیم بھی حاصل کی، بچپن ہی سے مذہبی لگاؤ رکھتے تھے، جو روز بروز بڑھتا گیا، پنجاب کے مشہور صوفیا کرام شیخ اسماعیل بخاری، سید علی ہجویری، بابا فرید، علاء الحق، جلال الدین بخاری، مخدوم جہانیاں اور دوسرے بزرگوں سے کسب فیض کیا، اسی وجہ سے نانک صاحب کے مسلمان ہونے کا عقیدہ ان کی زندگی ہی

① کٹھ اپنشد ۵/۷، بحوالہ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ۱۹۰

سے مُسلمانوں میں چلا آرہا ہے، نانک صاحب نے پچیس[۲۵] سال تک سفر کئے، ۱۴۹۷ء میں انہوں نے اسفار کا سلسلہ شروع کیا، پہلا سفر مشرقی ہندوستان میں بنگال، آسام، اڑیسہ اور راجستھان کا کیا، دوسرے سفر میں جنوب کی طرف گئے اور سری لنکا تک پہنچے، تیسرا سفر شمال کی طرف کیا، اس سفر میں ہمالیہ کی پہاڑی ریاستوں اور کشمیر ہوتے ہوئے تبت تک گئے، چوتھا سفر سعودی عرب، عراق، ایران اور وسط ایشیا تک ہوا، اسی سفر میں گورونانک نے ایک حاجی اور مُسلم فقیر جیسا لباس اختیار کیا اور حج بھی کیا۔ واپسی پر ایک گاؤں کی بنیاد ڈالی جس کا نام کرتارپور رکھا، اور وہیں بس گئے، زندگی کے آخری ایام میں اپنے ایک مرید "راہنا" کو گرو کے منصب پر فائز کیا اور خود رحلت فرما گئے، گورونانک خالص توحید کے قائل تھے، رسالت کے قائل تھے، تمام ارکان اسلام نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کے قائل تھے، خود حج کیا تھا، قرآن مجید اور آسمانی کتابوں کے قائل تھے۔

قیامت کے قائل تھے، ختم نبوت کے قائل تھے اور اس پر ایمان لانے کا حکم فرماتے تھے۔ ①

سکھوں کی مقدس مذہبی کتاب "گرنتھ صاحب" ہے جو سکھوں کے پانچویں[۵] گرو "ارجن سنگھ" نے تیار کی، گرنتھ صاحب کے سارے کلام میں "مول منتر" (بنیادی کلمہ) کو سب سے مقدس سمجھا جاتا ہے، مول منتر کا مفہوم یہ ہے کہ:

> "خدا ایک ہے اسی کا نام سچ ہے وہی قادر مطلق ہے وہ بے خوف ہے، اسے کسی سے دشمنی نہیں، وہ ازلی ابدی ہے، بے شکل وصورت ہے، قائم بالذات ہے، خود اپنی رضا اور توفیق سے حاصل ہو جاتا ہے۔" ②

مول منتر کے بعد دوسرا درجہ "جپ جی" کو حاصل ہے، گرونانک کی تعلیمات میں عشق الٰہی کے حصول پر بڑا زور دیا گیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ عشق الٰہی حاصل کرنے کے

---

① گرنتھ صاحب راگ مجلہ / ۲۴ بحوالہ ہندوستانی مذاہب / ۶۷، مذاہب عالم / ۲۰۳، جسنم ساکھی / ۲۲۱ بحوالہ ایضاً

② ہندوستانی مذاہب / ۶۳

لئے انسان کو انانیت، خواہشات نفس، لالچ، دنیا سے تعلق اور غصہ کو چھوڑنا ضروری ہے، سکھ مذہب میں بنیادی طریق عبادت "نام سمرن" یعنی ذکر الٰہی ہے، یہ خدا کا نام لیتے رہنے کا ایک عام طریقہ ہے، جس کے لئے چھوٹی تسبیح کا بھی استعمال کیا جاتا ہے اور اجتماعی شکل میں باجماعت موسیقی کے ساتھ گرنتھ صاحب کے کلام کا ورد بھی ہوتا ہے۔ ①

عشق الٰہی کے حصول کے لئے "نام سمرن" کے علاوہ سادھو سنگت، سیلوا، ایمانداری کی روزی، عجز وانکساری اور مخلوق خدا سے مُحبّت و ہمدردی کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔

گرونانک تناسخ کے بھی قائل بتلائے گئے ہیں، ان کے خیال میں جب تک انسان عشق الٰہی میں کمال حاصل کر کے خدا کو نہیں پالیتا وہ بار بار اسی دنیا میں جنم لیتا رہے گا، اسی طرح ان بے شمار زندگیوں کی تعداد چوراسی لاکھ بتلائی گئی ہے۔ ②

گرونانک صاحب کی تعلیم میں "گرو" کا تصور مرکزی حَیثِیّت رکھتا ہے یعنی خدا تک پہنچنے کے لئے ایک پیر و مرشد کی رہبری اور رہنمائی ضروری ہے۔ چنانچہ سکھوں میں دس[۱۰] گرو گزرے ہیں، پہلے گرو "راہنا" کو نانک صاحب نے "انگد" کا خطاب دیا، گرو "انگد" نے گرونانک صاحب اور دوسرے صوفی سنتوں کا کلام لکھنے کے لئے سکھوں کا اپنا رسم الخط "گورمکھی" ایجاد کیا۔

تیسرے[۳] گرو "امرداس" زیادہ مشہور ہوئے، جنہوں نے سکھ عقیدت مندوں کو منظم کرنے کے لئے بڑی خدمات سرانجام دیں۔

چوتھے[۴] گرو "رام داس" نے سکھوں کی شادی اور مرنے کی رسومات ہندو مذہب سے الگ متعین کیں، "ستی" کی رسم کی مخالفت کی اور بیواؤں کی شادی پر زور دیا۔

پانچویں[۵] گرو "ارجن سنگھ" نے "گروگرنتھ صاحب" تیار کی، امرتسر کے تالاب میں سکھوں کے لئے ایک مرکزی عبادت گاہ "ہری مندر" کی تعمیر کی، جسے اب "دربار

---

① ہندوستانی مذاہب / ۶۳۔۶۴

② ہندوستانی مذاہب / ۶۴

صاحب" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

"گروارجن سنگھ" نے سکھوں سے "دسونتھ" یعنی عشر وصول کرنے کا انتظام کیا اور تین۳ شہر "ترن تارن" "کرتارپور" اور "ہرگوبندپور" آباد کئے، پھر اس کی بادشاہ وقت جہانگیر سے مخالفت ہوگئی، جہانگیر نے گروارجن کو قتل کرادیا اور اس کا مال واسباب سب ضبط کرلیا۔

نویں۹ گرو" تیغ بہادر" تھے، دس۱۰ سال تک گرو رہے، اورنگزیب عالمگیر نے انہیں دلی بلوایا اور اسلام پیش کیا، انکار پر قتل کرادیا۔

دسویں۱۰ اور آخری گرو تیغ بہادر کے بیٹے "گروگوبند سنگھ" تھے، انہوں نے سکھوں کو منظم کرنے کے لئے باضابطہ ارادت کا سلسلہ شروع کیا، وفاداری کے سخت ترین امتحان کے بعد مختلف ذاتوں سے تعلق رکھنے والے پانچ۵ سکھوں کو ایک مخصوص رسم" امرت چکھنا" کے ذریعے حلقہ مریدین میں داخل کیا اور انہیں" خالصہ" کا لقب دیا، اس کے بعد اس حلقہ میں عمومی داخلہ ہوا اور ہزاروں سکھ "خالصہ" میں داخل ہوئے۔ گروگوبند سنگھ نے کچھ قوانین بھی وضع کئے مثلاً تمباکو اور حلال گوشت سے ممانعت، مردوں کے لئے اپنے نام میں سنگھ (شیر) اور عورتوں کے لئے "کور" (شہزادی) کا استعمال اور "ک" سے شروع ہونے والی پانچ۵ چیزوں کا رکھنا ضروری قرار دیا۔

① کیس، یعنی بال.... ② کنگھا.... ③ کڑا (ہاتھ میں پہننے کے لئے) ④ کچھ یعنی جانگیہ .... ⑤ کرپان یعنی تلوار۔ ①

گروگوبند سنگھ کی شروع سے ہی مغل حکومت سے مخالفت رہی، "خالصہ" کی تشکیل کے بعد مغل حکومت سے لڑنے کے لئے انہوں نے فوجی کارروائیاں شروع کیں لیکن اورنگزیب عالمگیر کے مقابلے میں انہیں سخت فوجی ہزیمت اٹھانا پڑی، ان کی فوجی قوت پارہ پارہ ہوئی اور ان کے خاندان کے تمام افراد بھی مارے گئے، گروگوبند سنگھ نے بھیس

① ہندوستانی مذاہب / ۶۴ تا ۶۶

بدل کر زندگی کے آخری ایام "دکن" میں گزارے جہاں دو افغانیوں نے انہیں قتل کر دیا۔

گرو گوبند سنگھ نے یہ طے کر دیا تھا کہ آئندہ کوئی سکھوں کا گرو نہ ہوگا، بلکہ ان کی مذہبی کتاب "گرنتھ صاحب" ہی ہمیشہ گرو کا کام دے گی۔ ①

⑦ مجوس

مجوس ایک خدا کی بجائے دو خدا مانتے ہیں، ایک خدا کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ وہ خیر اور بھلائی کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اس کو یزدان کہتے ہیں، دوسرے خدا کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ وہ ہر برائی اور شر کو پیدا کرتا ہے اس کا نام وہ اہرمن رکھتے ہیں، مجوسیت کے عقیدے کے مطابق آگ بڑی مقدس چیز ہے، اس کو پوجتے ہیں، ہر وقت اس کو جلائے رکھتے ہیں، ایک لمحہ کے لیے بھی اس کو بجھنے نہیں دیتے۔ مجوس آگ کے ساتھ ساتھ سورج اور چاند کی بھی پرستش کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ مذہب بھی باطل اور شرک ہے کہ اس مذہب میں دو خدا مانے جاتے ہیں اور آگ کو پوجا جاتا ہے۔

مسلمانوں کو ان کے ساتھ بہت سے معاملات میں اہل کتاب جیسا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لیکن ان کا ذبیحہ کھانے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا، اسلام پھیلنے کے ساتھ ساتھ یہ مذہب ختم ہوتا چلا گیا۔ ②

⑧ یہود

لفظ یہود یا تو ھود سے لیا گیا ہے، جس کا معنی ہے "توبہ" یا یہودا سے لیا گیا ہے، جو حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائی اور بنی اسرائیل میں سے تھا اور تغلیباً اس کا اطلاق تمام بنی اسرائیل پر کیا جاتا ہے۔

---

① ہندوستانی مذاہب/ ٦٦۔٦٧

② احکام القرآن للقرطبی: ١/ ٤٣٣، الفصل فی الملل والاھواء والنحل: ١/ ٤٩

یہودی بزعم خود حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پیروکار ہیں، تورات ان کی آسمانی کتاب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے زمانے میں انہیں بنی اسرائیل کہا جاتا تھا، یہودی کب سے کہا جانے لگا، اس بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

یہودی مذہب کے بڑے عجیب وغریب عقائد ہیں مثلاً: یہودی اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق ہیں، یہودی اللہ کے بیٹے ہیں، دنیا میں اگر یہودی نہ ہوتے تو زمین کی ساری برکتیں اٹھالی جاتیں، سورج چھپالیا جاتا، بارشیں روک لی جاتیں، یہود، غیر یہود سے ایسے افضل ہیں جیسے انسان جانوروں سے افضل ہیں، یہودی پر حرام ہے کہ وہ غیر یہودی پر نرمی ومہربانی سے پیش آئے، یہودی کے لیے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ وہ غیر یہودی کے ساتھ بھلائی کرے، دنیا کے سارے خزانے یہودیوں کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، یہ ان کا حق ہے، لہٰذا ان کے لیے جیسے ممکن ہو ان پر قبضہ کرنا جائز ہے، اللہ تعالیٰ صرف یہودی کی عبادت قبول کرتا ہے، ان کے عقیدہ میں انبیاء کرام علیہم السّلام معصوم نہیں ہوتے بلکہ کبائر کا ارتکاب کرتے ہیں۔

دجال ان کے عقیدے میں امام عدل ہے اس کے آنے سے ساری دنیا میں ان کی حکومت قائم ہو جائے گی، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور حضور اکرم ﷺ کی نبوت کے قائل نہیں ہیں، حضرت مریم علیہا السّلام پر تہمت لگاتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں ان کا گمان یہ ہے کہ ہم نے انہیں سولی پر لٹکا کر قتل کر دیا، قرآن کریم نے ان کے غلط نظریات کی جابجا تردید کی ہے۔

حضرت عزیر علیہ السّلام کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں ان کے عقیدے میں اللہ تبارک وتعالیٰ زمین و آسمان بنانے کے بعد تھک گئے اور ساتویں دن آرام کیا، اور وہ ساتواں دن ہفتہ کا دن تھا، اس قسم کے اور بھی بہت سارے واہی عقیدے ان کے مذہب کا حصہ ہیں، یہ اہل کتاب ہیں، اور اپنے ان عقائد کی بناء پر کافر و

مشرک ہیں۔ [1]

⑨ نصاریٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی بستی کا نام نصرانہ، ناصرۃ یا نصورۃ تھا' اسی بستی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان لوگوں کو نصاریٰ کہا جاتا ہے جو بزعم خود حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے پیروکار ہیں۔

انہیں عیسائی یا مسیحی نہیں کہنا چاہیے 'اس لیے کہ عیسائی یا مسیحی کا معنی ہے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السّلام کے متبعین 'جبکہ فی الواقع یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے متبعین نہیں ہیں، کیونکہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات سے روگردانی کی اور انہیں بدل ڈالا' اسی لیے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں انہیں ان دوناموں سے نہیں پکارا گیا بلکہ انہیں نصاریٰ' اہل الکتاب اور اہل انجیل کہا گیا ہے۔ اغلب یہی ہے کہ انہیں دوسری صدی عیسوی کے اوائل میں نصاریٰ کا لقب دیا گیا۔

یہ بزعم خود حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے پیروکار ہیں، انجیل ان کی آسمانی کتاب ہے، ان کے عقائد بھی کُفر و شرک پر مبنی ہیں، مثلاً عقیدۂ تثلیث کے قائل ہیں کہ الوھیت کے تین جزء اور عناصر ہیں، باپ، خود ذات باری تعالیٰ، بیٹا، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور روح القدس حضرت جبرائیل علیہ السّلام 'عیسیٰؑ کے سولی پر لٹکائے جانے کے قائل ہیں، اس بات کے قائل ہیں کہ آدم علیہ السّلام نے جب شجر ممنوع سے دانہ کھایا تو وہ اور ان کی ذریت فنا کی مستحق ہوگئی 'اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کھایا اپنے کلمہ اور اپنے ازلی بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو جسم ظاہری عطا فرما کر جبریل علیہ السلام کے ذریعے حضرت مریم علیہا السّلام کے پاس بھیجا، چنانچہ مریم علیہا السّلام نے جب اس کلمۂ ازلی کو جنا تو وہ الٰہ کی ماں بن گئی 'پھر عیسیٰ علیہ السّلام نے بے گناہ ہونے کے باوجود سولی پر چڑھنا گوارا کرلیا 'تاکہ وہ آدم علیہ السّلام کی خطاء کا کفارہ بن سکیں۔

---

[1] الادیان والفرق بحوالہ العقیدۃ الحنفیہ ۱۴۰/

نصاریٰ کے بہت سے گروہ ہیں مثلاً کیتھولک اور پروٹیسٹینٹ وغیرہ مگر ان اصولی عقائد پر سب متفق ہیں، بعض فروع میں ان کا اختلاف ہے۔

نصاریٰ اہل کتاب ہیں اور اپنے عقیدۂ تثلیث 'الوھیت مسیح علیہ السّلام اور انکار رسالت محمد ﷺ اور دیگر شرکیہ وکفریہ عقائد کی بناء پر کافر اور مشرک ہیں۔

جو شخص انہیں یا یہود کو صحیح مذہب والا سمجھتا ہے یا ان کے بارے میں جنتی ہونے کا یا جہنمی نہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے' وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

جہاں تک حقیقی تورات اور انجیل کا تعلق ہے، تو وہ سچی آسمانی کتابیں ہیں، تورات حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر اتاری گئی، لیکن یہ دونوں آسمانی کتابیں اور زبور جو حضرت داوٗد علیہ السّلام پر اتاری گئی تھی تبدیل کر دی گئیں، آج تورات اور انجیل کے نام سے جو کتابیں موجود ہیں یہ وہ آسمانی کتابیں نہیں ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور عیسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہوئیں تھیں 'بلکہ محرف اور تبدیل شدہ ہیں 'ان کی جو بات قرآن کریم اور احادیث معتبرہ کے مطابق ہو وہ مقبول ہے، ورنہ مردود 'اور ان کی جس بات کے بارے میں قرآن وسُنت خاموش ہوں 'ہم اس کی تصدیق کریں گے نہ تکذیب۔[①]

⑩ رفض

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عبد اللہ ابن سبا یہودی شخص نے اسلام قبول کیا 'اس کا مقصد دین اسلام میں فتنہ پیدا کرنا اور اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا تھا' وہ حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پیدا ہونے والے فتنے میں پیش پیش تھا اور حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں بھی ملوث ہوا' اس شخص کے عقائد ونظریات سے رفض نے جنم لیا 'رفض کے بہت سے گروہ ہیں 'بعض محض تفضیلی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہؓ سے افضل سمجھتے ہیں اور کسی صحابیؓ کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کرتے 'بعض تبرائی

① الادیان والفرق /۳۰-۳۱ ،بحوالہ العقیدۃ الحنفیہ /۱۴۱-۱۴۲ ،الفصل فی الملل: ۱/ ۴۴ تا ۶۴، ۲۴۱

ہیں کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ باقی سب کو برا بھلا کہتے ہیں ' بعض الوہیت علی رضی اللہ عنہ کے قائل ہیں، بعض تحریف قرآن کے قائل ہیں، بعض صفات باری تعالیٰ کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں، بعض اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر بھی بہت سی چیزیں واجب ہیں' بعض آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ کے قائل نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ①

رفض کے ہر گروہ کے عقائد، دوسرے سے مختلف ہیں، لہٰذا بحیثیت مجموعی ان پر کوئی ایک حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ ②

⑪ خوارج

خوارج' خارج کی جمع ہے' خارج لغت میں باہر نکلنے والے کو کہتے ہیں اور شرعی اصطلاح میں ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو امام برحق واجب الاطاعت کی بغاوت کر کے اس کی اطاعت سے باہر نکل جائے۔

یہ لفظ ان باغیوں کا لقب اور نام بن گیا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بغاوت کر کے ان کی شان میں بہت سی گستاخیاں کیں۔ مسئلہ تحکیم کے موقع پر یہ گروہ پیدا ہوا' یہ تقریباً بارہ ہزار لوگ تھے' ان کے مختلف نام تھے' مثلاً: محکمہ' حروریہ' نواصب اور مارقہ وغیرہ، ان لوگوں کے ظاہری حالات بڑے اچھے تھے' لیکن ظاہر جتنا اچھا تھا' باطن اتنا ہی برا تھا۔

مسئلہ تحکیم کے بعد یہ لوگ حروراء مقام پر چلے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں سمجھائیں اور انہیں امیر کی اطاعت میں واپس لائیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سمجھانے سے بہت سے لوگ ان سے الگ ہو گئے اور امیر کی اطاعت میں واپس آگئے' لیکن ان کے بڑے اور ان کے موافقین اپنی ضد پر اڑے رہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس تشریف لائے مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا،

---

① مسند احمد: ۱۰۳/۱، رجال کشی: ۱۰۸، الاعتصام: ۱۸۱/۲ تا ۱۸۵، جاء دور المجوس ۳۵ تا ۸۹

② ردالمحتار: ۲۳۷/۴، البزازیہ: ۳۱۸/۶، بحر الرائق: ۱۲۲/۵

انہوں نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان کے ساتھ معرکہ ہوا' خارجیوں کی قیادت عبداللہ بن وھب اور ذی الخویصرہ حرقوص بن زید وغیرہ کے ہاتھ میں تھی' اس جنگ کے نتیجے میں اکثر خارجی قتل ہو گئے۔

خوارج حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو کافر اور مخلد فی النار قرار دیتے تھے، اس شخص کو بھی کافر کہتے تھے جو ان کا ہم مسلک ہونے کے باوجود ان کے ساتھ قتال میں شریک نہ ہوتا، مخالفین کے بچوں اور عورتوں کے قتل کے قائل تھے۔ رجم کے قائل نہیں تھے' اطفال المشرکین کے خلود فی النار کے قائل تھے، اس بات کے بھی قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بھی نبی بنا دیتے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم ہو کہ یہ بعد میں کافر ہو جائے گا' اس بات کے بھی قائل تھے کہ نبی بعثت سے پہلے معاذاللہ کافر ہو سکتا ہے' خوارج مرتکب کبیرہ کو کافر اور مخلد فی النار قرار دیتے تھے' اس پر وہ کفر ابلیس سے استدلال کرتے تھے کہ وہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ نہ کر کے مرتکب کبیرہ ہوا تھا' اس بناء پر اس کو کافر قرار دیدیا گیا' معلوم ہوا مرتکب کبیرہ کافر ہو جاتا ہے، حالانکہ ابلیس محض ارتکاب کبیرہ کی بناء پر کافر نہیں ہوا بلکہ حکم خداوندی کے مقابلے میں اباء واستکبار اس کے کُفر کا سبب ہے۔ ①

⑫ معتزلہ

دوسری صدی ہجری کے اوائل میں یہ فرقہ معرض وجود میں آیا' اس فرقے کا بانی واصل بن عطاء الغزال تھا اور اس کا سب سے پہلا پیروکار عمرو بن عبید تھا جو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد تھا' ان لوگوں کو اہل السنّۃ والجماعۃ کے عقائد سے الگ ہو جانے کی بناء پر معتزلہ کہا جاتا ہے۔

معتزلہ کے مذہب کی بنیاد عقل پر ہے کہ ان لوگوں نے عقل کو نقل پر ترجیح دی ہے

---

① الملل والنحل /۸۸-۸۹، الاعتصام: ۲/۱۸۵-۱۸۶

عقل کے خلاف قطعیات میں تاویلات کرتے ہیں اور ظنیات کا انکار کر دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے افعال کو بندوں کے افعال پر قیاس کرتے ہیں، بندوں کے افعال کے حسن و قبح کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے افعال پر حسن و قبح کا حکم لگاتے ہیں، خلق اور کسب میں کوئی فرق نہیں کر پاتے' ان کے مذہب کے پانچ اصول ہیں۔

① عدل ② توحید ③ انفاذ وعید

④ منزلۃ بین منزلتین ⑤ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

۱۔ "عقیدۂ عدل" کے اندر در حقیقت انکار عقیدہ تقدیر مضمر ہے' ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ شر کا خالق نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو خالق شر مانیں تو شریر لوگوں کو عذاب دینا ظلم ہوگا جو کہ خلاف عدل ہے جبکہ اللہ تعالیٰ عادل ہے، ظالم نہیں۔

۲۔ ان کی "توحید" کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور قرآن کریم مخلوق ہیں، اگر انہیں غیر مخلوق مانیں تو تعدد قدماء لازم آتا ہے جو توحید کے خلاف ہے۔

۳۔ "وعید" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو جو عذاب بتلائے ہیں اور جو جو وعیدیں سنائی ہیں گنہ گاروں پر ان کو جاری کرنا' اللہ تعالیٰ پر واجب ہے' اللہ تعالیٰ کسی کو معاف نہیں کر سکتا اور کسی گنہ گار کی توبہ قبول نہیں کر سکتا' اس پر لازم ہے کہ گنہگار کو سزا دے جیسا کہ اس پر لازم ہے کہ نیک کو اجر و ثواب دے' ورنہ انفاذ وعید نہیں ہوگا۔

۴۔ "منزلہ بین منزلتین" کا مطلب یہ ہے کہ معتزلہ ایمان اور کفر کے درمیان ایک تیسرا درجہ مانتے ہیں اور وہ مرتکب کبیرہ کا درجہ ہے' ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ یعنی گنہگار شخص ایمان سے نکل جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہوتا' گویا نہ وہ مُسلمان ہے اور نہ کافر۔

۵۔ "امر بالمعروف" کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ جن احکامات کے ہم مکلف ہیں، دوسروں کو ان کا حکم کریں اور لازمی طور پر ان کی پابندی کروائیں اور "نہی عن المنکر"

یہ ہے کہ اگر امام ظلم کرے تو اس کی بغاوت کرکے اس کے ساتھ قتال کیا جائے۔

معتزلہ کے یہ تمام اصول اور ان کی تشریحات عقل و قیاس پر مبنی ہیں، ان کے خلاف واضح آیات واحادیث موجود ہیں 'نصوص کی موجودگی میں عقل و قیاس کو مقدم کرنا سراسر غلطی اور گمراہی ہے۔ ①

⑬ مشبّہ

یہ وہ فرقہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ صفات میں تشبیہ دیتا ہے' اس فرقے کا بانی داوٗد جوار بی ہے' یہ مذہب 'مذہب نصاریٰ کے بر عکس ہے کہ وہ مخلوق یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو خالق کے ساتھ ملاتے ہیں اور انہیں بھی الٰہ قرار دیتے ہیں اور یہ خالق کو مخلوق کے ساتھ ملاتے ہیں۔ اس مذہب کے باطل اور گمراہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ ②

⑭ جہمیہ

جہم بن صفوان سمر قندی کی طرف منسوب فرقے کا نام جہمیہ ہے 'اس فرقے کے عجیب و غریب عقائد ہیں 'یہ لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تمام صفات کی نفی کرتے ہیں 'ان کا کہنا ہے کہ اللہ "وجود مطلق" کا نام ہے 'پھر اس کے لیے جسم بھی مانتے ہیں جنّت اور جہنم کے فنا ہونے کے قائل ہیں 'ان کے نزدیک ایمان صرف "معرفت" کا نام ہے اور کفر فقط "جہل" کا نام ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے لیے جسم کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا کوئی فعل نہیں ہے، اگر کسی کی طرف کوئی فعل منسوب ہوتا ہے تو وہ مجازاً ہے۔

جہم بن صفوان، جعد بن درہم کا شاگرد تھا، جعد وغیرہ کا مذہب یہ بھی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام خلیل اللہ نہیں ہیں اور موسیٰ علیہ السّلام کلیم اللہ نہیں ہیں۔ خالد بن

---

① عقیدہ طحاویہ مع الشرح/۵۲۱-۵۲۲، الاعتصام: ۲/۱۷۷تا۱۸۱

② شرح عقیدہ سفارینیہ: ۱/۹۱-۹۲

عبد اللہ القسری نے واسط شہر میں عید الاضحی کے دن لوگوں کی موجودگی میں جعد کی قربانی کی اور اسے ذبح کر دیا۔ معتزلہ نے بھی کچھ عقائد ان سے لئے ہیں۔ ①

⑮ مرجیئہ

یہ فرقہ اعمال کی ضرورت کا قائل نہیں 'ارجاء کا معنی ہے، پیچھے کرنا۔ یہ فرقہ اعمال کی ضرورت کا قائل نہیں، یہ اعمال کی حَیثیّت کو بالکل پیچھے کر دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایمان صرف تصدیق کا نام ہے، تصدیق قلبی حاصل ہو تو بس کافی ہے۔ ان کا کہنا ہے جیسے کفر کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی مفید نہیں، ایسے ہی ایمان یعنی تصدیق کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ مضر نہیں' جس طرح ایک کافر عمر بھر حسنات کرتے رہنے سے ایک لمحہ کے لیے بھی جنّت میں داخل نہیں ہوگا، جنّت اس پر حرام ہے اسی طرح گناہوں میں غرق ہونے والا مومن ایک لمحہ کے لیے بھی جہنم میں نہیں جائے گا' جہنم اس پر حرام ہے۔ یہ مذہب بھی باطل اور سراسر گمراہی ہے کیونکہ قرآن و حدیث میں جابجا مُسلمانوں کو اعمال صالحہ کرنے کا اور اعمال سیئہ سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔ ②

⑯ جبریہ

یہ فرقہ بھی جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے، یہ فرقہ بندہ کو جمادات کی طرح مجبور محض مانتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ کو اپنے افعال پر کوئی قدرت و اختیار نہیں بلکہ اس کا ہر عمل محض اللہ تبارک و تعالیٰ کی تقدیر، علم، ارادے اور قدرت سے ہوتا ہے جس میں بندے کا اپنا کوئی دخل نہیں۔

یہ مذہب صریح البطلان ہے' نقل و عقل اور مشاہدہ کے خلاف ہے' اگر انسان کے پاس کوئی اختیار نہیں اور یہ مجبور محض ہے تو پھر اس کے لیے جزاء و سزا کیوں ہے؟ ③

---

① عقیدہ طحاویہ مع الشرح/٥٢٢ تا ٥٢٤

② شرح عقیدہ سفارینیہ ١/٨٩۔٩٠

③ عقیدہ طحاویہ مع الشرح/٥٢٤

⑰ قدریہ

یہ جبریہ کے برعکس نظریات کا حامل فرقہ ہے' یہ انسان کو قادر مطلق مانتا ہے اور تقدیر کا منکر ہے۔ احادیث میں قدریہ کو اس امت کا مجوس کہا گیا ہے، مجوس دو خداؤں کے قائل ہیں اور یہ ہر ایک کو قادر مطلق کہہ کر بے شمار خداؤں کے قائل ہیں۔

یہ مذہب بھی باطل اور قرآن و حدیث کی صریح نصوص کے خلاف ہے، قرآن و سُنت اور عقل و مشاہدہ سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ انسان نہ تو مجبور محض ہے اور نہ ہی قادر مطلق ہے' بلکہ کاسب ہے اور کسب کا اختیار اپنے اندر رکھتا ہے۔ ①

⑱ کرامیہ

یہ فرقہ محمد بن کرام کی طرف منسوب ہے' اس فرقے کا نام کرامیہ (بفتح الکاف و تشدید الراء) یا کرامیہ (بکسر الکاف مع تخفیف الراء) ہے، یہ شخص سجستان کا رہنے والا تھا، صفات باری تعالیٰ کا منکر تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ایمان صرف اقرار باللسان کا نام ہے' لیکن محققین کی رائے کے مطابق ان کا یہ مذہب دنیوی احکام کے اعتبار سے ہے' آخرت میں ایمان معتبر ہونے کے لیے ان کے ہاں بھی تصدیق ضروری ہے۔ بہر حال مجموعی اعتبار سے یہ بھی غلط اور گمراہ فرقہ ہے' ان کے مذہب میں مسافر پر نماز فرض نہیں' مسافر کے لیے قصر صلوٰۃ کی بجائے دو مرتبہ اللہ اکبر کہہ لینا کافی ہے۔ ②

⑲ اہل تناسخ

تناسخ در حقیقت بعض قدیم اقوام اور ہندوؤں کا عقیدہ ہے جو بعث بعد الموت کے منکر ہیں اور تناسخ کے قائل ہیں۔

تناسخ کے معنی ہیں روحوں کی تبدیلی اور ایک جسم سے دوسرے میں منتقل ہونا' اہل تناسخ آخرت کے منکر ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ بندے کو اچھے اور برے اعمال کی

---

① سنن ابوداؤد: ۶۴۴/۲، مرقاۃ: ۱۷۸/۱-۱۷۹

② الفصل فی الملل والنحل: ۱۴۲/۳، ۱۴۳، ۳۶۹

جزاء و سزا دنیا ہی میں مل جاتی ہے، وہ اس طرح کہ نیک لوگوں کی روح اعلیٰ تر جسم میں منتقل ہو کر عزت پاتی ہے اور برے لوگوں کی روح کمتر جسم میں منتقل ہو کر ذلیل و خوار ہوتی ہے، یہی نیک و بد کی جزا و سزا ہے۔

اہل تناسخ کے بہت سے فرقے ہیں، بعض فرقے مدعیٔ اسلام بھی ہیں' ان کا مقتدی احمد بن حابط اور اس کا شاگرد احمد بن نانوس ہے۔

ان کا ایک فرقہ دہریہ ہے جو دنیا کے عدم فناء کا قائل ہے۔ بعض فرقے روحوں کے دوسری اجناس میں انتقال کے بھی قائل ہیں کہ انسانی روح جانوروں میں بھی منتقل ہو جاتی ہے، بعض اس کے قائل نہیں ہیں، وہ صرف جنس میں انتقال روح کے قائل ہیں۔ [1]

---

[1] الفصل فی الملل والنحل: ۱/ ۱۰۹-۱۱۰

فتنہ انکارِ حدیث

① حدیث، نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال اور آپ ﷺ کی تقریرات کو کہتے ہیں۔

② نبی کریم ﷺ کے ارشادات عالیہ کو قولی حدیث، افعال مبارکہ کو فعلی حدیث اور کسی متبع شریعت (یعنی مسلمان) کے آپ کے سامنے کوئی کام کرنے، یا اس کے کام کسی پر مطلع ہونے پر خاموشی اختیار فرمانے کو تقریری حدیث کہتے ہیں۔ ①

③ جس حدیث کے راوی ہر زمانے میں اتنی تعداد میں ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر اتفاق کرلینا یا اتفاقاً ان سے جھوٹ صادر ہونا محال ہو، اس کو حدیث متواتر یا خبر متواتر کہتے ہیں۔ ②

④ خبر متواتر کے قطعی ہونے کا علم ہو جانے کے بعد اس کا منکر کافر ہے۔ ③

⑤ جس حدیث کے راوی ہر زمانے میں اس قدر کثیر نہ ہوں، البتہ کسی زمانے میں تین سے کم بھی نہ ہوں، اس کو خبر مشہور کہا جاتا ہے۔ ④

⑥ جس حدیث کے راوی کسی زمانہ میں تین سے کم ہوں اس کو خبر واحد کہا جاتا ہے۔ ⑤

⑦ خبر واحد کا منکر کافر نہیں، تاہم ضال، مضل اور فاسق و فاجر ہے۔ ⑥

⑧ خبر متواتر یقین کا فائدہ دیتی ہے اور خبر واحد ظن کا فائدہ دیتی ہے۔ ⑦

⑨ قرآن کریم میں جس ظن کی پیروی سے روکا گیا ہے، وہ بے سند اور بے دلیل بات

---

① فالحدیث اقوال الرسول ﷺ وتقریراته، والسنة وافعال الرسول وصفاته زیادة علی اقواله وتقریراته:(میزان الاعتدال:۱/۹)

② والمتواتر فی الحدیث من بلغ رواته کثرة بحیث یستحیل تواطؤهم علی الکذب۔(میزان الاعتدال:۱/۹)

③ فصاء منکر المتواتر وامخالفه کافرا۔(کشف الاسرار:۲/۶۷۱)

④ افی الخبر المشهور ویسمی المستفیض هو مایرویه اکثر من اثنتین من غیر ان یبلغ حد التواتر۔(کوثر النبی/۵)

⑤ وهو کل خبر یرویه الواحد او الاثنان فصاعدا لاعبرة للعدد فیه بعد ان یکون دون المشهور والمتواتر۔
(کشف الاسرار:۲/۶۷۸)

⑥ ولا یکفر منکر خبر الاحاد فی الاصح۔(شرح عقیده سفارینیه:۱/۱۹)

⑦ والمتواتر یفید العلم القطعی وخبر الواحد الصحیح یفید الظن۔(میزان الاعتدال:۱/۹)

کے معنی میں ہے اور خبر واحد جس ظن کا فائدہ دیتی ہے وہ جانب راجح اور غالب ظن کے معنی میں ہے، لہٰذا قرآن کریم کی ایسی آیات سے خبر واحد کی حجیت کا انکار کرنا غلط ہے۔ ①

⑩ خبر واحد دلائل اور حجج شرعیہ میں سے ایک شرعی دلیل اور حُجّت ہے۔ ②

⑪ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس لکھی ہوئی احادیث موجود تھیں مثلاً حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت جابر، حضرت انس، حضرت عمرو بن حزام، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عمرو اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے پاس لکھی ہوئی احادیث کا ذخیرہ موجود تھا۔ تاہم اکثر صحابہ احادیث کو زبانی یاد رکھتے تھے۔ دوسری صدی ہجری میں احادیث کو باقاعدہ کتابی شکل میں لکھا گیا، اس سے پہلے بھی احادیث لکھی ہوئی موجود تھیں۔ ③

⑫ احادیث مبارکہ ہر زمانہ میں محفوظ رہی ہیں، البتہ طریق حفاظت بدلتے رہے ہیں، قرن اول میں ضبط صدر کے ذریعے محفوظ تھیں، اس کے بعد ضبط کتابت کے ذریعے محفوظ ہیں۔ ④

⑬ قرآن کریم کے بعد دوسری بڑی دلیل حدیث نبوی ہے، اس کے بعد اجماع امت کا درجہ ہے، چوتھے درجہ کی دلیل قیاس شرعی ہے۔ ⑤

---

① الذین یظنون انہم ملقوا ربہم وانہم الیہ راجعون (البقرہ ٤٦/)، وظن داؤد انما فتنہ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب (ص/٢٤)

② (یا یھاالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک)مع انہ کان رسولا الی الناس کافة ویجب علیه تبلیغهم ـفلو کان خبر الواحد غیر مقبول لتعذر ابلاغ الشریعة الی الکل ضرورة لتعذر خطاب جمیع الناس شفاها وکذا تعذر ارسال عدد التواتر الیهم وهو مسلک جید ینضم الی ما احتج به الشافعی ثم البخاری۔

(فتح الباری: ٢٩٢/١٣)

③ (صحیح بخاری: ٢٨/١، ٤٥١، صحیح مسلم: ٤٩٥/١، سنن نسائی: ٢/٢٥٢، مستدرک حاکم: ٥٧٣/٣ـ٥٧٤، مصنف ابن ابی شیبه: ٤١/٨، طبقات ابن سعد: ٤٩٣/٥، جامع بیان العلم: ٧٢/١، تدریب الراوی: ٢١٦/٢، تهذیب التهذیب: ٣٥٣/٨)

④ (فتح الباری: ١٦٨/١)

⑤ وخلاصة القول ان الائمة قاطبة مجمعون علی اتخاذ الحدیث الصحیح قاعدة اساسیة بعد کتاب الله

⑭ احادیث مبارکہ کا موضوع اور بیان بہت وسیع ہے، اس حوالے سے احادیث کی بہت سی اقسام بن جاتی ہیں، احادیث مبارکہ کا ایک بہت بڑا حصہ تمثیلات پر مشتمل ہے، بعض احادیث میں احکام بیان کیے گئے ہیں، بعض احادیث میں ادعیہ کو بیان کیا گیا ہے، بعض احادیث میں جنّت، جہنم، حشر، نشر آخرت کے احوال بیان کئے گئے ہیں، بعض احادیث میں فضائل کو بیان کیا گیا ہے، بعض احادیث میں علامات قیامت، آئندہ رونما ہونے والے واقعات اور پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں، بعض احادیث میں فتن کو بیان کیا گیا ہے، بعض احادیث آداب پر مشتمل ہیں، بعض احادیث میں احوال برزخ وقبر وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے، بعض احادیث میں حقوق کو بیان کیا گیا ہے، بعض احادیث میں حدود وقصاص اور تعزیرات کو بیان کیا گیا ہے۔ ①

خلاصہ یہ کہ احادیث میں دین کا بہت بڑا حصہ بیان کر دیا گیا ہے، انکار حدیث سے ان تمام چیزوں کا انکار لازم آتا ہے اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

⑮ سب سے پہلے معتزلہ نے بعض علمی قسم کے شبہات کی بناء پر خبر واحد کی حجیت کا انکار کیا، جبکہ خبر واحد کے حُجّت ہونے پر قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ دور حاضر کے منکرین حدیث نے بے دینی اور اتباع خواہشات کی بناء پر حدیث کی حجیت کا انکار کیا ہے، ان میں عبد اللہ چکڑالوی، حافظ اسلم جیراج پوری، نیاز فتح پوری، ڈاکٹر احمد دین، علامہ مشرقی، چوہدری غلام احمد پرویز اور تمنا عمادی پھلواری وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام کے نظریات اسلام سے متصادم ہیں اور ضلالت وگمراہی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ ②

الی وانہ یجب العمل بہ فی القضاء والافتاء۔ (میزان الاعتدال: ۱۹/۱)

① اعلم ان انواع علوم الحدیث کثیرۃ لا تعد۔ قال الحازمی فی کتاب "العجالۃ" علم الحدیث یشتمل علی انواع کثیرۃ تبلغ مائۃ کل نوع منہا علم مستقل لو انفق الطالب فیہ عمرہ لماادرک نہایتہ۔ (تدریب الراوی: ۱/۱۹۔۲۰) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: حجۃ اللہ البالغہ: ۲/۲۹۴ تا ۲۹۶

② کان لظہور الاعتزال فی القرن الثالث الہجری علی ید واصل بن عطاء اثر کبیر فی نشأۃ الخلاف بین ہذہ الفرق وأہل السنۃ تناول کثیراً۔۔۔۔ حتی تجرأوا علی الأحادیث النبویۃ بردہا اذا لم یجدوا لہا تأویلاً تستسیغہ عقولہم۔ (میزان الاعتدال: ۱/۲۱، انکار حدیث کے نتائج ر ۳۳)

⑯ منکرین حدیث کبھی تو رسول اللہ ﷺ کے واجب الاطاعت ہونے کا ہی انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ " من حیث الرسول " آپ ﷺ کی اطاعت نہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر واجب تھی اور نہ ہم پر واجب ہے، اور کبھی کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے ارشادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے حُجّت تھے ہمارے لئے حُجّت اور دلیل نہیں ہیں اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ احادیث تمام انسانوں کے لئے حُجّت ہیں، مگر احادیث محفوظ نہیں ہیں یہ قابل اعتماد ذرائع سے ہم تک نہیں پہنچیں۔ انجام اور مآل سب کا ایک ہی ہے کہ موجودہ کتب حدیث ناقابل اعتماد اور ناقابل عمل ہیں۔ ①

⑰ منکرین حدیث کے پاس اپنے نظریہ کے اثبات کے لئے کوئی معقول دلیل نہیں ہے، چند شبہات اور وساوس ہیں جن کو وہ پیش کرتے ہیں، ذیل میں ہم عام فہم انداز میں ان کے شبہات کا جواب ذکر کرتے ہیں۔

⑱ صحیح مُسلم کی ایک روایت میں حدیث لکھنے سے ممانعت وارد ہے، جب کہ بے شمار مواقع پر آنحضرت ﷺ نے احادیث لکھنے کا حکم دیا ہے، حدیث نہی میں اول تو رفع ووقف کا اختلاف ہے، دوسرے ایک ہی ورق پر قرآن پاک اور حدیث لکھنے سے نہی مراد ہے، یا نہی ان لوگوں کو تھی جو اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے، یا یہ نہی منسوخ ہے اور ناسخ بعد کی وہ احادیث ہیں جن میں لکھنے کا حکم موجود ہے۔ ②

⑲ قرآن کریم نے نبی کریم ﷺ کو تفسیر وبیان کا حق دیا ہے، لہٰذا نبی کریم ﷺ کو محض سفیر سمجھنا سراسر غلط اور قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔ نیز قرآن کریم اپنی جامعیت کے باوجود محتاج تفسیر ہے اور نبی کریم ﷺ از روئے قرآن اس کے مفسر اور شارح ہیں اور احادیث مبارکہ قرآن کریم کی تفسیر وشرح ہے۔ ③

---

① انکار حدیث کے نتائج / ۲۳

② فتح الباری: ۲۰۸/۱، شرح النووی علی صحیح مسلم: ۴۱۵/۲، فتح الملہم: ۲۶۰/۱، تدریب الراوی/ ۶۹

③ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم۔ (نحل/ ۴۴)، ان کتاب اللہ ابھم ھذا وان السنۃ تفسر

⑳ قرآن کریم کی بے شمار آیات میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت کو لازمی اور ضروری قرار دیا گیا ہے، لہذا احادیث کو چھوڑ کر قرآن کریم پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ ①

㉑ بعض احادیث روایت بالمعنی کے طور پر منقول ہیں، مگر اس کے لئے ایسی شرائط مقرر کی گئی ہیں کہ روایت بالمعنی کے طور پر مروی احادیث کی صحت میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ نیز عقل ونقل اس پر شاہد ہیں کہ کسی بات کو محض اس وجہ سے رد نہیں کیا جاتا کہ یہ روایت بالمعنی کے طور پر مروی ہے۔ ②

㉒ بعض احادیث میں ظاہری تعارض نظر آتا ہے، مگر اس کو ترجیح، تطبیق، تنسیخ اور توقف وغیرہ کے ذریعے دور کر دیا گیا ہے، لہذا یہ تعارض حجیت حدیث میں مانع نہیں، ورنہ قرآن کریم کی بعض آیات میں بھی ظاہری تعارض پایا جاتا ہے، کیا اس سے قرآن کریم کے حُجّت ہونے کا بھی انکار کر دیا جائے گا؟ ③

ذلک۔(جامع بیان العلم: ۳٦٦/۲)،لان الکتاب یکون محتملا لامرین فاکثرفتاتی السنة یتعین احد هما فیرجع الی السنةویترک مقتضی الکتاب۔(الموافقات: ۸/٤)

① قل اطیعوااللّٰہ والرسول فان تولوافان اللّٰہ لایحب الکفرین۔(آل عمران/۳۲)،یآ ایها الذین آمنوااطیعوااللّٰہ واطیعواالرسول واولی الامر منکم۔(النساء/۵۹)،واطیعوااللّٰہ ورسوله ولا تنازعوافتفشلوا (الانفال/٤٦)، یآایها الذین آمنوااطیعوااللّٰہ واطیعواالرسول ولا تبطلوااعمالکم۔(محمد/۳۳)،ومن یطع اللّٰہ ورسوله فقدفاز فوزاعظیما۔(الاحزاب/۷۱)

② فان لم یکن عالما عارفا بالالفاظ و مقاصدها جبیرا بما یحیل معانیها بصیرا بمقادیر التفاوت بینهافلا خلاف انه لا یجوز له ذلک(مقدمه ابن الصلاح/۱۰۵)

③ احدهما ان یمکن الجمع بین الحدیثین ولا یتعذر ابداءوجه ینفی تنافیهما،فیتعین حینئذ المصیر الی ذلک والقول بهما معا۔(معرفة انواع علم الحدیث/۳۹۰)،القسم الثانی: ان یتضادا بحیث لا یمکن الجمع بینهما وذلک علی ضربین:احدهما:ان یظهر کون احد هماناسخا والآخر منسوخا،فیعمل بالنا سخ ویترک المنسوخ۔والثانی:ان لاتقوم دلالة علی ان الناسخ ایهما والمنسوخ ایهما،فیفزع حینئذ الی الترجیح ویعمل بالارجح منهما والاثبت کالترجیح بکثرة الرواة اوبصفاتهم فی خمسین وجها ممن وجوه الترجیحات واکثر ولتفصیلهاموضع غیرذا واللّٰہ سبحانه اعلم۔(معرفة انواع علم الحدیث/۳۹۱)،واذاتعارض الحدیثان ففی کتب الشافعیة یعمل بالتطبیق ثم بالترجیح ثم بالنسخ ثم بالتساقط وفی کتبنا یوخذاولا بالنسخ ثم بالترجیح ثم بالتطبیق ثم بالتساقط۔(العرف الشذی/٤۳)

(۲۳) احادیث مبارکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے بھی حُجّت تھیں اور تا قیامت مُسلمانوں کیلئے حُجّت ہیں، لہذا یہ سمجھنا کہ احادیث صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے حُجّت تھیں ہمارے لئے نہیں بدیہی البطلان ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کی رسالت و نبوت صرف عہد صحابہ رضی اللہ عنہم تک کے لئے تھی، بعد کے لوگوں کیلئے نہیں تھی۔ (۱)

(۲۴) احادیث مبارکہ انہی معتبر ذرائع اور واسطوں سے ہم تک پہنچی ہیں، جن واسطوں سے قرآن کریم پہنچا ہے لہذا یہ کہنا کہ احادیث ہم تک قابل اعتماد ذرائع سے نہیں پہنچیں اور یہ ہمارے لئے حُجّت نہیں، غلط ہے۔ اور اسطرح کہنے سے قرآن کریم سے بھی اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ (۲)

(۲۵) آیت قرآنی ''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون'' میں اللہ تبارک و تعالی نے قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور قرآن کریم الفاظ و معانی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے اور معانی قرآن، احادیث مبارکہ ہیں، لہذا قرآن کریم اور حدیث مبارکہ دونوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ تبارک و تعالی نے لیا ہے اور دونوں محفوظ ہیں۔ اس آیت کی بناء پر یہ سمجھنا کہ اللہ تعالی نے صرف الفاظ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، حدیث کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا، لہذا صرف قرآن کریم محفوظ ہے اور حدیث محفوظ نہیں، غلط ہے۔ (۳)

---

(۱) یاایھاالناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا۔(الاعراف۱۵۸)،ومارسلناک الاکافة للناس بشیرا ونذیرا(سبا۲۸)،تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا(الفرقان۱)، قال رسول اللّٰہ ﷺ لاتزال طائفة من امتی قائمة بامر اللّٰہ لایضرھم من خذلھم اوخالفھم حتی یاتی امر اللّٰہ۔(صحیح مسلم: ۱۴۳/۲)،وفیہ ایضاً بشری ببقاءالاسلام واھلہ الی یوم القیمة۔۔۔۔وھم المسلمون (فتح الباری:۴۲/۲)

(۲) صحیح مسلم:۱۴۳/۲،فتح الباری:۴۲/۲

(۳) ھو اسم للنظم والمعنی جمیعا،امرنا بحفظ النظم والمعنی فانہ دلالة علی النبوة۔ (النفعة القدسیہ/۱۳بحوالہ آثار التنزیل: ۲۴۲/۱)، عن عمران بن حصین انہ قال لرجل انک امرؤ احمق اتجدفی کتاب اللّٰہ الظھر اربعا لا تجھر فیھابالقرآة ثم عدد علیہ الصلوة والزکوة ونحو ھذا ثم قال اتجدفی کتاب اللّٰہ مفسرا ان کتاب اللّٰہ ابھم ھذاوان السنة تفسیر ذلک۔(جامع بیان العلم:۲/۳۶۵۔۳۵۵)

(۲۶) شرم وحیا کے مسائل بھی دین اور شریعّت کا حصہ ہیں، قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس قسم کے مسائل بیان کئے گئے ہیں، ان مسائل کی بناء پر حدیث کی حجیت کا انکار کرنا اور ایسی احادیث کو من گھڑت کہنا غلط ہے، یہ تو شریعّت کی جامعیت کی دلیل ہے کیا اس بناء پر ایسی آیات کا بھی انکار کر دیا جائے گا؟

(۲۷) صحیح احادیث کی تعداد پچاس ہزار (۵۰،۰۰۰) ہے۔ تعدد طرق کی بناء پر یہ تعداد سات لاکھ سے بھی متجاوز ہے، لہذا اگر کسی محدث کے بارے میں یہ کہا جائے کہ انہیں اتنی لاکھ احادیث یاد تھیں یا انہوں نے اتنی لاکھ مثلاً سات (۷)، چھ (۶) یا تین (۳) لاکھ احادیث میں انتخاب کر کے فلاں کتاب لکھی ہے تو یہ تعداد تعدد طرق واسناد کی بناء پر بیان کی جاتی ہے، متن حدیث کے حوالے سے بیان نہیں کی جاتی۔ (۱)

---

(۱) قال العراقی فی هذاالکلام نظر۔لقول البخاری: احفظ مائة الف حدیث صحیح ومائتی الف حدیث غیر صحیح، قال: ولعل البخاری اراد بالاحادیث المکررة الاسانید والموقوفات فربما عدالحدیث الواحد المروی باسنادین حدیثین۔ ۔لو تتبعت من المسانید والجوامع والسنن والاجزاء وغیرها لمابلغت مائة الف بلا تکرار، بل ولا خمسین الفا۔۔قال الامام احمد: صح سبعمائة الف وکسر، وقال: جمعت فی المسند احادیث انتخبتها من اکثر من سبعمائة الف وخمسین الفا۔ (تدریب الراوی: ۱/ ۴۷)، قال ابن الجوزی: ان المراد بهذا العدد الطرق لا المتون (شوق حدیث/ ۴۹)

سُنّت اور بدعات وخرافات

① بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئی تھی 'امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ تہتر فرقوں میں بٹے گی ان میں سے ایک فرقہ ناجیہ ہوگا باقی اپنے غلط عقائد و نظریات کی بناء پر دوزخ میں جائیں گے ' فرقہ ناجیہ کو حدیث میں "ماانا علیہ واصحابی" سے تعبیر فرمایا گیا ہے جس کا معنی "اہل السنۃ والجماعۃ" ہے فرقہ ناجیہ یا اہل السنت والجماعت کون ہیں 'ان کی چند علامتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

اہل السنۃ والجماعۃ وہ ہیں جو قرآن کریم 'سُنت نبوی ﷺ اور صحابہؓ کے طریق پر بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔ جو تنازع اور اختلاف کے وقت کلام اللہ اور کلام الرسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان پر کسی کے قول کو مقدم نہیں کرتے 'جو تمام اسلامی عقائد کو ان کی صحیح اور اصلی شکل میں قبول کرتے ہیں اور کسی بھی عقیدے کے بارے میں غلو یا افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوتے۔ جو کسی بھی طور غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتے 'غیر اللہ سے حاجتیں اور مرادیں نہیں مانگتے 'غیر اللہ کو دعاء اور استعانت کے لیے نہیں پکارتے 'غیر اللہ کی نذر و نیاز نہیں مانتے اور غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح نہیں کرتے ' جو اپنی تمام عبادات، معاملات، سلوک اور زندگی کے طور طریقوں میں سُنت کو اختیار کرتے ہیں اور ہر قسم کی بدعات وخرافات سے بچتے ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو معصوم سمجھتے ہیں 'ان کے علاوہ امت میں سے کسی کو معصوم نہیں سمجھتے اور نہ ہی امت میں کسی کے ہر قول کو بلا احتمال خطاء صواب قرار دیتے ہیں، جو تمام صحابہ کرام، اھل بیت عظام، رضی اللہ تعالیٰ عنہم 'اولیاء اللہ اور آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ کا احترام کرتے ہیں اور غیر مجتہد کے لیے تقلید کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور اس میں

طرقِ مبتدعہ سے اجتناب کرتے ہیں۔ ①

② سُنت کے مقابل طریقے کا نام بدعت ہے، لغت میں بدعت کا معنی ہے: ''دین میں کوئی نئی بات 'نئی رسم یا نیا دستور نکالنا شریعت میں بدعت کہتے ہیں اِحداث فی الدین کو، یعنی ہر وہ نیا کام جس کو دین کا حصہ سمجھ لیا جائے اور اس کی اصل کتاب و سُنت میں یا قرون مشہود لہا بالخیر میں (یعنی صحابہؓ تابعین اور تبع تابعین کے تین زمانے جنکے خیر اور بھلائی کی گواہی نبی کریم ﷺ نے دی ہے) موجود نہ ہو، اس کو محدثات بھی کہا جاتا ہے۔ ②

③ اگر کوئی نیا کام دین کی تقویت وحفاظت دین کی تائید یا انتظام کے طور پر کیا جائے اور اسے داخل دین نہ سمجھا جائے تو یہ احداث للدین ہے، احداث فی الدین نہیں۔ اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا، جیسے حفاظت دین کے لیے مدارس ومکاتب کا قیام یہ خود کوئی دین نہیں بلکہ دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے، لہذا یہ بدعت نہیں۔ ③

④ بدعت کے لیے دو۲ چیزوں کا ہونا ضروری ہے، ایک منشاء ماثور کے بغیر دین میں کسی نئی چیز کا اختراع کرنا اور دوسرے اس چیز کو جزوِ دین سمجھنا، جس چیز میں یہ دونوں باتیں ہوں گی وہ بدعت کہلائے گی۔ اگر کسی چیز میں ایک بات ہو دوسری نہ ہو اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔ ④

---

① (النساء/٣٦، صحيح مسلم ١٢٧/٢، جامع ترمذی: ٨٩/٢، غنية الطالبين /١٩٥، شرح فقه اكبر١٢٠،٢، طحطاوی علی الدر مختار: ١٥٣/٤، حجة الله البالغه: ١٧٠/١)

② والبدعة اصلها ما احدث على غير مثال سابق و تطلق فی الشرع فی مقابل السنة فتكون مزموما (فتح الباری: ٤١٨/٤)، مزید تفصیل کیلئے (الاعتصام: ١٩/١، شرح المقاصد: ٢٧١/٢، نبراس /٢١)

③ فلم يتعلق بها امر تعبدی يقال فی مثله بدعة، الا على فرض ان يكون من السنة ان لا يقرا العلم الا بالمساجد، وهذا لا يوجد بل العلم كان فی الزمان اول يبث بكل مكان من مسجد او منزل، او سفر او حضر او غير ذلک حتی فی الاسواق، فاذا اعد احد من الناس مدرسة يعنی باعدادها الطلبة فلا يزيد ذلک علی اعداده له منزلا من منازله، او حائطا من حوائطه او غير ذلک فاين مدخل البدعة هاهنا؟ (الاعتصام: ١٦٢/١)

④ والبدعة اصلها ما احدث على غير مثال سابق و تطلق فی الشرع فی مقابل السنة فتكون مذموما (فتح الباری: ٣١٨/٤)

⑤ بدعتِ لغویہ کی دو قسمیں ہیں سیئہ اور حسنہ' بدعت لغویہ میں وہ کام بھی شامل کیے جاسکتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد جاری ہوئے، بدعتِ شرعیہ، سیئہ ہی ہے، حسنہ نہیں، یہ وہ بدعت ہے جو قرون مشہود لہا بالخیر کے بعد جاری ہوئی ہو اور اس کا کوئی منشاء صراحۃ ،ضمناً، دلالۃ، یا اشارۃً خیر القرون میں نہ ملتا ہو۔ ①

⑥ کفر اور شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ بدعت ہے۔ ②

⑦ بدعت کی حکم کے اعتبار سے دو[۲] قسمیں ہیں:

۱۔ ایک بدعت فی العقیدہ ۲۔ دوسری بدعت فی العمل

<u>بدعت فی العقیدہ</u> کبھی مُخرِجِ ملت ہوتی ہے اور کبھی مُخرِجِ ملت نہیں ہوتی، یعنی اس بدعت کا

فلم يتعلق بها امر تعبدى يقال فى مثله بدعة، الا على فرض ان يكون من السنة ان لا يقرا العلم الا بالمساجد، وهذا لا يوجد بل العلم كان فى الزمان اول يبث بكل مكان من مسجد او منزل، او سفر او حضر او غير ذلك حتى فى الاسواق، فاذا اعد احد من الناس مدرسة يعنى باعدادها الطلبة فلا يزيد ذلك على اعداده له منزلا من منازله، او حائطا من حوائطه او غير ذلك فاين مدخل البدعة هاهنا؟! (الاعتصام ۱/ ۱٦۲)

مزید تفصیل کیلئے دیکھئے (الاعتصام: ۱/ ۱۹ شرح المقاصد: ۲/ ۲۸۱، نبراس/ ۲۱)

① اما البدعة على قسمين بدعة لغوية و بدعة شرعية فالاول هو المحدث مطلقا عادة كانت او عبادة وهى التى يقسمونها الى الاقسام الخمسة والثانى وهو مازيد على ماشرع من حيث الطاعة بعد القراض الا زمنة الثلاثة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا ولا صريحا ولا اشاره وهى المراد بالبدعة المحكوم عليها بالضلالة: (اللجنة: ۱٦۱ بحوالہ راہ سُنت/ ۹۹)، البدعة بدعتان بدعة خالفت كتابا او سنة او اجماعا او اثرا عن بعض اصحاب رسول الله ﷺ فهذه بدعة ضلالة و بدعة لم تخالف شيئا من ذلك فهذه قد تكون حسنة لقول عمر رضی اللہ عنہ نعمت البدعة هذه (موافقة صريح المعقول لابن تيميه على منهاج السنته: ۲/ ۱۲۸ بحوالہ راہ سُنت/ ۱۰۰)

② عن على رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ من احدث فيها حدث او اوى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين (صحيح بخارى: ۱/ ۲۸۱)، عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة (صحيح مسلم ۱/ ۲۸۵)، فالصراط المستقيم هو سبيل الله الذى دعا اليه وهو السنة ۔والسبل هى سبل اهل لا ختلاف العائدين عن الصراط المستقيم وهم اهل البدع۔ وليس المراد سبل المعاصى۔ لان المعاصى من حيث هى معاص لم يضعها احد طريق تسلك دائما على مضاهاة التشريع۔ وانما هذا الوصف خاص بالبدع المحدثات (الاعتصام: ۱/ ۳۵)

مرتکب بعض صورتوں میں دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ مخرج ملت ہونے کی صورت میں اس کو بدعتِ مکفّرہ کہا جاتا ہے، اور بدعت فی العمل مخرج ملت نہیں ہوتی البتہ موجب فسق و ضلالت ضرور ہے۔ اس کو بدعتِ مُفسّقہ کہا جاتا ہے۔ [1]

⑧ زمانہ کی نئی نئی ایجادات اور رہن سہن کے نئے نئے طور طریقے بدعت نہیں ہیں، اس لئے کہ ان پر بدعت کی تعریف صادق نہیں آتی۔ [2]

⑨ بدعت کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں، مثلاً: احکام شریعّت سے جہالت یا انہیں پس پُشت ڈالنا' اتباع خواہشات' تعصب دینی اور تشبہ بالکفار وغیرہ۔ [3]

⑩ خلافتِ راشدہ کا زمانہ سُنت کا زمانہ ہے اس کے بعد دوسری صدی ھجری تک کا زمانہ بھی سُنت ہی کا زمانہ ہے، دوسری صدی ھجری میں بدعات کا آغاز ہوا، اس وقت موجود صحابہ کرامؓ اور دیگر اہل علم نے بدعات کی بھرپور تردید فرمائی، سب سے پہلی بدعت، انکار تقدیر کی بدعت ہے، پھر ارجاء، رفض، خروج اور اعتزال وغیرہ بدعات نے جنم لیا۔ [4]

---

[1] ردالمحتار: ۱/۵۶۰، الاعتصام: ۲/۱۵۹، ۱۶۰، مرقاۃ: ۱/۱۷۷

[2] "البدعة طريقة فى الدين مخترعة تضاهى الشرعية يقصد بالسلوک عليها مايقصد بالطريقة الشرعية" ولا بد من بيان الفاظ هذالحد فالطريقة والطريق والسبيل والسنن هى بمعنى واحد وهو مارسم للسلوک عليه وانما قيدت بالدين لانها فيه تخترع واليه يضيفها صاحبها وايضا فلوكانت طريقة مخترعة فى الدنيا على الخصوصى لم تسم بدعة كاحداث الصنائع والبلدان التى لا عهد بها فيما تقدم۔ (الاعتصام: ۱/۱۹)

[3] هذه الاسباب الثلاثة راجعة فى التحصيل الى وجه واحد: وهو الجهل بمقاصد الشريعة، والتخرص على معانيها بالظن من غير تثبت او الاخذ فيها بالنظر الاول، ولا يكون ذلک من راسخ فى العلم الا ترى ان الخوارج كيف خرجوا عن الدين كما يخرج السهم من الصيد المرمى۔ (الاعتصام: ۲/۱۵۶۔۱۵۷)

[4] (الثالثة) اول بدعة ظهرت بدعة القدر وبدعة الارجاء وبدعة التشيع والخوارج، وهذه البدع ظهرت فى القرن الثانى والصحابة موجودون وقد انكروا على اهلها كما سياتى بيان ذلک ثم ظهرت بدعة الاعتزال ولم يزل المسلمون على النهج الاول ولزوم ظاهر السنة وما كان عليه الصحابة رضی اللہ عنہم الى ان حدثت الفتن بين المسلمين، والبغى على ائمة الدين وظهر اختلاف الآراء والميل الى البدع والاهواء وكثرت المسائل والوقعيات والرجوع

⑪ کوفہ 'بصرہ' شام اور خراسان سے بالترتیب تشیّع 'ارجاء' قدر و اعتزال اور جہمیہ وغیرہ نے جنم لیا، مدینہ منورہ مرکز علم نبوت ہونے کی بناء پر بدعات سے محفوظ رہا، تاہم مقام حروراء خارجیوں کا گڑھ رہا ہے۔ ①

⑫ عصر حاضر میں بھی بہت ساری بدعات و خرافات، رائج ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے، مثلاً: عُرس کرنا' قبروں پر چراغ جلانا' قبروں پر چادریں اور غلاف ڈالنا' پختہ قبریں بنانا، قبروں پر گنبد بنانا' میت کا قل' تیجہ' چالیسواں اور برسی وغیرہ کرنا، اذان کے اول یا آخر میں زائد کلمات مثلاً صلوٰۃ وسلام وغیرہ کا اضافہ کرنا' نماز کے بعد بآواز بلند مخصوص ھیئت کے ساتھ مخصوص ذکر کرنا' گیارھویں کا قائل ہونا' نمازِ جنازہ کے بعد دعاء مانگنا' تعزیہ بنانا' محرم میں پانی کی سبیل لگانا' محفل میلاد منعقد کرنا' میلاد کے جلوس نکالنا' کونڈے پکانا' اذان میں انگوٹھے چومنا' کسی خاص عمل یا خاص ذکر کو اپنی طرف سے اس نیت کے ساتھ کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص کرنا کہ ایسا کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے' میت دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینا' حیلہ' اسقاط کرنا' خاص ایام یا خاص راتوں میں مخصوص طریق پر نوافل پڑھنا، مخصوص طریقے پر اور مخصوص آیات کے ذریعے ایصالِ ثواب کرنا' ایصال ثواب کے لیے کسی مخصوص دن یا وقت کا تعین کرنا، وغیرہ وغیرہ۔ ②

الی العلماء فی المهمات، فاشتغلوا بالنظر والاستدلال واستنباط النتائج وتمهيد القواعد وانتاج القضايا والفوائد واخذوا فی التبويب والتفصيل، والترتيب والتاصيل۔ (شرح عقیدہ سفارینیہ: ۱/۷۱)

① قال شيخ الاسلام: فان الامصار الكبار التی سكنها اصحاب رسول الله ﷺ وخرج منها العلم والايمان خمسة: الحرمان، والعراقان، والشام منها خرج القرآن والحديث والفقه والعبادة وما يتبع ذلک من امور الاسلام وخرج من هذه الامصار بدع اصولية غير المدنية النبوية فالكوفة خرج منها التشيع والارجاء وانتشر بعد ذلک فی غيرها والبصرة خرج منها القدر والاعتزال والنسک الفاسد، وانتشر بعد ذلک فی غيرها والشام كان بها النصب والقدر، اما التجهم فانما ظهر فی ناحية خراسان وهو شر البدع وكان ظهور البدع بحسب البعد عن الدار النبوية فلما حدثت الفرقة بعد مقتل عثمان ظهرت بدعة الحرورية واما المدينة النبوية فكانت سليمة من ظهور هذه البدع وان كان بها من هو مضمر لذلک فكان عندهم مهانا مذموما اذا كان بهم قوم من القدرية و غيرهم ولكن كانوا مقهورين ذليلين بخلاف التشيع والارجاء فی الكوفة والاعتزال وبدع النساک بالبصرة والنصب بالشام فانه كان ظاهرا (الارشاد الی صحیح الاعتقاد: ۲۹۶، ۲۹۷ بحوالہ العقیدۃ الحنفیہ: ۲۹)

② صحیح بخاری: ۱/۲۳۸، صحیح مسلم: ۱/۳۱۲، سنن ابو داؤد: ۲/۱۰۵، سنن ابو داؤد، ۱/۷۷،

⑬ بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی 'بدعتی قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ کے حوض کوثر کے پانی سے محروم رہے گا' بدعتی کی تعظیم وتوقیر جائز نہیں، اس لیے کہ بدعتی کی تعظیم کرنا دین اسلام کی عمارت گرانے کے مترادف ہے۔ ①

⑭ بدعت مکفرہ کے مرتکب کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی اور بدعت مفسقہ کے مرتکب کے پیچھے گو نماز ہو جاتی ہے مگر قریب میں صحیح العقیدہ امام ہونے کی صورت میں اسی صحیح العقیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے۔ ②

کتاب الاثار امام محمد/۹۶۔۹۷، فتاویٰ بزازیہ:۲۸۲/۱، ۸۱/۴، ۸۱/۱ ، مدارج النبوۃ: ۴۲۱/۱، رد المحتار: ۳۶۲/۱، مرقاۃ: ۴۷۰/۲، ردالمحتار: ۷۷۷/۱، فتاوی عزیزی/۹۳۳، بحر الرائق: ۱۸۳/۲، ۱۵۹ من لایحضرہ الفقیہہ: ۴۸/۱، مجمع البحار: ۵۵۰/۳، مدخل ابن الحاج: ۸۵/۱، رد المحتار: ۴۳۱/۲، فتاوی شاہ رفیع الدین /۱۴، تیسیر المقال للسیوطی/۱۲۳، بحوالہ عماد الدین، الاعتصام، ۳۴/۱، مشکل الاثار ۱۴۱/۳، فتاوی قاضی خان: ۹۶/۱، تفہیمات الہیہ: ۲۴۷/۲

① وعن عمر بن الخطاب ان رسول اللہ ﷺ قال لعائشة یا عائشه ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعا، ھم اصحاب البدع، واصحاب الاھواء لیس لھم توبة انا منھن بری وھم منی براء۔(مجمع الزوائد: ۲۵۶/۱) وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حجب التوبة عن کل صاحب بدعة، حتی یدع بدعته رواہ الطبرانی واسادہ حسن (الترغیب والترھب: ۵۸/۱)

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ اتدرون ما الکوثر فقلنا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہ نھر وعدنیہ ربی عزوجل علیہ خیر کثیر وھو حوض ترد علیہ امتی یوم القیمة انیة عدد النجوم فیختلج العبد منھم فاقول رب انہ من امتی فیقال ماتدری ما احدثوا بعدک (صحیح مسلم: ۱۷۲/۱)، عن ابراھیم بن میسرہ رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام

(مشکوۃ المصابیح: ۱۳/۱)

مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: الاعتصام للشاطبی: ۹۷/۱

② ردالمحتار: ۵۶۰/۱

گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ

① گناہوں کی دو قسمیں ہیں :
۱۔ گناہ کبیرہ ۲۔ گناہ صغیرہ
گناہ کبیرہ بڑے گناہوں کو اور گناہ صغیرہ چھوٹے گناہوں کو کہتے ہیں۔ ①

② گناہ کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے اور گناہ صغیرہ نیک اعمال کی برکت سے توبہ کے بغیر بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ ②

③ صغیرہ گناہ پر اصرار اسے کبیرہ بنا دیتا ہے، اسی طرح جو گناہ بلا ندامت و بلا خوف باری تعالی کیا جائے یا انسان اسے نڈر و بے باک ہو کر کرے وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے یا جن گناہوں کا مفسدہ اور خرابی کبائر منصوصہ کے مفسدہ کے برابر یا ان سے زیادہ ہو وہ بھی کبیرہ ہے۔ ③

④ جس گناہ پر قرآن و حدیث میں وعید آئی ہو، یا لعنت کی گئی ہو یا جس گناہ پر حد شرعی مقرر ہو یا جس گناہ کے مرتکب کو قرآن و حدیث میں فاسق و فاجر قرار دیا ہو وہ گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح جو گناہ وسیلہ اور ذریعہ کی حیثیت نہ رکھتا ہو بلکہ خود بالذات مقصود ہو، وہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ ④

⑤ گناہ کبیرہ کی معافی کے لئے توبہ ضروری ہے اور توبہ یہ ہے کہ جس گناہ سے توبہ کی ہے، اسے فوراً چھوڑ دے اور آئندہ اس گناہ کے نہ کرنے کا عزم کرے، اس گناہ پر ندامت و شرمندگی ہو، اس گناہ سے اللہ تعالی یا بندے کا کوئی حق ضائع ہوا ہے تو اس حق کی تلافی کرے، نماز، روزہ وغیرہ چھوڑے ہوں، ان کی قضاء کرے، کسی کا ناحق مال دبایا ہو یا کسی کو

---

① الزواجر: ۱/۱۱۔۱۲
② النساء ۳۱، الزواجر: ۲/۳۰۱
③ آل عمران ۱۳۵، الزواجر: ۲/۲۹۹، ۱/۱۴۔۱۵
④ الزواجر: ۱/۱۶۔۱۵

ستایا ہو تو اس کا مال واپس کرے یا اس سے معاف کرائے۔ ①

⑥ گناہ کبیرہ کی کوئی متعین تعداد نہیں ہے، بعض احادیث میں تین[3]، بعض میں سات[7]، بعض میں دس[10]، بعض میں پندرہ[15]، بعض میں ستر[70] تک بیان کئے گئے ہیں، چونکہ ہر چھوٹا عدد اپنے سے بڑے عدد کی نفی نہیں کرتا، اس لئے حصر کہیں بھی مقصود نہیں۔ ②

⑦ ذیل میں گناہ کبیرہ ذکر کئے جاتے ہیں:

۱۔ شرک

یعنی اللہ تعالی کی ذات یا اس کی صفات میں کسی کو شریک کرنا۔ ③

۲۔ کفر

ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری کا انکار کرنا۔

کفر و شرک کی حالت میں اگر موت آگئی تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا ہوگا اور آخرت میں اس کے لئے معافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ ④

۳۔ تقدیر کا انکار کرنا۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب کا ص ۱۶۰ تا ۱۶۳)۔ ⑤

۴۔ ناحق کسی کو قتل کرنا۔ ⑥

۵۔ زنا کرنا۔ ⑦

۶۔ جادو کرنا۔ (جادو سے متعلق تفصیل جاننے کیلئے کتاب کا ص ۲۰۱ تا ۲۰۶)۔ ⑧

۷۔ جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دینا۔ ⑨

---

① الزواجر ۳/۳۰۵، ۳۰۷

② الزواجر: ۱/۱۶۔۱۷

③ لقمان/۱۳، صحیح بخاری ۱/۳۸۸

④ الانفال/۵۵، النساء/۵۶، شرح المقاصد: ۳/۳۵۶

⑤ صحیح بخاری ۱/۳۸۸

⑥ النساء/۹۳، صحیح بخاری: ۱/۳۸۸

⑦ الاسراء/۳۲، صحیح بخاری ۱/۳۸۸

⑧ البقرہ/۱۰۲، صحیح بخاری: ۲/۸۵۸

⑨ مریم/۵۹، مدثر/۴۲۔۴۳، جامع ترمذی: ۲/۵۴۶
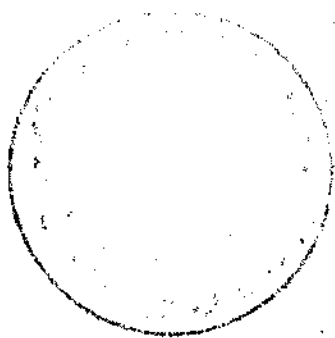
۸۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنا۔ ①

۹۔ بلا عُذر، رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنا۔ ②

۱۰۔ بلا عُذر، رمضان المبارک کا روزہ توڑ دینا۔ ③

۱۱۔ حج فرض ادا نہ کرنا۔ ④

۱۲۔ خودکشی کرنا۔ ⑤

۱۳۔ اولاد کو قتل کرنا۔ روح پڑ جانے کے بعد بچے کو ضائع کرانا بھی قتل اولاد میں داخل ہے۔ ⑥

۱۴۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔
جائز اور واجب امور میں والدین کی اطاعت فرض ہے، ناجائز اور حرام کاموں میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔ ⑦

۱۵۔ محارم و اقارب سے قطع رحمی و قطع تعلق کرنا۔ ⑧

۱۶۔ جھوٹ بولنا۔ ⑨

۱۷۔ جھوٹی قسم کھانا۔ ⑩

۱۸۔ جھوٹی گواہی دینا۔ ⑪

---

① آل عمران/۱۷، التوبہ/۳۴

② البقرہ/۱۸۵

③ جامع ترمذی:۱/۲۷۲، مصنف عبدالرزاق:۴/۱۵۳

④ آل عمران ۹۷، جامع ترمذی:۱/۲۸۸

⑤ النساء/۲۹-۳۰، صحیح بخاری:۲/۸۶۰

⑥ الانعام/۱۵۱، الاسراء/۱۳

⑦ الاسراء/۲۳-۲۴، جامع ترمذی:۲/۴۵۴

⑧ محمد/۲۲، صحیح بخاری:۲/۸۸۵

⑨ آل عمران/۶۱، غافر/۲۸، جامع ترمذی:۲/۴۶۱

⑩ آل عمران/۷۷، صحیح بخاری:۲/۲۸۷

⑪ الحج/۲، الفرقان/۷۲، صحیح بخاری:۱/۳۶۲

۱۹۔ فعل قوم لوط یعنی بدفعلی کرنا۔ ①

۲۰۔ سُود کھانا۔ ②

۲۱۔ سُود کھلانا۔

۲۲۔ سُودی معاملہ کرنا۔

۲۳۔ سُود پر گواہ بننا۔ ③

۲۴۔ ناحق یتیم کا مال کھانا۔ ④

۲۵۔ میدان جنگ سے بھاگنا۔ ⑤

۲۶۔ اللہ تعالیٰ پر یا رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنا۔ یعنی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو ان سے ثابت نہیں۔ ⑥

۲۷۔ ظلم کرنا۔ ⑦

۲۸۔ کسی کو دھوکہ دینا۔ ⑧

۲۹۔ تکبر کرنا۔ ⑨

۳۰۔ کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔ ⑩

۳۱۔ مال غنیمت میں خیانت کرنا۔ ⑪

---

① ہود/۸۲۔۸۳، الشعراء/۱۶۵۔۱۶۶، جامع ترمذی:۱/۳۵۰، ۴۰۲

② البقرہ/۲۷۵، آل عمران/۱۳، سنن ابن ماجہ/۱۶۴

③ جامع ترمذی:۱/۳۶۰، سنن ابن ماجہ/۱۶۵

④ النساء/۱۰، اسراء/۳۴، صحیح بخاری:۱/۳۸۸

⑤ الانفال/۱۶، صحیح بخاری:۱/۳۸۸

⑥ جامع ترمذی:۱/۵۵۱

⑦ ابراھیم/۴۲، صحیح بخاری:۱/۳۳۱

⑧ فاطر/۴۳، صحیح مسلم:۲/۳۸۵

⑨ النحل/۲۳، سنن ابن ماجہ/۳۰۸

⑩ النور/۴، ۲۳۔۲۴، صحیح مسلم:۱/۴۲

⑪ انفال/۵۸، صحیح بخاری:۱/۴۳۲

۳۲۔ کسی کا مال اچک کر لے جانا۔ ①

۳۳۔ حسد کرنا۔ ②

۳۴۔ کینہ رکھنا۔ ③

۳۵۔ دینی علوم دنیا کی خاطر پڑھنا، پڑھانا۔ ④

۳۶۔ علم پر عمل نہ کرنا۔ ⑤

۳۷۔ ضرورت کے موقع پر علم کو چھپانا۔ ⑥

۳۸۔ جھوٹی حدیث بنانا یا معلوم ہونے کے باوجود جھوٹی حدیث نقل کرنا، اور اس کا جھوٹی حدیث ہونا نہ بتانا۔ ⑦

۳۹۔ وعدہ کی خلاف ورزی کرنا۔

۴۰۔ امانت میں خیانت کرنا۔

۴۱۔ معاہدہ کی پابندی نہ کرنا۔ ⑧

۴۲۔ ظالم وفاسق لوگوں کو اچھا سمجھنا اور صلحاء سے بغض رکھنا۔ ⑨

۴۳۔ اولیاء اللہ کو ایذاء دینا یا ان سے دشمنی رکھنا۔ ⑩

۴۴۔ کسی کو ناحق مقدمہ میں پھنسانا۔ ⑪

---

① مشکوۃ المصابیح: ۱/۱۷

② النساء/٥٤، سنن ابن ماجہ/۱۰۳

③ مشکوۃ المصابیح: ۲/٤۲۷

④ آل عمران/۱۸۷، سنن ابوداؤد: ۲/۱٦۰

⑤ صحیح مسلم: ۲/٤۱۲

⑥ البقرہ/٥۹

⑦ جامع ترمذی: ۲/٥٥۱

⑧ الاسراء/۳٤، مائدہ/۱، صحیح بخاری: ۱/۱۰، ۱٥

⑨ مسند احمد: ٦/۱٤٥

⑩ احزاب/٥۸، صحیح بخاری: ۲/۹٦۳

⑪ الفرقان/۷۲، صحیح بخاری: ۲/۱۰٦٥

۴۵- شراب پینا۔ ①
۴۶- جوا کھیلنا۔ ②
۴۷- حرام مال کمانا۔ ③
۴۸- حرام مال کھانا یا کھلانا۔ ④
۴۹- ڈاکہ ڈالنا۔ ⑤
۵۰- جج کا جان بوجھ کر غلط فیصلہ کرنا۔ ⑥
۵۱- لوگوں سے اسلحہ وغیرہ کے زور پر مال بٹورنا یا ناحق ٹیکس وصول کرنا۔ ⑦
۵۲- مردوں کا عورتوں جیسی شکل و شباہت اختیار کرنا اور عورتوں کا مردوں جیسی شکل و شباہت اختیار کرنا۔ ⑧
۵۳- دیّوث، یعنی بے غیرت ہونا۔ ⑨
۵۴- پیشاب کے قطروں سے جسم یا کپڑوں کو نہ بچانا۔ ⑩
۵۵- ریاء، یعنی نیک اعمال میں دکھلاوا کرنا۔ ⑪
۵۶- سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا، پینا۔
۵۷- مرد کا سونے کی انگوٹھی وغیرہ پہننا۔

---

① المائدہ/۱۹، صحیح مسلم:۱٦۷/۲
② صحیح مسلم:۲٤۰/۲
③ صحیح مسلم:۲٤۰/۲
④ البقرہ/۱۸۸، المعجم الصغیر للطبرانی:۲۹۱/۱۰
⑤ مائدہ/۳۳، سنن دار قطنی:۲۱٤/۳
⑥ مائدہ/٤۷، مستدرک حاکم:۲٥۰/۷
⑦ صحیح مسلم:۸۱/۱
⑧ سنن ابوداؤد:۲۱۲/۲
⑨ سنن نسائی:۳٥۷/۱
⑩ صحیح بخاری:۳٥/۱
⑪ النساء/۱٤۲، صحیح مسلم:۱٤۰/۲

۵۸- مرد کا خالص ریشم پہننا۔ [1]

۵۹- قرآن کریم تھوڑا یا زیادہ یاد کر کے بھلا دینا۔ [2]

۶۰- ستر نہ چھپانا۔ [3]

مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہے اور عورت کا پورا جسم ستر ہے، سوائے ہتھیلیوں، چہرے اور پاؤں کے، عورت کے لئے چہرے کا چھپانا ستر کے طور پر نہیں بلکہ حجاب اور پردے کے طور پر ضروری ہے۔ [4]

۶۱- عورت کا محرم یا خاوند کے بغیر سفر کرنا۔ [5]

۶۲- بلا عُذر جمعہ کی بجائے ظہر پڑھنا۔ [6]

۶۳- عورت کا شوہر کی نافرمانی کرنا۔ [7]

۶۴- بلا عُذر تصویر بنوانا۔ [8]

۶۵- عورت کا ایسا باریک لباس پہننا جس سے جسم کی رنگت معلوم ہوتی ہو یا ایسا چست لباس پہننا جس سے جسم کی ہیئت معلوم ہوتی ہو۔ [9]

۶۶- مرد کا شلوار یا لنگی وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ [10]

۶۷- احسان جتلانا۔ [11]

---

[1] صحیح بخاری: ۸٦٨/۲

[2] سنن ابو داؤد: ۲۱۷/۲

[3] سنن ابو داؤد: ۲۰۱/۲، سنن ابن ماجہ/ ۲۹

[4] فتح القدیر: ۲۲٥/۱

[5] صحیح بخاری: ۱٤۷/۱

[6] سنن ابن ماجہ/ ۷٥

[7] النساء/ ۳٤، صحیح بخاری: ۷۸۲/۲

[8] صحیح بخاری: ۸۸۰/۲

[9] صحیح مسلم: ۲۰٥/۲

[10] صحیح بخاری: ۸٦۱/۲، صحیح مسلم: ۱۷/۱

[11] البقرہ/ ۲٦٤، صحیح مسلم: ۷۱/۱

۶۸- لوگوں کے راز اور ان کی پوشیدہ باتوں پر مطلع ہونے کی کوشش کرنا۔ ①
۶۹- چغل خوری کرنا۔ ②
۷۰- کسی پر بہتان لگانا۔ ③
۷۱- غیبت کرنا۔ ④
۷۲- کاہن یا نجومی کی بات کی تصدیق کرنا۔ ⑤
۷۳- پریشانی اور مصیبت کے وقت بے صبری کا مظاہرہ کرنا، نوحہ کرنا، ماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا یا بددعا وغیرہ کرنا۔ ⑥
۷۴- ہمسائے کا حق ادا نہ کرنا یا اسکو تکلیف دینا۔ ⑦
۷۵- مسلمان کو ایذاء دینا۔ ⑧
۷۶- اپنا نسب یا قوم تبدیل کرنا۔ ⑨
۷۷- ناپ تول میں کمی کرنا۔ ⑩
۷۸- اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہونا، یعنی اس کے عذاب اور اس کی تدبیروں سے بے خوف رہنا۔ ⑪
۷۹- بلا عذر جماعت سے نماز نہ پڑھنا۔ ⑫

---

① الحجرات/۱۲، صحیح بخاری: ۱۰۴۲/۲
② القلم/۱۱، الھمزہ/۱
③ الاحزاب/۵۸، الشوری/۴۲، مسند احمد: ۳۶۲/۲
④ الحجرات/۱۲، صحیح مسلم: ۳۱۹/۲
⑤ الاسراء/۳۶، سنن ابوداؤد: ۱۸۹/۲
⑥ صحیح بخاری: ۱۷۲/۱، جامع ترمذی: ۳۲۱/۱
⑦ النساء/۳۶، صحیح بخاری ۸۸۹/۲
⑧ الاحزاب/۵۸، الحجرات/۱۱، صحیح بخاری: ۲۹۴/۲
⑨ صحیح بخاری: ۱۰۰۱/۲
⑩ المطففین/۱تا۴، صحیح بخاری: ۶۹/۱
⑪ الانعام/۴۴، جامع ترمذی: ۴۸۱/۲
⑫ سنن ابن ماجہ/۵۷

۸۰- کسی وارث کو محروم کرنے یا کسی کو نقصان پہنچانے کیلئے وصیت کرنا۔ ①

۸۱- بہنوں کو وراثت میں سے حصہ نہ دینا۔ ②

۸۲- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا سلف صالحین کو برا بھلا کہنا۔ ③

۸۳- کمزور لوگوں پر دست درازی کرنا۔ ④

۸۴- شرعی احکام پر تبصرہ کرنا یا انہیں خلاف مصلحت سمجھنا۔ ⑤

۸۵- زمین سیراب کرنے کیلئے اپنے حصہ سے زائد پانی لینا۔ ⑥

۸۶- مسلمان کی پردہ دری کرنا یا اس کے عیوب لوگوں پر ظاہر کرنا۔ ⑦

۸۷- داڑھی مونڈنا، یا ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا۔ ⑧

۸۸- قبر پر چراغ جلانا۔ ⑨

۸۹- صدقہ خیرات کرکے احسان جتلانا۔ ⑩

۹۰- زمینی پیداوار کا عشر ادا نہ کرنا۔ ⑪

۹۱- جس شخص کے پاس روزمرہ کی ضروریات کا انتظام ہو، اس کا سوال کرنا اور لوگوں سے مانگتے پھرنا۔ ⑫

---

① النساء/۱۲، جامع ترمذی: ۲/۴۷۶

② الکبائر/۲۶۸

③ صحیح بخاری: ۲/۹۶۳، صحیح مسلم: ۲/۳۱۰، جامع ترمذی: ۲/۷۰۶

④ نساء/۳۶، صحیح مسلم: ۲/۵۱

⑤ الزخرف/۵۸، جامع ترمذی: ۲/۶۳۲، مجمع الزوائد: ۱/۱۶۷-۱۶۸

⑥ انفال/۲۷، سنن ابوداؤد: ۱/۲۲۳

⑦ سنن ابن ماجہ/۱۸۳

⑧ صحیح بخاری: ۲/۸۷۵، فتح القدیر: ۲/۷۷

⑨ سنن ابوداؤد: ۲/۱۰۵

⑩ البقرہ/۲۶۴

⑪ الانعام/۱۴۱

⑫ سنن ابوداؤد: ۱/۲۳۶

۹۲- عید الفطر، عید الاضحیٰ یا ایام تشریق میں روزہ رکھنا۔ ①

۹۳- حالت احرام میں خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔ ②

۹۴- واجب ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنا۔ ③

۹۵- نشہ کرنا۔ ④

۹۶- کسی اعتقادی یا عملی بدعت کا اختراع یا ارتکاب کرنا۔ ⑤

اعتقادی بدعت اگر مفسقہ ہو تو اس کا مخترع اور مرتکب، مرتکب کبیرہ ہوگا، اور اگر بدعت مکفرہ ہو تو اس کا مخترع اور مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

۹۷- کسی چیز یا رقم کی ادائیگی کی مدت پوری ہونے پر قدرت کے باوجود ادائیگی نہ کرنا اور ٹال مٹول کرنا۔ ⑥

۹۸- نابینا شخص کو قصداً غلط رستہ پر لگا دینا یا ناواقف شخص کو جان بوجھ کر غلط راستہ بتلانا۔ ⑦

۹۹- عام گزرگاہ یا رستہ پر قبضہ جمالینا کہ جس کی وجہ سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہو۔ ⑧

۱۰۰- امانت کے طور پر رکھوائی ہوئی چیز کو بلا اجازت مالک استعمال کرنا۔ ⑨

۱۰۱- رہن رکھوائی ہوئی چیز کو استعمال کرنا۔ ⑩

---

① صحیح مسلم: ۱/۳۶۰، مسند احمد: ۲/۵۱۳

② المائدہ/۹۵

③ سنن بیہقی: ۹/۲۶۰

④ سنن ابی داؤد: ۲/۱۶۳، الزواجر: ۱/۳۰۵

⑤ ردالمحتار: ۱/۵۶۰

⑥ صحیح بخاری: ۱/۳۲۳

⑦ الزواجر: ۱/۳۶۸

⑧ الزواجر: ۱/۳۶۸

⑨ النساء/۵۸، مسند احمد: ۲/۱۳۵

⑩ سنن ابوداؤد: ۱/۲۲۳

۱۰۲- گری پڑی چیز ذاتی استعمال میں لانے کی نیت سے اٹھانا۔ ①

۱۰۳- تقاضا اور استطاعت کے باوجود نکاح نہ کرنا۔ ②

۱۰۴- اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا۔ ③

۱۰۵- کسی کو بُرے القاب سے پکارنا۔ ④

۱۰۶- مُسلمان کیساتھ استہزاء یا اس کی ہتکِ عزت کرنا۔ ⑤

۱۰۷- کسی کی منگنی پر منگنی کرنا۔ ⑥

۱۰۸- کسی کے سودے پر سودا کرنا۔ ⑦

۱۰۹- محرمہ نسبیہ، صہریہ یا رضاعیہ کے ساتھ نکاح کرنا۔ ⑧

۱۱۰- تینؔ طلاقیں دینے کے بعد بغیر حلالہ شرعیہ سابقہ منکوحہ کو بسانا۔ ⑨

۱۱۱- ادا نہ کرنے کی نیت سے مہر مقرر کرنا۔ ⑩

۱۱۲- اسراف یعنی فضول خرچی کرنا۔ ⑪

۱۱۳- کسی کی دلی رضامندی کے بغیر اس کا مال وغیرہ استعمال کرنا۔ ⑫

۱۱۴- ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں، ان میں برابری نہ کرنا۔ ⑬

---

① البقرہ/۱۸۸

② صحیح بخاری ۷۵۸-۷۵۷/۲

③ صحیح بخاری:۷۸۷/۲

④ الحجرات/۱۱

⑤ الحجرات/۱۱

⑥ جامع ترمذی:۳۷٤/۲

⑦ جامع ترمذی:۳۷٤/۲

⑧ النساء/۲۳

⑨ صحیح بخاری:۷۹۱/۲

⑩ الزواجر:٤۰/۲

⑪ الاعراف/۳۱

⑫ البقرہ/۱۸۸

⑬ جامع ترمذی:۳٤۵/۱

۱۱۵- میاں بیوی کا ایک دوسرے کے حقوق واجبہ ادا نہ کرنا۔ ①
۱۱۶- بلا عُذرِ شرعی کسی مُسلمان سے تینؔ دن سے زائد قطع تعلق کرنا۔ ②
۱۱۷- عورت کا بے پردہ ہو کر باہر نکلنا۔ ③
۱۱۸- عورت کا بلا ضرورتِ شرعیہ خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا۔ ④
۱۱۹- عورت کا عدت پوری ہونے کے بارے میں غلط بیانی کرنا۔ ⑤
۱۲۰- عدت والی عورت کا بلا ضرورت شرعیہ گھر سے باہر نکلنا۔ ⑥
۱۲۱- عدتِ وفات والی عورت کا عدت کی مدت تک بناؤ سنگھار وغیرہ سے اجتناب نہ کرنا۔ ⑦
۱۲۲- زیر کفالت لوگوں، یعنی بیوی بچوں وغیرہ پر استطاعت کے باوجود خرچ نہ کرنا۔ ⑧
۱۲۳- گناہ اور حرام کاموں میں معاونت کرنا۔ ⑨
۱۲۴- کسی منصب سے اہل کو معزول کر کے نااہل کو مقرر کرنا۔ ⑩
۱۲۵- کسی مُسلمان کو "کافر" یا "اللہ کا دشمن" کہنا یا اس کے علاوہ کسی اور لفظ سے گالی دینا۔ ⑪

---

① مسند احمد: ۲۲۸/۵
② صحیح بخاری: ۸۸۵/۲، سنن ابو داؤد: ۳۳۱/۲
③ سنن نسائی: ۲۸۲/۲
④ سنن ابو داؤد: ۳۲۱/۱
⑤ البقرہ/۲۲۸
⑥ البقرہ/۲۲۸
⑦ البقرہ/۲۳٤
⑧ صحیح بخاری: ۱۹۰/۱، ۱۹۲
⑨ المائدہ/۲، الزواجر: ۱۳۲/۲
⑩ المائدہ/۲، الزواجر: ۱۳۳/۲
⑪ الزواجر: ۱۷۳/۲

۱۲۶- حدود شرعیہ میں کسی کی سفارش کرنا۔ ①

۱۲۷- بالغ ہونے کے بعد ختنہ نہ کروانا۔ ②

۱۲۸- فرض ہونے کے باوجود جہاد نہ کرنا۔ ③

۱۲۹- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنا۔ ④

۱۳۰- مسلمان کے سلام کا جواب نہ دینا۔ ⑤

۱۳۱- طاعون والی جگہ سے بھاگنا۔ ⑥

۱۳۲- مسلمانوں کا اجتماعی یا انفرادی راز افشاء کرنا۔ ⑦

۱۳۳- منت پوری نہ کرنا۔ ⑧

۱۳۴- رشوت لینا۔ ⑨

۱۳۵- رشوت دینا، اگر حصول حق یا دفع ضرر رشوت دیئے بغیر ممکن نہ ہو تو مجبوراً رشوت دینا جائز ہے، رشوت لینا بہر صورت حرام ہے۔ ⑩

۱۳۶- لوگوں کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا۔ ⑪

۱۳۷- سفارشی کا ہدیہ قبول کرنا۔ ⑫

---

① سنن ابوداؤد:۲/۱۵۰

② مشکوۃ المصابیح:۱/۴۴

③ البقرہ/۱۹۰، صحیح مسلم:۲/۱۴۱، سنن ابن ماجہ/۱۹۸

④ التوبۃ/۷۱، جامع ترمذی:۲/۴۸۶

⑤ جامع ترمذی:۲/۵۵۶

⑥ البقرہ/۲۴۳، صحیح بخاری:۲/۸۵۳

⑦ صحیح بخاری:۲/۵۶۷، الزواجر:۲/۲۴۹

⑧ الزواجر:۲/۲۵۷

⑨ البقرہ/۱۸۸، الترغیب:۳/۱۲۵، الزواجر:۲/۲۶۴

⑩ سنن ابوداؤد:۲/۱۴۸، الزواجر:۲/۲۶۳

⑪ سنن ابوداؤد:۲/۱۵۰، الزواجر:۲/۲۶۱

⑫ البقرہ/۲۸۳

۱۳۸- بلا عذر شرعی گواہی کو چھپانا۔[1]

۱۳۹- فساق کی مجلس میں بوقت ارتکاب فسق جانا اور وہاں بیٹھنا۔[2]

۱۴۰- کسی کے خلاف ناحق دعویٰ کرنا۔[3]

۱۴۱- گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا۔ لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار[4]

☆☆☆

نحمد اللہ سبحانہ وتعالی اولا وآخرا، والصلوۃ والسلام علی نبیہ دائما وسرمدا، وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ابدا ابدا،

والحمد للہ الذی لہ البدایۃ والیہ النہایۃ

---

① البقرہ/۲۸۳، الزواجر:۲/۲۷۵

② صحیح مسلم:۲/۳۳۰، الزواجر:۲/۲۷۵

③ الزواجر:۲/۳۲۵

④ الزواجر:۲/۲۹۹